ھول کلیسا

کی

سر

سنہ ۱۹۱۲ء

پریس انارکلی لاہور میں چھاپی گئی

بار اول ۲۰۰۰ جلد

کیتھلک کلیسیا کی تواریخ کا خلاصہ

تواریخ کلیسیا تین بڑے زمانوں میں منقسم ہے +

زمانہ اوّل

اس زمانہ سے وہ زمانہ مراد ہے کہ جس میں کلیسیا نے سلطنت روما کی قوموں میں دینِ مسیحی کی سچی روشنی کا نور پھیلا کر لوگوں کے دلوں کو اصلی الٰہی نور سے منوّر کر دیا تھا یعنے یہ زمانہ کلیسیا کی پہلی سات صدیوں کی سرگذشتوں کا حال ظاہر کرتا ہے اس زمانہ کو آسانی کے لحاظ سے دو فصلوں میں بانٹ دیا گیا ہے

پہلی فصل

سنہ ۱ء سے ۳۱۳ء تک ۔ یعنے کلیسیا کے قائم ہونے کے وقت سے شہنشاہ قسطنطین اعظم کے مسیحی دین کے قبول کرنے کے وقت تک

دوسری فصل

۳۱۳ء سے ۸۰۰ء تک - یہ زمانہ قسطنطین اعظم کے مسیحی ہونے کے دن سے شروع ہوا - اور ساتویں صدی کے اختتام پر تمام ہوگیا +

زمانۂ دوم

اِس زمانہ سے وہ زمانہ - جبکہ دور میں کلیسیا کا جھنڈا جرمن اور سلیوونیک قوموں پر لہراتا تھا - اور ان کو عیسوی دین کا پیرو بنانے اور تہذیب مسیحی کا طالب بنانے میں مشغول ہو رہا تھا یہ زمانہ بھی بلحاظ آسانی کے دو فصلوں میں منقسم ہے +

پہلی فصل

۸۰۰ء سے ۱۰۷۳ء تک - اِس فصل میں وہ حالات درج ہیں جو ملک جرمنی میں کلیسیا کے قائم ہو جانے کے زمانہ سے لیکر رسولی تخت کے سردار عالی جناب گریگوری ہفتم کے عہدہ دوران تک کے حالات ظاہر کرتے ہیں +

دوسری فصل

۱۰۷۳ء سے ۱۵۱۷ء تک - یعنے متذکرہ بالا وقت سے لیکر مختلف فرقوں اور بدعتوں (جو اپنے تئیں پراٹسٹنٹ کے نام سے مشہور کرتے ہیں) کے پیدا ہو جانے کے وقت تک +

زمانۂ سوم

۱۵۱۷ء سے [illegible] تک یعنے زمانۂ حال تک اِس زمانہ

میں وہ واقعات درج ہیں - کہ جنکے باعث کلیسیا میں اختلاف
اور جدائی پڑگئی - اور مذہب او دنیاوی قوانین آیندہ کے لیئے
ایک دوسرے سے آزاد ہوگیئے - اِس زمانہ کو زمانہ جدید کا نام
دیا گیا ہے +

تواریخ کلیسیا
زمانہ اوّل
پہلی فصل

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے - یہ زمانہ اُن واقعات او حالات
پر مشتمل ہے - جو کہ ہمارے خداوند کے اِس دنیا میں آنے کے وقت
سے لیکر قسطنطین اعظم کے مسیحی دین کے پیرو ہونے کے وقت
تک شمار کیئے جاتے ہیں - اِسکا ابتدا سنہ ۱ سے ہوا - اور سنہ ۳۱۳ء میں انجام ہوگیا
(س ۱) - ابن خدا کی پیدائش اور گمنام زندگی کے مشہور مشہور واقعات
قلم بند کروں +
(ج) ابنِ خدا کی ولادت سے تقریباً چار ہزار برس پہلے سے لیکر لوگ اپنے
نجات دہندہ کے منتظر تھے کیونکہ خداوند تعالٰے نے اِس بات کا وعدہ
کیا ہوا تھا - اور اِس پاک وعدہ کو پہلے پیغمبروں کی زبانی مشہور کرا یا تھا -
انجام کار وہ خوشوقت زمانہ آگیا - کہ جس میں خداوند کو یہ منظور ہوا
کہ حضرت موسیٰ کی شریعت کو اور بھی مکمل اور پورا بناوے اور قوم یہود کے بجائے
زیادہ تر پرہیزگار اور صالح بندوں کی جماعت کو مقرر کرے - چنانچہ

اُس ذات پاک اور خالقِ حقیقی اور حاکمِ کل جہان نے بنی آدم کی نجات
اور پاکیزگی کے کاموں کو اسطرح پورا کرنا شروع کیا۔ کہ جیسا ذیل
میں بیان کیا جاتا ہے +

اگسطس شہنشاہ روما کے زمانہ میں جبکہ ہیرودیس ملک
یہودیہ کا بادشاہ تھا۔ حضرت جبرئیل فرشتہ ایک نہایت ہی پاکیزہ
اخلاق پرہیزگار نیکوکار فرشتہ سیرت اور نیک اطوار کنواری لڑکی
یعنے حضرت مریم نامی کے پاس یہ پیغام لایا۔ اے حضرت مریم خداوند
جل شانہٗ کی پاک مرضی ہے۔ کہ تیرے شکم سے انسانی شکل اختیار کرکے
تجھے مادرِ مسیحا کا رتبہ اور پاک منصب عطا کرے۔ اور چونکہ اس نیک
سیرت لڑکی میں فروتنی بے حد تھی۔ اور ہر وقت یہی خیال رہتا تھا
کہ خداوند کی رضا جو اور فرمانبردار رہے۔ اسلئے اس نیکبخت نے اس الٰہی
پیغام کو بڑے حلم اور انکسار سے منظور کرلیا۔ چنانچہ اس لمحہ سے ابن اللہ
نے صورتِ انسانی اختیار کی۔ اور نو ماہ کے بعد پچیسویں دسمبر کے
روز ایک چھوٹے سے قصبہ بیت لحم نامی میں ایک طویلہ میں اُس کا
تولد ہوا۔ فرشتوں نے گڈریوں کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ اور وہ
اس خبر کے پاتے ہی ابن خدا کی الوہیت کو پہچاننے کے لئے آئے۔ اسکی
پیدائش کے آٹھ روز بعد اہل یہود کی رسم کے مطابق اس پاک شیر خوار کا
ختنہ کیا گیا یسوع کے قابل ستائش نام سے اس کو منسوب کیا گیا

جب وہ چالیس روز کا ہوا۔ تو مشرق کی طرف سے مجوسی (یعنے
دانا لوگ) ایک کراماتی ستارہ کی مدد اور رہنمائی سے اُسکی ستائش
اور زیارت کے لئے آئے۔ اِس کے بعد حضرت مبارک کنواری مریم
اپنے پہلوٹے اکلوتے الٰہی بچہ کو یروشلم کے عبادتخانہ میں لے گئی
مگر اِس واقعہ کے چند ہی روز بعد اُس نیکوکار اور پرہیزگار بی بی کو
مصر کیطرف بھاگ جانا پڑا۔ اِس سفر کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب ہیرودیس
نے اِس نئے بادشاہ کی ولادت کا حال سُنا۔ تو وہ بہت تلملایا۔
مگر اُس کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کونسے اور کس خوش نصیب گھر
میں پیدا ہوا ہے اسلئے اُس نے یہ حکم دیدیا۔ کہ سب نوپید
بچوں کو قتل کر ڈالو۔ اور اِس قتل عام کا نام معصوموں کا قتل عام
مشہور ہوا۔ اِس ظلم سے اُس کمبخت کا یہ مطلب تھا۔ کہ اِسطرح
سے شاید وہ (ہیرودیس) شیرخوار یسوع کو بھی قتل کر سکیگا۔ مگر خداوند
تعالٰے کو یہ ہرگز منظور نہ تھا۔ سات برس کے بعد خدا نے ہیرودیس
کو اِس دنیا سے اُٹھا لیا۔ تو حضرت مبارک کنواری مریم اور اُسکا
محافظ حضرت ولی یوسف اور لڑکا خداوند عیسیٰ مسیح یہ تینوں ملک
مصر سے واپس آئے۔ اور صوبہ گلیل کے شہر ناصرت میں مقیم ہو گئے۔
اِس گمنام زندگی میں ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ کہ جب خداوند یسوع
بارہ برس کی عمر میں تھا۔ تو اُسکے پاک والدین اور محافظ یہودیوں

کی پاپ...کا کی عید پر اُسکو شہر یروشلم میں لے گئے جب وہ واپس
آنے لگے تو وہ اُنسے کہیں الگ ہوگیا۔ مگر تین روز تک تلاش کرنے
کے بعد وہ پھر اُن کو ملگیا۔ اور وہ ناصرت کو لوٹ آئے۔ یہاں تیس
برس کی عمر تک یہ ابنُ اللہ صورتِ انسان میں اِن اپنے دو بندوں
(یعنے حضرت مبارک کنواری مریم اور مقدس یوسف) کے تحت میں
رہتا رہا۔ اور نہ صرف رہتا ہی رہا۔ بلکہ مقدس یوسف کی بڑھئی
کے کام میں مدد بھی کرتا رہا۔ مگر یاد رہے کہ اِس سچے خدا اور سچے انسان
نے یہ سب کچھ بنی آدم کی نجات اور بھلائی کے لئے کیا +
(س ۲)۔ اِنجیل مقدس سے ہمیں خداوند یسوع مسیح کی زندگی کی
بابت کیا پتہ ملتا ہے۔؟
(ج)۔ اِنجیل مقدس سے ہمیں یہ پتہ ملتا ہے۔ کہ دُنیا کا منجی
تیس برس کی عمر تک بالکل گمنام اور مشقت کی زندگانی کرتا رہا۔
اور جسوقت یوحنا بپتسمہ دینے والا نبی اور شفیع کا پیشرو گناہ کی معافی
کے بپتسما کی منادی کرتا ہوا دریائے یردن کے کنارہ پہنچا۔ تو ابنُ اللہ
بھی نیک نمونہ دینے کی خاطر عام اور غریب لوگوں کے ہجوم میں بپتسما
پانے کے لئے آیا۔ اور جب اُسے پا چکا۔ تو جنگل میں چلا گیا۔ یہاں پر وہ
چالیس روز تک روزہ سے رہا۔ اِس عرصہ میں شیطان نے تین بار اُسے آزمائش میں
ڈالنے کی بیفایدہ اور لاحاصل کوشش کی۔ جب چالیس روز

گذر گئے۔ تو اُس نے وعظ کرنی اور تعلیم دینی شروع کی۔ اُس کے پہلے ہی معجزہ نے جو شہر قانا میں ایک شادی کے موقعہ پر اُس سچے خدا اور سچے انسان نے دکھایا تھا۔ اُس کے شاگردوں کے ایمان کو اور بھی مضبوط کر دیا۔ چنانچہ وہ بارہ رسول بھی ان ہی لوگوں میں شامل تھے۔ کہ جن کو بعد ازاں وہ اپنے ساتھ لیکر ملک یہودیہ میں ہر ایک جگہ نہایت ہی پاکیزہ دینی مسایل کی منادی کرتا اور ہر شہر و امصار میں معجزے اور کراماتیں دکھاتا پھرا۔ چنانچہ اُس نے اندھوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں بخشیں۔ اور بہروں اور گونگوں کو سننے کے لئے کان اور بولنے کے لئے زبانیں بخشیں۔ اور لنگڑوں کو چلنے کے لئے پاؤں عنایت کئے۔ اور بیماروں کو تندرستی دی۔ اور مردوں کو زندہ کر دکھایا اور اُن کو جو بدروحوں کے پنجہ میں گرفتار تھے آزاد کیا۔ اور کئی ایک ہزار لوگوں کو چند روٹیوں سے سیر کر دیا۔

لیکن اِن سب بے اِنتہا فائدوں اور معجزوں کی اُن بد اعتقادوں اور ناشکروں نے کچھ قدر نہ کی۔ بلکہ یہودی سردار کاہن علما اور فریسی لوگ دنیا کے نجات اور خلاصی دینے والے کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ کیونکہ اُس نے اُن کی ریاکاری کو ظاہر کر دیا تھا۔ چنانچہ اُسپر ناراض ہو کر اُنہوں نے کئی بار اُسکے مار ڈالنے کی تجویزیں کیں۔ مگر اُن کا غصہ اور جوش بالکل فضول تھا۔ کیونکہ ابھی تک خداوند یسوع مسیح کی موت

کا وقت نہیں آیا تھا۔ اور جب وہ وقت نزدیک آگیا تو خداوند
یسوع مسیح نے ذرا ذرا سا حال اپنے شاگردوں سے بیان کر دیا۔ اور ساتھ
ہی اُس نے اُن پر یہ بھی روشن کر دیا۔ کہ اُس کو کیا کیا دُکھ اور سختیاں اُٹھانی
تھیں۔ الغرض کہ اُس نے اپنی مصیبت کا مفصل بیان کر دیا۔ آخرکار جب
اُس کو یہ وعظ کرتے اور تعلیم دیتے اور کرامات دکھاتے ہوئے تین سال
کا عرصہ گذر گیا۔ تو اُس کے دشمنوں نے اُس کی قتل کا پختہ ارادہ کر لیا
وجہ یہ تھی۔ کہ ایک تو ابنِ آدم کا وقت نزدیک آگیا تھا۔ دوسرے
لعاذر کے دوبارہ زندہ ہو جانے سے اُن کے حسد اور کینہ کی آگ ایسی
بھڑک اُٹھی کہ جس کی کوئی حد نظر نہ آتی تھی +

(س ۳)۔ ہمارے خداوند کی موت اور اُس کے دوبارہ جی اُٹھنے
کی بابت تمہیں کیا کچھ معلوم ہے۔؟

(ج)۔ پاسکا سے چھ روز پہلے خداوند یسوع مسیح بڑی دھوم دھام
اور شان و شوکت کے ساتھ شہر یروشلم میں داخل ہوا۔ اِسی ہفتہ
کی جمعرات کی شام کو (جو اُس کی موت سے پہلی شام تھی) آخری کھانے
کے بعد اُس نے پاک یوخارسٹ کا سکرامنٹ قایم کیا۔ اور اِس کھانے
میں اُس کے رسول بھی شریک تھے۔ اُسکے بعد وہ باغ زیتون میں گیا
جہاں وہ دیر تک سخت حالتِ نزع میں رہا۔ اور اِسی مقام پر اُس کے
بے وفا شاگرد یہودا دغاباز نے اپنے الٰہی آقا کو فریب کا بوسہ دیا۔

اور اِسی اِشارہ سے ابنِ خدا کو اُس نے یہودیوں کے حوالہ کیا۔
مگر پوشیدہ نہ رہے۔ کہ جسوقت یہودیوں نے اِس طرح پر آکر
اُسے گرفتار کر لیا تھا۔ اُس وقت اگر وہ چاہتا تو صرف ایک لمحہ کے
اندر ہی اندر اُن سب کو خاک سیاہ کر دیتا۔ مگر چونکہ اُسکی پاک اور
خدائی مرضی یہ تھی۔ کہ دنیا کی نجات اور رہائی کے لئے اپنی مقدس
جان دیدے۔ اِسلئے اُس نے اپنے تئیں اُن (یہودیوں) کے حوالہ
کر دیا۔

دوسرے روز علے الصباح ہی یہودی اُس کو یہودیہ کے رومی
حاکم پلاطوس کے پاس زنجیروں سے باندھ کر لے گئے۔ اور بہت سی
جھوٹی تہمتیں اُس پر لگا کر اور غل غپاڑہ مچا کر اُسکے قتل کا مطالبہ کیا۔
جس وقت وہ لوگ اُس کے خلاف طرح طرح کی بے بنیاد کہانیاں
گھڑ رہے تھے۔ اور جھوٹی گواہیاں دے رہے تھے۔ اور قسم قسم کی اذیتیں
اُس کو پہنچا رہے تھے۔ تو اُسوقت وہ چُپ چاپ کھڑا تھا۔ اور کچھ
نہ بولتا تھا۔ اِس کے بعد ان ظالموں نے اُسے چابکوں سے پیٹا۔ اُس
کے نازک اور نورانی سر پر کانٹوں کا تاج رکھ کر اُسے گنوار اَن گھڑ اور
وحشی سپاہیوں کی ایک جماعت کے حوالہ کر دیا۔ یہ بے ادب اُس پر
کفر بکتے اور اُسکی بے حرمتی کرتے رہے۔ آخر کار اُسیر دہ فتوے لگایا
جو اُن دنوں میں غلاموں اور پرلے درجہ کے شریر اور عیب دار لوگوں

پر لٹکایا گیا تھا یعنے کہ وہ آپ ہی اپنی صلیب اُٹھائے ہوئے کوہِ کلوری
پہاڑ پر لایا گیا - اور یہاں پر صلیب کے اُوپر دن کے نویں گھنٹہ یعنے تین
پہر کے وقت اُس کا الٰہی روح اُس کے اِنسانی جسم سے پرواز کر گیا -
اور ابنِ خدا نے اپنی بالاِرادہ موت سے دنیا کو جہنم اور گناہ سے پناہ دیکر
نجات کے پاک کام کو انجام پر پہنچایا +

جب یہہ بے مثل اور ناشنیدہ اور نادیدہ حادثہ واقع ہوا - تو اُسی
وقت سورج گہن سورج کو لگ گیا - زمین کے سینہ پر تاریکی چھا
گئی - چٹانوں اور پہاڑوں میں دراڑ پڑ گئے - قبریں کھل گئیں - دیواریں
پھٹ گئیں - الغرض کہ ہر ایک پیدائیشی چیز اپنے بانی کی اُلوہیت اور
خدائی کا ثبوت اور اُس کی موت کا اِظہار کر رہی تھی - یہاں تک کہ
وہ سپاہی بھی خوف زدہ اور غم زدہ ہو کر بھاگے - اور اپنے مصلوب
کی الوہیت کو تسلیم کرتے ہوئے چلے گئے - مگر باوجود اِن سب
ثبوتوں اور علامتوں کے بھی فریسی یعنے یہودیوں کے سرداروں کاہنوں
پر کچھ اثر نہ ہوا - بلکہ وہ یہی کوشش کرتے رہے کہ اگر ہو سکے - تو
خداوند یسوع مسیح کے نام تک کو بھی دنیا کی سطح سے مٹا دیویں
مگر اِن بیچارے فانی بندوں کی کیا مجال اور طاقت تھی - کہ خالق و موجب
کل جہان کے مقابلہ میں کامیاب ہوں +

مصلوب ہونے کے تیسرے روز بعد جیسا کہ آپ خداوند

مسیح نے اپنی مبارک زبان سے پہلے ہی فرمایا تھا دوبارہ زندہ
ہو گیا - اور اپنے شاگردوں کو دکھلائی دیا - جو کہ ایک جگہ پر اکٹھے
ہوئے ہوئے تھے - اُس کے بعد برابر چالیس روز تک اُن کو اسی طرح
نظر آتا رہا - اور تعلیم دیتا رہا - اور ان کو اُن کے ایمان میں مضبوط کرتا رہا
اِس عرصہ کے گذرنے کے بعد وہ ان کو زیتون کے پہاڑ پر لے گیا - اور
وہاں سب کے سامنے آسمان پر چلا گیا - اور اپنے رسولوں کے لئے
یہ اختیار اور حکم چھوڑ گیا کہ جاؤ - اور ساری دنیا کو یہ خوشخبری سناؤ +

(س ۴) - انجیل مقدس کی خوشخبری پہلے پہل کس روز سنائی گئی تھی
اُس کا کچھ حال بیان کرو ؟

(ج) - پاک انجیل کی خوشخبری پہلے پہل پنتی کوسٹ کی عید کے روز
سنائی گئی تھی - یہ عید خداوند مسیح کے آسمان پر چلے جانے کا دسواں
دن - اور اُس کے دوبارہ جی اُٹھنے کا پچاسواں دن تھا - پاک کلام
میں ذکر ہے - کہ خود سب رسول بھی - اور دوسرے شاگرد بھی جو
جنابہ مقدسہ مبارک کنواری مریم یعنے خداوند کی والدہ ماجدہ - اور اور
عورتیں بھی - جو خداوند کی پیرو تھیں - یہ سب ایک مکان میں جمع
ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف تھے - جب تیسرے پہر کا وقت ہوا
تو انہیں اچانک ایسا شور سنائی دیا - جیسا زور کی آندھی کا ہوا
کرتا ہے - بعد اس کے وہ کیا دیکھتے ہیں - کہ گویا آگ کی زبانیں ہیں

جو الگ الگ ہر ایک کے سر پر بیٹھ گئی ہیں۔ جس کے بعد فی الفور وہ روح القدس کی پاک روشنی کے نور سے پُر نور ہو گئے۔ اور الگ الگ بولیاں بولنے لگے۔ اور اُن عجوبوں کو جو اُن کے حق میں واقع ہوئے تھے وہ کھلم کھلا بیان کرنے لگ گئے +

چونکہ یہ پنتی کوسٹ کے تہوار کا موقعہ تھا۔ اِس لئے اُس کی خوشیاں کے لئے ولایت اور ملک کے بے تعداد یہودی وہاں آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ جوں ہی کہ اِس عجیب و غریب واقعہ کی خبر لوگوں کو ملی تو وہ بچشم خود اُن کو دیکھنے کے لئے دوڑے آئے۔ مقدس پطرس جو سب رسولوں کا سردار تھا۔ اُس نے مناسب موقعہ دیکھ کے پاک انجیل کی منادی کی۔ اور خداوند یسوع مسیح کے مصلوب ہونے اور اُس کے پھر جی اُٹھنے کی خبر بہت ہی سرگرمی اور فصاحت کے ساتھ اُنہیں سنائی۔ چونکہ خود روح القدس ہی اُس کے منہ سے بولتا تھا۔ اِس لئے اُس کا کلام پاک کیسا پُر اثر اور دل کش واقع ہوا۔ کہ سننے والوں میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کا گروہ یک لخت یسوع مسیح پر ایمان لایا۔ اور زندگی کا پاک سکرامنٹ پاکر اُس کا پیرو بنا۔ یہ واقعہ ۳۳ء کا ہے +

(س ۵) پہلے مسیحی کس قسم کی زندگی بسر کیا کرتے تھے +؟

(ج) پہلے مسیحی خدا پرست اور دیندار بندے تھے جیسا کہ ایک

کلام سے ظاہر ہے) نیک جان و نیک روح تھے - اُن میں کوئی ایک بھی
ایسا نہ تھا - جو کہ ناچیز سے ناچیز اور کم قیمت سے کم قیمت مال
کو اپنا مال تصور کرتا ہو - بلکہ جو اُس کے اپنے پاس .... ہوتا تھا
وہ بندۂ خدا سب کی خدمت کے لئے یکساں سمجھتا +
اِن میں کوئی شخص محتاج اور غریب نہ تھا - کیونکہ جس کسی کا
اپنا مکان یا زمین ہوتی - وہ اُسے بیچ کے روپیہ رسولوں کی
خدمت میں لا حاضر کرتا - تاکہ حسب ضرورت سب بھائیوں
میں بانٹ دیا جاوے - وہ لوگ کلام خدا کو بڑے شوق اور
محبت کے ساتھ سنتے تھے - بندگی اور عبادت میں مصروف
رہتے تھے - اور پاک یوخارست میں اکثر شریک ہوا کرتے تھے
پاک بپتسما کے پانے کے بعد اُن میں - بد پرہیزی - حرص - طمع - اور
نفس پروری - کا نام و نشان تک بھی نہ تھا - وہ غایت درجہ کے
حلیم طبع - نرم دل - نیک چلن - اور نفس کُش - تھے - دنیا کے ساز و
سامان سے کنارہ کش - اور اپنے منجی کے نام پر ہر ایک چیز سے
دست بردار ہونے - اور ہر طرح کے دُکھ اُٹھانے - اور مصیبتیں
جھیلنے کے لئے ہر وقت طیار رہتے تھے +
(س ۴) کیا یہودی لوگوں نے خداوند مسیح کے رسولوں سے کسی قسم
کی مخالفت بھی کی تھی + ؟

(ج) عہدِ عتیق یعنے پُرانے عہد نامہ کے کاہن ایسے متعصب اور
مغرور تھے۔ کہ نہ تو رسولوں کی ظاہرا کراماتوں اور معجزوں کا۔ اور
نہ ہی مسیحوں کی پاکیزہ زندگی کا۔ اور نہ ہی اُنکی پاک اور سچی تعلیم
کا۔ اِن عقل کے اندھے لوگوں پر کچھ اثر ہوتا تھا۔ بلکہ برعکس
اِس کے جہاں تک اُن سے ہو سکا۔ اُنہوں نے رسولوں کو
قیدخانوں میں ڈلوایا۔ سب کے سامنے اُن کو بےحرمت کیا
اور اُن کو چابکوں سے پٹوایا۔ مگر یہ مسیح کے پیارے بندے اور
اُس کے کلام پاک کے پھیلانے والے اِن اذیتوں کو خوشی کے
ساتھ برداشت کرتے رہے۔ اور اِسی بات سے بہت ہی
خوش ہوا کرتے تھے۔ کہ وہ اپنے نجات دہندہ کے نام پر یہ مصیبتیں اُٹھانے
کے قابل شمار کیئے گئے ہیں۔ اور اُن کو اِن ساری مزاحمتوں اور
تکلیفوں پر {جو کہ شیطانی بادشاہت پاک انجیل کی ترقی کو روکنے
کے لیئے پیش کرتی گئی} غالب آنے کے لیئے نئی طاقت اور سرگرمی
حاصل ہوتی تھی*

اَب وہ زمانہ شروع ہو گیا۔ کہ جس میں وفادار اور جاں
نثار شاگردوں اور معتقدوں کو اپنے پیارے اور الٰہی آقا کے
نام پر جانیں قربان کرنی تھیں۔ چنانچہ خود خداوند مسیح کے بعد اِن
سردار کاہنوں اور اہلِ یہود کے تعصب اور غضب کا پہلا

شکار مقدس استیفن نامی مرد خدا تھا۔ یہ اُن سات شخصوں میں
سے تھا۔ کہ جن کو رسولوں نے بیواؤں و یتیموں و محتاجوں کی
نگہبانی و حفاظت کے لئے بطور داروغہ کے مقرر کیا تھا۔ اِسی بہادر مسیحی
نے اُن بے رحموں کے ہاتھوں سے سنگسار ہو کر تاج شہادت حاصل
کیا۔ اور اِس طرح سب شہیدوں سے پہلے مسیح کے نام پر اپنی جان
تصدق کی۔ اِس کے چند ہی روز بعد مقدس یعقوب کا بھی [جو مقدس
یوحنا انجیل نویس کا بھائی تھا] سر کاٹا گیا۔ اگلی صبح کو مقدس پطرس
کا بھی یہی حال ہوتا۔ اگر رات کے وقت ایک فرشتہ اُسے قید خانہ سے
رہائی نہ دیتا۔

(س ۷) کیا کوئی ایسا مشہور و معروف واقعہ ہے۔ کہ جو مقدس
پولوس کے رسول اور ولی اللہ بن جانے کا باعث ہوا ہو۔؟
(ج) مقدس پولوس خداوند کی صلیب کا پیرو بن جانے سے پہلے
ساؤل کے نام سے مشہور تھا۔ اور ہمیشہ مسیحیوں کو دُکھ اور
ایذا پہنچانے میں بڑا شوق اور سرگرمی ظاہر کیا کرتا تھا۔ چنانچہ یہاں تک
کہ مقدس استیفن کے قتل اور سنگسار کا بھی اِسی نے بیڑا اُٹھایا تھا
چونکہ وہ حضرت موسیٰ کی شریعت کو اور طرح ہی سمجھے ہوئے تھا
اِس لئے اُس غلطی کا ناجائز اور جھوٹا موٹا جوش اُس کے سر میں
ایسا چڑھا ہوا تھا۔ کہ وہ کلیسیا کو ہمیشہ نقصان اور تکلیف

بصارت پھر بحال ہوگئی - اور اسکے بعد حنانوس کے ہاتھ سے
اُس نے نئی زندگی کا بپتسما پایا - اور پاک انجیل کی منادی کرنی
شروع کی - اس عجیب و غریب تبدیلی نے اُس کے رشتہ
داروں اور دوستوں کو نہایت ہی متحیر کر دیا - کیونکہ وہ بھی
مسیحیوں کے خلاف اُس کے تعصب اور نفرت سے خوب
واقف تھے - مگر سولوس نے اُنکی حیرت اور تعجب
کی کچھ پروا نہ کی - اور روح القدس پاک روشنی سے پُر ہوکر
اپنے آپکو اپنے نئے عقیدہ اور ایمان میں خوب ہی مضبوط کیا
اور عہد عتیق کی مقدس کتابوں سے اور خاصکر اپنے معجزوں
اور کراماتوں سے اور پہلے پیغمبروں کی پیشینگویوں کے مطابق
یسوع مسیح کے سچے شفیع اور بنی آدم کے موعود نجات دہندہ
ہونے کے ایسے ایسے صحیح اور معقول ثبوت دیئے - کہ جنکے
خلاف یہودی لوگ ایک لفظ تک بھی نہ کہہ سکتے تھے +
(س ۸) - غیر قوم میں وہ کون پہلا شخص تھا - کہ جس نے دین
عیسوی کو قبول کیا - ؟
(ج) غیر قوم میں سے جس نے دین عیسوی پہلے قبول کیا وہ ایک
رومی افسر تھا - کہ جس کا نام کرنیلیس تھا - یہ بڑا خدا ترس اور
سخی بندہ تھا - ایک دن وہ الہی مناجات میں مصروف تھا

اُسی وقت اُسے ایک فرشتہ نظر آیا - جو اُس سے یوں بولا - تیری
بندگی اور سخاوت جناب الٰہی میں منظور ہو گئی ہے - اس لئے
اب تو اپنا ایک آدمی شہر یافا کو روانہ کر دے - تاکہ وہ شمعون کو
جو پطرس کے نام سے مشہور ہے یہاں لے آوے - یہ شخص تجھے تیری
نجات کا رستہ اور طریقہ سکھاویگا - یہ سُنکر کرنیلیس نے فی الفور
اپنے دو قاصد مقدس پطرس کو اپنے گھر پر بلوانے کے لئے شہر
یافا کو روانہ کئے - اب ذرا شانِ الٰہی پر غور کیجئے - کہ جوں ہی اِس
رومی افسر کے قاصدوں نے شہر کے اندر قدم رکھا - ووں ہی
حکم الٰہی سے مقدس پطرس پر یہ ظاہر ہو گیا - کہ پاک انجیل کی تعلیم
یہودی اور غیر قوم دونو کے لئے برابر برابر لازم ہے - چونکہ اِس
الٰہی اظہار سے مقدس کے سب شک رفع ہو گئے تھے - اِس
لئے وہ فوراً اِن قاصدوں کے ساتھ ہو لیا +

جب اِدھر سے مقدس پطرس کرنیلیوس کے گھر کی طرف
روانہ ہوا - تو اُدھر اسی عرصہ میں کارنیلیوس نے اپنے سب رشتہ
داروں اور دوست و آشناؤں کو اپنے گھر پر جمع کر لیا تھا -
اِسلئے جوں ہی کہ اُس نے مقدس پطرس کو دیکھا - تو فوراً اُس کے
قدموں پر گر پڑا - گویا وہ اُسے محض انسان ہی نہ سمجھا - بلکہ اُسے
[illegible] زیادہ خیال کر کے اُس کی پرستش کرنے کے لئے طیار تھا - مگر مسیح

تھا۔ اِس لئے وہ اُس پاک روشنی کو دور دور ملک پھیلانے کے لئے روانہ ہو پڑے۔ اور دوسرے یہ باعث بھی ہو گیا۔ کہ وہاں کے یہودیوں کی ہٹ دھرمی اور شرارت کی وجہ سے بھی پاک انجیل کے منادوں کو دور دراز حصّوں میں تتر بتر ہو جانا پڑا۔ چنانچہ تواریخ داں اور مورّخ لوگ اسی ماجرہ کو ستلہ ہ کا واقعہ بتاتے ہیں +

حکم الٰہی کی تعمیل میں وہ اپنے ملک سے چل نکلے۔ اُن کا ارادہ یہ تھا۔ کہ ساری دنیا کی قوموں کو جو صدیوں سے جہالت اور بُت پرستی کے جال میں پھنسی ہوئی تھیں۔ مہذّب بنا کر راہِ راست پر لاویں۔ اُن میں سے مقدّس پطرس تو ملک شام میں جا کر کلام خدا کی خوشخبری سنانے لگ گیا۔ اور کچھ مدّت بعد وہاں سے روما کو روانہ ہو گیا۔ مقدّس پولوس نے اوّل تو ملک عرب ایشیا کوچک اور یونان میں منادی کی اور پھر وہ بھی شہر روما کو جو اُس وقت دنیا کا پایہ تخت تھا چلا گیا۔ اور وہاں پہنچ کر خداوند مسیح کے کلام کے مشتہر کرنے میں مقدّس پطرس کی مدد کرتا رہا۔ مقدّس توما نے ملک ہندوستان کا رخ کیا۔ اور اس ملک کے اندر بنی آدم کے نجات دہندہ کے نام کا نقارہ بجایا۔ مقدّس یوحنّا انجیل نویس ایشیا کوچک کے

باقی حصوں میں وعظ کرتا پھرا۔ مقدس اندریاس نے ملک سیتھیا
(جو آج کل فرنگستانی روس کا جنوبی حصہ ہے) میں کلام الٰہی کو
پھیلانے کا ذمہ لیا۔ مقدس فیلپوس نے شمالی ایشیا کے
تاریک اور اندھیرے ملکوں میں سچی روشنی کا نور پھیلانا
شروع کیا۔ مقدس برتولما نے ارمینیہ کلاں کو سچے نور سے منور
کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ مقدس شمعون نے عراق عرب میں۔ اور مقدس
متی نے ایران کے ملکوں میں۔ اور مقدس نے عرب میں۔ اور
مقدس متھیاس نے ملک حبش کے باشندوں میں رسولی
کام کام کا بیڑا اٹھایا۔ الغرض۔ کہ انجیل پاک کے پہلے دن کے ختم
ہونے کے وقت سے لیکر تینتیس سال سے بھی کم عرصہ میں
خالق حقیقی کے پرستار اور ثنا خواں دنیا کے تمام حصوں
میں پائے جاتے تھے +

(س ١٠)۔ کیا خداوند یسوع مسیح کے رسولوں اور شاگردوں نے
اسی کے کلام کی منادی ہر دو تقریری اور تحریری طور پر کی تھی؟
(ج)۔ خداوند یسوع مسیح کے رسولوں اور شاگردوں نے
تقریری و تحریر دونو طور سے منادی کی تھی۔ چنانچہ بہت سی
تحریریں وہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ جن کو ہم عہد نامہ جدید
کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اُن کے نام یہ ہیں مقدس متی

مقدس لوقا - اور مقدس مرقس اور مقدس یوحنا - اِن چاروں کی اناجیل اربعہ - یعنے چاروں انجیلیں - مقدس لوقا کے تصنیف کیئے ہوئے اعمال رسولاں - مقدس پولوس رسول کے چودہ خطوط - مقدس یعقوب کا ایک خط - مقدس پطرس کے دو خطوط مقدس یوحنا کے تین خطوط - مقدس یہودا کا ایک خط - اور سب سے بعد مقدس یوحنا کی مکاشفات +

(س ۱) - رسولوں میں سے سب سے پہلے کس رسول کو شہادت کا رتبہ ملا - ؟

(ج) رسولوں میں سے پہلے پہل جسکو شہادت کا رتبہ ملا وہ رسولِ خدا مقدس یعقوب تھا - کہ جس کو مقدس یعقوب کلاں بھی کہتے ہیں پہلے پہل ملک شام کے صوبوں میں منادی کر چکنے کے بعد وہ انجیل کی خوشخبرا اہلِ سپانیہ کے پاس لے گیا - اس جگہ پر اُس ولی اللہ نے کئی ایک کراماتیں دکھائیں - اور بہت سے لوگوں کو راہِ راست پر لایا - مگر کچھ عرصہ کے بعد جب وہ شہر یروشلم کو واپس آیا - تو ہیرودیس اگرپا نے اُسکو قید کرکے اُسکے مار ڈالنے کے لئے حکم دیدیا - شانِ الٰہی دیکھئے - کہ وہ سپاہی جو اُس مسیح کے رسول کو پکڑے ہوئے اُس ظالم کی عدالت گاہ کی طرف لے جا رہا تھا - اُس مقدس رسول کی ثابت

قدمی اور استقلال کو دیکھ کر دین مسیحی کا ایسا قائل ہوگیا - کہ اسنے بلا پس و پیش اپنے تئیں دین عیسوی کا پیرو مشہور کر دیا اس سے دشمنوں کا غصہ اور بھی بھڑکا - اور اب تو دونو کو گھسیٹتے ہوئے عدالت گاہ میں لائے - یہاں پر اس نئے معتقد کے شہید کئے جانے کا حکم اسکو اپنے پیر اور استاد سے پہلے سنایا گیا چنانچہ یہ نو مرید مسیحی اپنے آقا اور شفیع کے نام پر قربان ہونے کو جا رہا تھا - تو اس نے مقدس یعقوب سے معافی مانگی - مقدس نے بڑی محبت کے ساتھ اسے بوسہ دیکر کہا (خداوند تیرے ساتھ ہو) یعنے وہ تیرا مددگار اور حامی ہو +

(س ۱۲) - مقدس پطرس کے رسولی کاموں اور محنتوں کے بارہ میں تم کو کیا کچھ معلوم ہے -؟

(ج) مقدس پطرس یروشلم میں کلیسیا قایم کر چکنے کے بعد ملک کنعان کی ہر ایک نو پید کلیسیا کا ملاحظہ کرنے کے لئے روانہ ہو پڑا - اور پھر شہر انطاکیہ کا پہلا بشپ قرار پایا جسکے بعد اس نے پنطوس - کپادوسیا - گلاسیا - ایشیا - بتھینیہ کے ملکوں میں پاک انجیل کا وعظ کیا - اور رفتہ رفتہ شہر روما میں جا پہنچا - اس شہر میں جو ان دنوں دنیا کے زمین کا پایۂ تخت

کتا جاتا تھا۔ اُس نے سنہ [illegible]ء میں کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ اور
سردار پادری یعنے وہاں کے بشپ کا عہدہ اختیار کیا +
اگرچہ اِس ولیُ اللہ کی زندگی کے حالات جتنے کہ معلوم ہونے
چاہئے تھے۔ اُتنے معلوم نہیں ہیں۔ پر پھر اسقدر تحریریں تو ضرور
موجود ہیں۔ کہ اُن سے صاف صاف اور صحیح صحیح پتہ لگ جاتا
کہ وہ کلیسیا کا سردار اور خداوند مسیح کا جانشین تھا۔ اور جاں
اُس وقت سے لے کے جسوقت سے خداوند مسیح آسمان پر
چلا گیا تھا۔ وہ ہر ایک ضروری اور بھاری کام میں اعلےٰ درجہ کا رکن
اور سرگروہ تھا۔ چنانچہ جسوقت بے وفا اور دغاباز یہوداہ کی
بجائے مقدس متھیاس رسول منتخب کیا گیا۔ تو اُس
وقت صدر مجلس وہی تھا۔ روح القدس کے نازل ہونے کے
بعد بھی سب سے پہلے اُسی نے اہل مجلس کے سامنے تقریر
کی تھی۔ خداوند کے بعد پہلا معجزہ بھی اُسی نے دکھایا۔ اور
پہلا مسئلہ بھی اُسی نے حل کر دیا تھا۔ اُسی نے تمام رسولوں
سے پہلے غیر قوموں کو بھی مسیح کے گلّہ میں شامل کیا تھا۔ (چنانچہ
کارنیلیس کی تبدیلی اس امر کی شاہد ہے)۔ مقدس پولوس
رسول نے بھی ایک ضروری کام کے بارہ میں اُسی سے صلاح
و مشورہ چاہا تھا۔ شہر یروشلم میں کلیسیا کی سب سے پہلی

کونسل یا مذہبی جلسہ کا میر مجلس بھی وہی چنا گیا تھا۔ انجیل
نویسوں نے بھی اپنی اپنی فہرست میں اُسی کا نام سب سے پہلے
دکھایا ہے۔ اگرچہ خداوند یسوع مسیح کا سب سے پہلا شاگرد وہ
نہ تھا۔ پر اس میں تو ذرا بھی کلام نہیں۔ کہ سب رسولوں نے
اُسی کو پاک کلیسیا کا سردار اور اُس کے بانی کا جانشین ملنا
اور تسلیم کیا ہے +

(س ۱۳)۔ دوسرے رسولوں کے حالات جس قدر تم کو معلوم ہوں
اُن کو مختصر طور پر قلم بند کرو۔!

(ج)۔ مقدس پولوس نے اپنی معجزانہ تبدیلی کے بعد سلطنت روما
کے تقریباً سارے صوبجات میں پاک انجیل کی منادی کی۔ جہاں
کہیں وہ گیا۔ وہیں اُس نے کلام الٰہی کی تعلیم دی۔ کلیسیائیں
قائم کیں۔ اور اپنے آقا و منجی کے نام کی خاطر سے بہت سی ایذائیں
اور دُکھ سہے۔ اُس کی اپنی ہی تحریریں اس بات کا صاف پتہ
دیتی ہیں۔ کہ تین دفعہ تو اُسے چابکوں سے پیٹا گیا۔ ایک دفعہ اُس
کو پتھروں کی مار ماری گئی۔ اور تین دفعہ اُسے جہاز شکنی کی مصیبتوں
کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس نے مختلف گرجوں اور شخصوں کے نام پر روح القدس
کے الہام اور مدد سے الگ الگ چودہ خطوط لکھے +

مقدس یعقوب چھوٹے کی وفات اور خدمت کا یوں ذکر ہے

کہ جب یہ رسول اللہ شہر یروشلم کا سردار پادری یعنے بشپ مقرر کیا گیا۔ تو انصاف پرستی اور حلیم الطبعی کے باعث اُس کی اِس قدر شہرت ہوگئی۔ کہ یہودی بھی اُس کی عزت اور قدر کرنے لگ گئے۔ مگر چونکہ اُس کی وعظ اور تعلیم سے بے شمار لوگ خداوند مسیح پر ایمان لائے اور اُسکی کلیسیا کے شریک بنے۔ اِس لئے فقیہوں اور فریسیوں کا غصہ ایسا بھڑک اُٹھا۔ کہ اُنہوں نے اِس حبیبِ مسیح کو پکڑ کر ایک منار سے نیچے گرا دیا۔ اور اُس کے گرنے کے ساتھ ہی ایک کم بخت دھوبی نے اپنے لٹھ سے اِس مردِ خدا کا کام تمام کر دیا +

مقدس اندریاس ملکِ یونان میں اِنجیل مقدس کی تعلیم دیتے دیتے پاطرس کے شہر واقع صوبہ اکائیا (ملک یونان) میں جا پہنچا۔ یہاں کے صوبہ دار نے اُسے قید کر لیا۔ مگر چونکہ وہ قید خانہ میں بھی صلیب کے پاک بھیدوں کی منادی کرنے سے نہ رُکا۔ اِس لئے اُس نے اِس ولی اللہ کو صلیب پر کھینچا جانے کے لائق قرار دیا۔ چنانچہ سولی پر چڑھائے جانے کے بعد بھی وہ دو روز برابر زندہ رہا۔ اور جب تک کہ اُس کے دم میں دم اور اُس کے بدن میں طاقت تھی۔ وہ سب کو یہی ہدایت دیتا رہا۔ کہ راہِ راست کو اختیار کرو۔ اور شیطانی جھگڑے سے فرار ہو جاؤ +

جب سارے رسول الگ الگ ملکوں کی طرف روانہ ہو گئے

تو مقدس یوحنا رسول نے شہر افسس کا رخ کیا۔ اور اس جگہ پہنچنے
کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ گرفتار کر لیا گیا اور حاکم شہر نے حکم دیا۔
کہ اس کو ابلتے ہوئے تیل کے کڑاہے میں ڈالو۔ حکم کی فوراً تعمیل
کی گئی۔ مگر خداوند تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے اس اپنے بندہ کو
ذرا سا آسیب تک بھی نہ آنے دیا۔ یہ دیکھ کر وہ تاریک دل غیر قوم
لوگ سخت حیران ہوئے۔ اور اس کو پیت موس ٹاپو کی طرف
جلاوطن کر کے بھیج دیا۔ (پیت موس ٹاپو مجمع الجزائر یونان میں ایک جزیرہ ہے)
چنانچہ اس ٹاپو میں اس بندۂ خدا نے روح پاک کے الہام اور مدد سے
اپنے مکاشفات تحریر کئے۔ جن سے صاف صاف اور صحیح صحیح واضح ہے۔
کہ اس نے پہلے ہی یہ پیشینگوئی کر دی تھی۔ کہ اگرچہ پاک خداوند کی پاک
کلیسیا کو بے انتہا مخالفتیں اور ایذائیں اور طوفان پیش آئینگے مگر
وہ اپنے بانی کی مدد اور وسیلہ سے ان سب پر فتحیاب رہیگی۔ اور
آخر تک برابر سرفراز ہوتی چلی جائیگی۔ اور یہ بات آفتاب سے زیادہ
روشن ہے۔ (یعنی ایسی سچی اور درست ثابت ہوئی اور ہے اور
ہوگی اور ایسی درستی سے قیامت تک چلی جائیگی۔ یہ ویسی ہے
جیسے کہ آفتاب بدیہی ہے)+

تراجان کے عہد حکومت میں جبکہ مسیح کی کلیسیا کے
تمام دنیا پر ظاہر ہو جانے کی خوشی میں اس کا دل مسرور تھا۔

اور ولی اللہ کے گرد اور پاس اُس کے عزیز و اقربا جمع ہوئے ہوئے تھے۔ تو اُس کا مبارک روح اپنے بانی کی پاک حضوری میں پرواز کر گیا +

اَب ذرا ہمارے رسول یعنے مقدّس توما رسول کا بھی حال سُنئے۔ اِس خدا کے پیارے بندہ کو ہم اپنا رسول اِس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ یہی وہ پہلا مسیحی رسول ہے۔ جو ایران سے ہوتا ہوا سچّے دین کی تعلیم دینے کے لئے اِس ملک ہندوستان میں وارد ہوا۔ چونکہ اِس مقدّس کا مفصّل حال الگ بیان کیا جاویگا۔ اِس لئے یہاں صرف اِتنا ہی کہدینا کافی ہوگا۔ کہ وہ شہر کالمبین واقع احاطہ مدراس میں وہاں کے راجہ کے حکم سے شہید ہوا۔ چنانچہ اُس کا مزار شہر مائیلاپور میں ابتک موجود ہے +

مقدّس توما رسول کے علاوہ مقدّس برتلما رسول بھی پہلے پہل ہندوستان میں آیا تھا۔ مگر وہ جلدی ہی سمریا (واقع ایشیائی ٹرکی) کو واپس چلا گیا۔ اور بیان ہے اُس مردِ خدا نے اپنے آقا اور شفیع کے فضل و رحم سے اِس ملک کے بارہ شہروں کو معہ اُن کے بادشاہ اور ملکہ کے مسیح کے گلہ میں شامل کر لیا۔ اِس بات سے اُن لوگوں کے ظہیر قوم پر سخت جھنجھلائے۔ اور نو مرید بادشاہ کے بھائی کو اِس بزرگ یعنے مقدّس برتلما کے خلاف بھڑکایا۔ چنانچہ اِس ظالم نے اُول تو جیتے جی لا

کی کھال اُتروائی۔ اور جب کسیطرح سے بھی اُس کو اُس کے ارادہ سے
باز آتے نہ دیکھا۔ تو اُس کی گردن مارکر اُسے شہیدانِ مسیح کے لشکر میں
ملا دیا +

مقدس متی رسول وہ پہلا رسول تھا۔ کہ جس نے ابن اللہ کے
کلام کو حوالۂ قلم کیا تھا۔ یہ رسول اللہ سچے دین کی روشنی پھیلانے کے
لئے حبشستان میں گیا۔ جب وہ اس ولائیت میں پہنچا۔ تو اُن دنوں
میں وہاں کے بادشاہ کی بیٹی سخت مرض میں ایسی گرفتار تھی۔ کہ
اُس کے جینے کی کوئی امید نہ تھی۔ مگر خداوند کریم و رحیم نے اپنے رسول
کی زاری و دعا کو قبول کیا۔ اور اس مریضہ کو شفا بخشی۔ اِس کرامات
کو دیکھ کر بادشاہ سچے دین کا قائیل ہوگیا۔ اور اپنے بال بچوں اور رعایا
سمیت اِس نیکبخت بندہ کے ہاتھ سے نئی زندگی کا سکرامنٹ
حاصل کرکے مسیح کی صلیب کا پیرو بن گیا۔ اور جب یہ فرمانروا
کچھ عرصہ کے بعد اِس جہان فانی سے رحلت کرکے اپنے دوامی گھر
میں جا بسا۔ تو اُس کے جانشیں نے یہ چاہا۔ کہ پہلے بادشاہ
کی بیٹی سے شادی کرکے اُسے اپنی ملکہ بناوے۔ مگر اُسکی یہ مراد
بر نہ آئی۔ کیونکہ رسول خدا کی نصیحت اور مشورہ سے اُس نیک لڑکی
نے یہ پاک منت مانی تھی۔ کہ میں اپنی ساری عمر پاک کنواری
کی زندگی بسر کروں گی۔ اور کبھی شادی کرکے دنیادار نہ بنوں گی

یعنے کہ تارک الدنیا ہونگی۔ اِس بات سے بادشاہ کو سخت غصہ
آگیا۔ اور اُس کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اُس نے مقدس متی کو قتل کروا
ڈالا۔ چنانچہ جس وقت وہ ظالم اِس مردِ خدا کو جامِ شہادت پلانے
آئے تھے۔ تو عین اُس وقت وہ پاک قربانی بجالا رہا تھا۔ یعنے ماس کی
قربانی بجالانے میں مصروف تھا +

مقدس شمعون اور مقدس تھادی اوس پہلے پہل تو دونو
الگ الگ ملکِ مصر اور عراق عجم میں سچے نور کی روشنی پھیلاتے رہے
مگر بعد ازاں دونو ملکِ ایران کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں اکٹھے
ہی دونو نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ مقدس تھادی اوس
رسول کو مقدس یہودا رسول بھی کہتے ہیں۔ اور یہ وہی رسول
ہے جو ہمارے لئے ایک الہامی خط چھوڑ گیا ہے +

مقدس فیلبوس کا حال سنئے۔ کہ یہ رسول پاک انجیل
کی خوشخبری سنانے کے لئے ملکِ سِتھیا میں جا نکلا۔ اور فریجیا
(ایشیا کوچک کا ایک قدیم حصہ) نامی ایک جگہ میں وہ اپنے نجات
دہندہ کی طرح پہلے تو صلیب پر کھینچا گیا۔ اور پھر اُس کی لاش
پر اِس قدر پتھر پھینکے گئے کہ وہ نیچے ہی دب گئی +

(س ۱۴)۔ سب سے پہلی اور بڑی ایذا رسانی عام کا بانی کون تھا
(ج)۔ سب سے پہلی اور بڑی ایذا رسانی کا بانی شہنشاہ نیرو تھا

جو اِس ظلم اور تعدی کا بانی تھا۔ اِس کم عقل اور بے رحم فرمانروا نے شہر روما کو آگ لگوا دی۔ جس سے اُس کا سارا مطلب یہ تھا۔ کہ شہر کو جلتے ہوئے دیکھ کر وہ اپنی طبیعت کو خوش کرے (لعنت ہو ایسی طبیعت کو) مگر اِس ساری قہر آلودہ کارروائی کا الزام اُس نے بیچارے اہلِ عیسوی کے ذمہ لگایا۔ جس کا اصلی سبب یہ تھا۔ کہ مقدس پولوس نے خاص اُس کے محل کے لوگوں میں سے بھی بعض کو دینِ مسیح کا پیرو بنا لیا تھا۔ اِس لئے یہ ظالم شہنشاہ اُن کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ اور کوئی بہانہ سوچ رہا تھا۔ اور اب چونکہ اُس کے لئے یہ عذر پیدا ہو گیا تھا اِس لئے اُس نے ظالمانہ کارروائی کے عمل درآمد میں صرف معمولی ہی طریقوں پر قناعت نہ کی۔ بلکہ بہت ہی سخت سخت عذابوں اور اذیتوں سے اُس نے اُن کو ملکِ جاودانی کو پہنچایا۔ یعنے اُن میں سے بہت ساروں کو تو اُس نے جنگلی حیوانوں کے چمڑوں میں لپٹوایا۔ اور اُن پر کتوں کو چھوڑ دیا۔ اور جو باقی رہے اُن کو رال چپکٹ سے بھری ہوئی رسیوں سے جکڑوا کر اور اُنہیں بڑے بڑے ستونوں کے ساتھ بندھوا کر اُنہیں آگ لگوا دی۔ اور رات کو ایک تماشہ کے وقت اُن سے مشعلوں اور چراغوں کا کام لیا +

جس وقت یہ بے رحمیاں اور ایذا رسانیاں لوگوں کے دلوں

ہیں غم اور آنکھوں میں اندھیرا کر رہی تھیں۔ تو بھی اُسی موقعہ پر
مقدس پطرس رسول اور مقدس پولوس رسول خاص شاہی محل
کے نیچے قید خانہ میں پڑے ہوئے تھے۔ مگر وہاں بھی اپنے رسولی
اور سچے فرضوں کو دل و جان اور وفاداری سے پورا کر رہے تھے۔
یعنے جبکہ وہ اِس گرفتاری کے عالم میں تھے۔ تو وہ اپنے پہرہ داروں کو
معہ سینتالیس قیدیوں کے دینِ مسیح میں لائے۔ اور اُنہیں اصلی
اور سچی زندگی کا پاک سکرامنٹ دیا۔ جب مقدس پطرس
اور مقدس پولوس کی باری آئی۔ تو مقدس پطرس پر مصلوب
کیا جانے کا فتویٰ دیا گیا۔ جس پر اُس رسولِ خدا اور سپر کلیسیا نے
یہ التجا کی کہ مجھے [illegible] پر سرنگوں لٹکایا جاوے۔ کیونکہ میں اِس
لائق نہیں ہوں۔ کہ ہو بہو اپنے آقا کی طرح مصلوب کیا جاؤں
اور مقدس پولوس رسول چونکہ رومی باشندہ تھا۔ اِس لئے اُسے
صرف تلوار سے ہی قتل کر دیا گیا۔ یہ ماجرہ سنہ ۶۴ کے اندر واقع
ہوا +

ہمارے ناظرین کو پہلی اذیت عام کا سبب تو معلوم ہو گیا
ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ یہ کلیسیا کے لئے بہت ہی عزت اور فخر کا باعث
ہے۔ کیونکہ جب نیرو جیسا ظالم بادشاہ اُس کا مخالف ہو۔ اور
پھر بھی وہ قایم اور برقرار رہے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ خداوند کی کلیسیا

کا پہلا ایذا رساں شریر سے شریر اور ظالم سے ظالم شخص ہونا لازی اور ضروری تھا +

(س ۱۵) کیا اُس ظلم کے بدلہ میں جو یہودیوں نے نجات دہندہ کے ساتھ کیا تھا۔ ان کو خداوند کی طرف سے کچھ سزا بھی ملی تھی؟

(ج) چونکہ یہ لوگ مدت سے رومیوں کی حکومت کو ناگوار سمجھتے تھے۔ اور اُس سے آزاد ہونے کے لئے بے قرار ہو رہے تھے۔ اِس لئے اَب اِنہوں نے کھلم کھلا اُن کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا جو اِن کی اور اِن کے شہر کی تباہی کا باعث ہوا۔ اِس تباہی کے واقع ہونے سے پہلے ہمارے مبارک خداوند نے اپنے شاگردوں کو اِس امر سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور یہی وجہ ہو گئی۔ کہ یروشلم شہر کے مسیحی باشندے پہلے ہی سے پیلا نام ایک چھوٹے سے قصبہ میں (جو سیریا کے پہاڑوں میں واقع ہے) جا کر پناہ گزیں ہو گئے۔ اور جب بغاوت اور فساد شروع ہوا۔ تو یہودی لوگوں کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور ایسی سخت دشمنی ہو گئی۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ نہایت ہی وحشیانہ طور سے پیش آتے تھے +

وسپاسین نامی رومی لشکر کے سپہ سالار نے بھی اُن کو آپس میں لڑنے مرنے دیا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا۔ کہ اِس طرح سے وہ جلدی اُن کو زیر کر سکیگا۔ لیکن اِنہی دنوں میں وہ شہنشاہ منتخب کیا گیا۔ جس

باعث اُس نے اپنے بیٹے طیطس کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور شہر
یروشلم کے محاصرے کو سرانجام پہنچانے کا اِنتظام اُس کے ہاتھ میں چھوڑا
اِس نوجوان شہزادے نے اپنے ڈیرے شہر سے ایک فرسنگ
کے فاصلہ پر لگا دیئے۔ اور شہر میں ہر طرح کی آمد رفت بند کر دی۔ چونکہ
وہ پاشکا کی عید کا تہوار تھا۔ اور یہودیوں کے ٹولے کے ٹولے ہر دیار
و امصار سے آئے ہوئے تھے۔ مگر اب تو وہ سب کے سب اندر
ہی بند ہو گئے۔ اور اِس طرح سے محصورین قحط کے سخت سخت
آثار معلوم کرنے لگے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ نوبت ہو
گئی۔ کہ وہ ہر قسم کی غلیظ اور سڑی بُسی خوراک بھی کھانے کو
مجبور ہو گئے۔ اور وہ بھی ایسے۔ کہ اگر ایک کے پاس کچھ ہو جاتا
تو دوسرا چھین کر کھا جاتا۔ اگرچہ اِس قدر مصیبت اور تکلیف میں
وہ گرفتار تھے۔ مگر پھر بھی اُن کی باہمی نااتفاقی اور فساد کی کچھ
انتہا نہ تھی۔ بلکہ دن بدن زیادہ ہی زیادہ اور پُرجوش ہوتا گیا۔ اِدھر
بھوک اور لالچ نے اُن کو ایسا ستایا۔ کہ غریب سے غریب مزدور
بھی اُن کے پنجہ اور لوٹ سے نہ بچا۔ اور نہایت مکروہ اور نفرت انگیز
چیزیں بھی اُن کی چاٹ سے نہ بچیں +

اُدھر طیطس اِس اثنا میں شہر کے ایک حصہ پر قابض ہو کر ہیکل
تک پہنچ گیا تھا۔ اور یہاں پر اُس نے بڑے پھاٹکوں اور دروازوں کو آگ

لگادی - مگر ساتھ ہی اُس نے نہایت ہی تاکیدی حکم جاری کر دیئے
کہ خود ہیکل کو کوئی کسی قسم کا نقصان ہرگز نہ پہنچایا جاوے - لیکن
ایک رومی سپاہی نے چپکے سے ایک جلتی جلتی مشعل لیکر اُس کے
اندرونی حصّہ میں پھینک دی - اُس کے پھینکتے ہی ساری ہیکل میں
شعلے جل اُٹھے - اور باوجود اس کے کہ طیطس نے اُن کے روکنے
کے لئے بہت سے جتن کئے - مگر کوئی تجویز کارگر نہ ہوئی - اور وہ
عالی شان عمارت چند ہی گھنٹوں میں جل کر خاک سیاہ ہو گئی
اِس کے بعد شہر میں خونریزی کا بازار گرم ہو گیا - رومی سپاہیوں نے
جس کو پایا - تہ تیغ کیا - اور جو سامنے آیا اسکو جلا کر خاک سیاہ
کیا - اور سنہ ۷۰ء میں وہ شہر جو پہلے دنیا کے خوبصورت اور شاندار
شہروں میں گنا جاتا تھا - اَب راکھ کا ڈھیر ہو گیا ✣

اَب خداوند خدا اور منجیِ عالم کی پیشین گوئی پوری ہو گئی
چنانچہ طیطس خود اپنی زبان سے یہ کہتا تھا - کہ یہ عظیم الشان فتح کوئی
میری اپنی محنت کا پھل نہیں ہے - بلکہ خداوند قادرِ مطلق نے میرے
ہاتھوں سے شریروں کو سزا دلوائی ہے - پوشیدہ نہ رہے کہ اِس
محاصرہ میں کم سے کم گیارہ ہزار یہودیوں کا کھیت پڑا - اور باقی
ماندہ یا تو غلام بنکر گلی کوچہ میں بک گئے - یا دنیا بھر میں تتر بتر
ہو گئے - اور اُس وقت سے لیکر اِس وقت تک وہ بیچارے

ملک بہ ملک آوارہ اور سرگرداں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اور ہمیشہ تک ایسے ہی رہینگے۔ کیونکہ اُس مالکِ زمین و آسمان کی یہی پاک مرضی ہے۔ کہ اُن لوگوں کو اُن کی ہٹ دھرمی کی یہی سزا دی جاوے۔ کہ وہ آوارہ اور بے سر و ساماں رہیں۔ نہ تو کوئی اُن کا سردار ہو۔ اور نہ قربانگاہ ہو۔ نہ قربانی ہی بجالاویں۔ اور تبتک اُن کا ایسا ہی حال رہے۔ کہ جبتک وہ روزِ محشر کے دن اپنی آنکھیں کھول کر اُس کی الوہیت کو تسلیم نہ کرلیں۔ کہ جس کو انہوں نے صلیب پر کھینچا +

(س ۱۶) - کیا دوسری ایذارسانی پہلی ایذارسانی کے بعد جلدی ہی وقوع میں آگئی۔؟

(ج) - ہاں - اِس کے تھوڑے ہی دنوں بعد دوسری آفت بےچارے مسیحیوں پر نازل ہوئی۔ وسپاسین اور طیطس کے زمانہ میں اِن لوگوں نے کچھ مدت بڑے امن و امان کی زندگی گذاری۔ کیونکہ وہ دونو باپ بیٹا قدرتاً نیک خو اور صلح کل شہنشاہ تھے مگر اُن کے جانشین ڈومتین کو (جو نیرو کے تمام عیبوں سے معیوب تھا) اِن (اہلِ عیسوی) کے ساتھ سخت جلن اور نفرت تھی چنانچہ اُس نے ایک ایسا سخت خونریز اور سنگدل حکم جاری کیا کہ جس کے کمال درجہ کا اندازہ اُس برتاؤ سے لگ سکتا ہے۔

جو اس سنگدل ظالم نے سلطنت روما کے نہایت مشہور اور
ذی رتبہ اشخاص کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ ہر عمر اور ہر درجہ کے
بے شمار لوگوں کے درمیان اُس نے اپنے ایک نہایت ہی نزدیکی
رشتہ دار کو بھی جام موت پلایا۔ لیکن جس بات نے اُس کی ایذا
رسانی کو زیادہ مشہور و معروف بنادیا ہے وہ مقدس یوحنا رسول
کا شہید ہونا ہے۔ یہ رسولِ خدا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے زندہ
ہی اُبلتے ہوئے تیل کے کڑاہے میں ڈالا گیا مگر اس کو کچھ ضرر
نہ پہنچا۔ یہ قابل قدر اور عالیشان معجزہ شہر روما کے اندر لاطینی
دروازہ کے نزدیک ۹۳ سنہ ء میں واقع ہوا۔ مگر چونکہ یہ مقدس
اِس طرح کی موت سے بچ گیا تھا۔ اِس لئے اُس کو
شہنشاہی حکم سے پٹ موس کے ٹاپو کی طرف جلاوطن
کر کے بھیج دیا گیا تھا۔ چنانچہ اِسی ٹاپو میں اِس رسول اللہ نے
پاک روح کے الہام سے اپنے مکاشفات تصنیف کئے +
جب اِس ظالم شہنشاہ ڈوماشین کا انتقال ہو گیا۔ تو
یہ پاک رسول افسیس میں واپس آگیا۔ اور پہلی صدی کے آخیر
تک زندہ رہ کر بڑی روحانی تسلی اور خوشی کے ساتھ (جو اُس کو دینِ
مسیحی کے تمام معلوم شدہ دنیا پر پھیل جانے کے باعث حاصل
ہوئی تھی) عالم بقا کو کوچ کر گیا +

(س ۱۷) - جو ایذا رسانی کہ تیسری ایذا رسانی کے نام سے موسوم ہے اور تراجان کے زمانہ میں ظہور میں آئی تھی - اُس کا مختصر سا حال بیان کرو!
(ج) - شہنشاہ تراجان تواریخوں میں اگرچہ بڑا رحمدل مشہور ہے مگر مسیحوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیوں اور بدسلوکیوں میں شریک ہو کر اُس نے بھی اپنے نام کو بٹا لگا لیا ہے - اُس نے اپنے سے پہلے بادشاہوں کے خونخوار احکاموں کو از سر نو جاری کرا دیا - اور اِن بیچاروں کو سخت سخت دُکھ پہنچائے - اِن سب واقعات کی کیفیت اُن کتابوں اور تصنیفوں میں خوب پائی جاتی ہے - جو اِس شہنشاہ نے پلائنی خُرد کے خط کے جواب میں لکھے تھے - پلائنی اُن دنوں میں بتھانیا (ایشیا کوچک کا شمالی صوبہ اور بحیرہ اسود کے ساحل پر واقع ہے) کا حاکم تھا - اور اُس نے تراجان سے (یعنے بادشاہ للینس سے) بذریعہ خط و کتابت بہ صلاح پوچھی اور مشورہ طلب کیا - کہ مسیحی لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاوے - اُس کے خطوط کا مضمون یہ تھا (اِن لوگوں کا قصور صرف یہ ہے - کہ مسیح حمد و ثنا گاتے ہیں - اور اُس کی ستائش کرتے ہیں - ہر عمر اور ہر پیشہ کے بے تعداد لوگ ہر دو مرد و عورتیں و بچے اِس مذہب کے معتقد بن گئے ہیں - قصبے گاؤں اور بے شمار دیہات اِن سے پُر ہو گئے ہیں - یہانتک کہ ہمارے دیوتاؤں اور دیویوں کے مندر عنقریب ویران اور تباہ ہوتے جاتے ہیں

پر اور سب طرح سے یہ لوگ دیانت دار نیک چلن اور بے ضرر ہیں)
اِن الفاظ سے مسیحیوں کی تعداد کی ترقی اور اُن کی پاکیزگی کی شہادت
صاف صاف ظاہر ہے۔ جس کے جواب میں ٹراجان نے حکم دیا۔ کہ
تم خود (یعنے پلائنی) اُن کی تلاش مت کرو! ہاں۔ اگر اُن میں سے کسی پر
جیسا کہ تم نے تحریر کیا ہے۔ کوئی الزام لگایا جاوے۔ اور اُسے گرفتار
کر کے تمہارے پاس لایا جاوے۔ تو وہ شخص ضرور سزا کے لائق ہے۔ اور
وہ سزا موت ہے)۔ یہ غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ یہ جواب کیسا فضول
و نامعقول سا نظر آتا ہے۔ یعنے اگر اہلِ عیسوی مجرم تھے۔ تو اُن کی
تلاش کرنا کیوں منع کر دیا گیا تھا۔ اور اگر وہ بے گناہ اور بے قصور تھے
تو پھر اُن کو لائق قتل کے ٹھیرایا جانا کسی طرح بھی مناسب نہ
تھا +

اگرچہ اِن ایذا رسانیوں کے شکار تو اور بھی بہت سے مشہور
و معروف اور پرہیزگار بندے تھے۔ مگر سب سے زیادہ دو مردِ
خدا تھے۔ جن میں سے ایک تو مقدس اگنیشس تھا۔ جو شہر
انطاکیہ کا بشپ تھا۔ اور دوسرا مقدس شمعون تھا۔ جو شہر
یروشلم کا بشپ تھا۔ جب اِن متقی اور پرہیزگار بندوں کو پکڑ
کر لائے۔ تو اُن میں سے مقدس اگنیشس کو تو جنگلی درندوں کے
سامنے چھوڑ دیا گیا۔ اور مقدس شمعون کو کہ اگرچہ وہ عمر رسیدہ

اور عزت کے لائق تھا - مگر پھر بھی ظالموں نے اُس کی ایک سو بیس
برس کی قابل قدر عمر کا کچھ خیال نہ کیا - اور طرح طرح کے عذابوں
اور تکلیفوں میں اُس کو مبتلا کیا - اُن کی اِس قدر دشمنی اور نفرت
کی وجہ یہ تھی - کہ اوّل تو وہ مقدس خداوند مسیح کے نزدیکی رشتہ داروں
میں سے تھا - دوسرے وہ حضرت داؤد پیغمبر کی اولاد میں سے
تھا - تیسرے وہ دین عیسوی کا پیرو تھا - اِن سب باتوں سے
اُن کا غصہ بہت بڑھ گیا تھا - مگر اِس نیک بندہ نے خداوند
کے کرم و فضل سے سب عذابوں کو بڑی بُردباری اور روحانی
تسلّی کے ساتھ برداشت کیا - اور آخر کار سنہ ۱۱۴ء میں تراجان
کے حکم سے وہ صلیب پر کھینچا گیا - اور اپنے شفیع اور شریف آقا
کے نام پر قربان ہوا +

(س ۱۸) - دوسری صدی کے نصف کے قریب قریب کلیسیا
کن کن ملکوں میں پھیل گئی تھی - ؟

(ج) - دوسری صدی کے نصف میں اگرچہ کلیسیا ابھی تک
حالتِ آغاز میں تھی - مگر پھر بھی تمام معلومہ ملکوں میں مثلاً
ملکِ کنعان - سیریا - مصر - ایشیا کوچک - اور یونان میں ہی
نہیں - بلکہ مغرب میں - اطالیہ - فرانس - سپین - افریقہ - جرمنی
اور برطانیہ کلاں کے ملکوں میں بھی - اُس کا دور دورہ ہو گیا تھا

حتیٰ کہ دینِ مسیحی ایسے ایسے مقاموں اور ملکوں میں جا پہنچا۔ جہاں
رومی تلوار اور تیر و تفنگ کا گذر بھی نہ ہوا تھا۔ اور ارمینیہ۔ ایران
ہندوستان۔ اور کئی اور وحشی اور جنگجو قوموں مثلاً اہل مولدیویا
(سارمشین) وغیرہ۔ اہل بلگیریا۔ مور۔ اور اہلِ سیتھیا۔ اور نہایت
دور دراز کے ایسے ایسے جزیروں میں بھی۔ کہ جنکا نام و نشان بھی پہلے
کسی نے نہ سُنا تھا۔ وہاں یہ دین ایسا چمکتا تھا۔ جیسا اندھیرے
گھر میں چراغ +

(س ۱۹)۔ چوتھی ایذا رسانی کس کے وقت میں اور کیوں
واقع ہوئی۔؟

(ج)۔ چوتھی ایذا رسانی مارکس اریلس کے وقت میں اِس وجہ
سے برپا ہوئی۔ کہ اہلِ عیسوی پر بہت سے ناحق اور بے بنیاد الزام
اور تہمتیں لگائی گئی تھیں۔ جن کے باعث شہنشاہ مارکس اریلس
کے دل میں نہایت غصہ اور تعصب کی آگ بھڑک اُٹھی
اور اُس نے ایذا رسانی کے حکم نئے سرے سے جاری کر دیئے۔ چنانچہ
یہ سنگدلی اور ظلم و بے رحمی کی تلوار پہلے پہل شہر سمرنا (واقع ایشائی
ٹرکی) میں چلنی شروع ہوئی۔ اور تندی اور زور و شور کے ساتھ
چلی۔ کہ جس کے بیان کا قلم کو یارا نہیں۔ مسیحیوں کو چابکوں کے
ساتھ اِس قدر پیٹا گیا۔ کہ اُن کی ہڈیاں ہی نہیں بلکہ انتڑیوں تک

بھی سامنے نظر آنے لگ گئیں - مگر پوشیدہ نہ رہے - کہ سچ وہ چیز ہے - کہ ایسے ایسے عذاب بھی اُن کو اپنے اعتقاد اور دین سے ہرگز منکر نہ کر سکے - اِس کے بعد جبکہ تماشہ بینوں کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے پُر تھیں - یہ وفادار اور جاں نثار مسیحی بہادر روحانی خوشی سے پُر اپنی قتل گاہ کی طرف گئے - اُن کی زبانوں اور لبوں سے خالق حقیقی کی تعریف اور ستائش کے سوا اور کچھ نہ نکلتا تھا +

اِن شہیدوں کے ٹولے میں ایک نوجوان جرمنیکس تھا جو بڑا بلند حوصلہ اور وفادار نوجوان تھا - اِس کے نیک نمونہ نے سب کے دلوں کو بڑھا دیا - ابھی اِن مسیحی بہادروں کو اُن درندوں کے سامنے نہیں چھوڑا گیا تھا - کہ جو اُن کے قتل اور خون بہانے کے لئے لائے گئے تھے - حاکم نے جرمنیکس کو اپنے پاس بلا کر اُسے آخر بار مرتد بنانے کی کوشش کی - مگر اِس نیک نہاد مسیحی نوجوان نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا - کہ میں اُس اصلی اور سچی زندگی کو جو بے گناہ خون کے عوض میں خریدی گئی ہے بچا رکھنا لازم سمجھتا ہوں - اور اِس چند روزہ اور جھوٹی زندگی کو جس کا وعدہ تم کرتے ہو ہزار بار ناچیز اور فضول خیال کرتا ہوں - یہ کہہ کر وہ اُس شیر ببر کی طرف چلا گیا - جو اُس کے مار ڈالنے کے لئے لایا گیا تھا - اور دم کے دم میں اُس وحشی کے پنجوں سے اُس مسیحی نوجوان نے تاج شہادت پہن لیا +

اِس ایذارسانی کے زمانہ میں مقدّس پولی کارپس سمرنا کے بشپ کے حق میں (جو مقدّس یوحنّا رسول کا شاگرد تھا) یہ حکم دیا گیا۔ کہ اُس کو زندہ ہی جلا دیا جاوے۔ جس فتوے کو اُس ولی اللہ نے بڑی خوشی کے ساتھ منظور کیا۔ اور خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کا ایک عالی شان ثبوت دیا +

(س ۴۰) ۔کن معجزوں اور کراماتوں کے باعث چوتھی ایذارسانی کچھ عرصہ تک بند رہی۔؟

(ج) ۔شہنشاہ مارکس اریلیس نے ایک قابل یادگار مہربانی کے باعث جو اُس کے مسیحی سپاہیوں نے اُس کے لئے خداوند تعالےٰ کی بارگاہ سے حاصل کی تھی۔ اُس نے اِس ایذارسا کو بند کر دیا یہ واقعہ تاریخوں میں یوں مندرج ہے۔ کہ جبکہ شہنشاہ روما کا لشکر بوہیمیا کے پہاڑوں میں گذر رہا تھا۔ تو اُن علاقوں کے بے تعداد وحشی لوگوں نے اُن کو چاروں اطراف سے آن گھیرا۔ ایک تو ناگہانی مصیبت سے اہل لشکر بہت پریشان تھے۔ دوسرے موسم گرما کا۔ اور گرمی بھی ایسی شدت کی۔ کہ مارے پیاس کے ہرن کی زبان لبوں سے باہر لٹک رہی تھی۔ اور اُس پر طرہ یہ کہ کوسوں تک پانی کا نام ونشان نہ تھا +

اِس مصیبت سے رہائی پانے کے لئے مسیحی سپاہیوں نے

دوزانو ہوکر جناب الٰہی میں بڑے عجز و نیاز کے ساتھ دعا کی۔
جس کے بعد یکایک آسمان پر بادل چھا گئے۔ اور جس جگہ
پر رومی لشکر نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ موسلا دھار مینہ
برسنے لگا۔ اہل لشکر نے (جو مارے پیاس کے جاں بلب ہو رہے
تھے) اپنے مُنہ کھول دیئے۔ اور بڑے شوق کے ساتھ
بارش کے قطروں کو اپنے مُنہوں میں پڑنے دیا۔ اس کے
بعد انہوں نے اپنی ٹوپیاں اُتار کر ہاتھوں میں پکڑ لیں۔
اور جب وہ لبالب بھر گئیں۔ تو آپ پیا اور اپنے گھوڑوں
کو بھی پلایا۔ جب غنیم نے دیکھا۔ کہ وہ اس کام میں لگے ہوئے
ہیں۔ تو حملہ کے لئے موقعہ مناسب جان کر اُن جنگیوں نے
حملہ کا ارادہ کیا۔ مگر چونکہ خداوند کریم کو یہ منظور تھا کہ رومی
لشکر فتح مند ہو۔ اس لئے اُس کے دشمنوں پر سخت گولہ
باری ہونے لگی۔ اور ساتھ ہی رعد بھی ایسے زور و شور سے
کڑکنے لگی۔ اور بجلی ایسی چمکنے لگی۔ کہ اُن وحشیوں میں
گھبراہٹ سی پڑ گئی۔ جسکے سبب بہت سے تو مارے
گئے۔ اور باقی کے جلدی ہی مغلوب ہو گئے۔ جب خداوند
تعالیٰ نے مسیحی سپاہیوں کی دعا کو قبول کر کے اُن کو یہ فضل
عنایت کیا۔ تو اُن کے شہنشاہ نے اُن کو **فوج رعد** کا نام دیا

اور اس فتح سے وہ اس قدر خوش ہوا - کہ اس نے کچھ عرصہ
تک مسیحیوں کو آزار دینے اور تکلیف پہنچانے سے کنارہ کشی
کرلی - اور [illegible] سنہ میں اس فتح کی یادگار میں ایک مینار بنوایا
جو ابتک شہر روما میں موجود ہے - اور اس پر یہ فتح جو مذہب
مسیحی کے حق میں بڑی عظیم الشان تھی کندہ ہے +
مگر تین سال کے بعد اس ناشکرے فرماں روا نے مسیحیوں
کی ساری مہربانیوں اور احسانوں کو بھلا کر ملک فرانس
میں نئے سرے سے ایذا رسانی جاری کردی - اور یہ ایذا رسانی
شہر الون میں ایسے سینہ سوز جور و ستم کے ساتھ عمل میں
لائی گئی - کہ قلم کو اس کے بیان کرنے کی طاقت نہیں - شہر
الون میں ایک متقی و پرہیزگار نوجوان شریف زادہ (اس کا نام
مقدس کمفورشیا ئیکس تھا) نے ایسا نیک نمونہ دیا - اور ایسی
سچی مسیحی متحمل مزاج اور برداشت دکھلائی - کہ لوگوں کے دل
پانی پانی ہوگئے - اور ان کے سینوں میں مسیحی دین کے سچے اصول
ایسے منقش ہوگئے - کہ پھر کبھی نہ مٹے - شہر لینز بھی ایسے نظاروں
سے پُر ہو رہا تھا - اور وہاں کے نیک نہاد بشپ پوتھی نس نے
اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں سمیت بہت سی
خوفناک اور پُرخطر تکلیفیں اٹھائیں - اور اپنے شفیع کی

کی الوہیت اور اُسکے دین کی سچائی کے ثبوت میں اپنی جانیں قربان کیں +

(س ۲۱)- پانچویں ایذا رسانی جو شہنشاہ سویروس سپٹمس کے زمانہ میں واقع ہوئی- اُس کا کچھ حال بیان کرو- !

(ج) شہنشاہ سویروس سپٹمس پہلے پہل تو اہل عیسوی پر بہت مہربان تھا- مگر اُس کے عہد حکومت کے دسویں سال میں اُس نے اِن کے خلاف نہائیت ظالمانہ حکم جاری کیئے- جو ایسی تندی اور جوش و خروش کے ساتھ عمل میں لائے گئے- کہ بہُت سے کمزور دل والوں نے یہ خیال کر لیا- کہ آخری زمانہ آپہنچا ہے- کیونکہ یہ ایذا رسانی دُور دُور تک پھیل گئی تھی یہانتک کہ فرانس بھی اِس سے نہ بچا- شہر لینز دوبارہ قتل گاہ کا نظارہ قرار پایا- مقدس آئیرنیوس (جو مقدس پولی کارپ کا شاگرد تھا) اِسی وقت شہر لینز کا بشپ تھا- جب سویروس کو یہ معلوم ہوا- کہ اِس بزرگ بشپ کی تعلیم اور وعظ سے سارے شہر نے دین عیسوی قبول کر لیا ہے- تو وہ سخت جھنجھلایا- اور اُن کی بربادی کے لئے ایسی ایسی بے رحم اور شدید تجویزیں عمل میں لایا- جو اِس جیسے وحشی اور سنگدل حاکم سے امید کی جاسکتی تھیں- اُس نے نہائیت ہی تاکیدی حکم دیدیئے

شہر کو چاروں اطراف سے گھیر لو۔ اور جو جو اپنے آپ کو اِس
دین و ایمان کا پیرو ظاہر کریں اُن کو سر تن سے الگ کر ڈالو+
یہ قتل عنقریب قتل عام تھا۔ مقدس آئیرینوس کو گرفتار
کر کے شہنشاہ کے سامنے لائے۔ اِس ظالم نے فوراً اِس مرد کو تہ تیغ
کر ڈالا۔ اور بڑی لاف وگزاف اور شیخی کے ساتھ کہنے لگا۔ کہ
دیکھو میں نے پاسبان کا مع اُس کے گلہ کے خاتمہ کر دیا ہے۔
شہر لینز میں اُس قدیم زمانہ کا ایک کتبہ ابتک موجود ہے۔ جس
سے یہ پایا جاتا ہے۔ کہ اِس قتل عام میں۔ عورتوں۔ بچوں۔ کو
شمار میں نہ لا کر کوئی انیس۱۹ ہزار مسیحیوں کا خون اپنے دین کے
نام پر بہا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال بھی نہ کر لینا چاہئے۔ کہ یہ ایذارسانی
صرف اطالیہ اور اُس کے آس پاس کے ملکوں میں ہی پھیلی ہوئی
تھی۔ نہیں۔ بلکہ افریقہ میں بھی شہر کارتھیج کی ایذارسانی شہر لینز
کی ایذارسانی سے کچھ کم نہ تھی۔ یوں تو اور بھی بہت سے مومنین
اپنے سچے دین کے نام پر نہایت دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ
قربان ہوئے۔ مگر اُن میں سے دو شادی شدہ خاتون یعنے مقدسہ
پرپیتوا اور مقدسہ فیلستاس بمعہ اور بہت سے شہیدوں کے
بڑی خوشی اور روحانی تسلی کے ساتھ قتل گاہ کو گئیں۔ اور
ایسی روحانی تشفی کے ساتھ جام شہادت پیا۔ کہ جیسے خداوند

تعالٰے اپنے اُن بندوں کو بخشتا ہے۔ کہ جو اُس۔ جلال اور بزرگی کی خاطر مصیبت اور تکلیف اُٹھانے کو محض راحت اور آرام تصوّر کرتے ہیں +

(س ۲۴)۔ کیا اِس اِیذا رسانی کے وقت مسیحوں پر کوئی الزام بھی لگائے گئے تھے۔؟

(ج)۔ بے شک مسیحوں پر الزام لگائے گئے تھے۔ اور اَیسے اَیسے سخت اِلزام کہ جن کے سُننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُن کو ناپاک مردود رفاہ عام کے دشمن اور ہر قسم کے عیبوں سے معیوب بیان کیا گیا۔ مگر تعجّب یہ۔ کہ کسی نے بھی اِن باتوں کو دریافت کرنے کی تکلیف نہ اُٹھائی۔ کہ وہ واقعی اَیسے خراب تھے۔؟ جَیسے کہ وہ بیان کئے جاتے تھے۔ لیکن خداوند قادر مطلق نے مسیحی دین کے پاک بھیدوں اور اخلاقی اصولوں کی حمایت اور پناہ کے لئے اَیسے اَیسے نیک بندے پیدا کئے کہ جو پاکیزگی اور علمی لیاقت میں یکتا تھے +

۱۲۵ء میں مقدّس جسٹین نے دو اَیسے موزوں مدلّل ولولہ انگیز خطوط شہنشاہ کی خدمت میں پیش کئے کہ جنھوں نے بُت پرستوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اِس بے دھڑک اور دلیر مسیحی عالم کے لئے تاجِ شہادت حاصل کرنے کا

باعث ہوئے۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد طرطولین نے جو مشہور کارتھیج کا مشہور و معروف خادم دین تھا ایک اور نامہ اسی مضمون کا ایسی طرز سے لکھا۔ کہ جس نے غیر قوم اور بت پرست لوگوں کے اعتقاد کو بالکل ہی کمزور کر دیا +

(س ۳۲)۔ طرطولین کے خط کا مضمون کیا تھا؟ مختصر بیان کرو!

(ج)۔ اول تو اس عالم بے مثل نے بڑی فصاحت و بلاغت اور دلائل و براہین کے ساتھ دین مسیحی کی الوہیت کے الٰہی ہونے کو ثابت کیا۔ پھر بڑی سرگرمی اور دل و جان سے اس کام کا ذمہ لیا۔ کہ جو جو جھوٹی تہمتیں اور بے بنیاد اور ناجائز الزام غیر قوموں نے اہل عیسوی پر لگائے تھے۔ اُن کو محض بناوٹی اور بالکل کھوکھلے ثابت کر کے دکھا دیئے۔ چنانچہ وہ اہل مجلس سے یوں مخاطب ہوا +

ہم پر یہ الزام لگائے جاتے ہیں۔ کہ ہم لوگ یعنے دین مسیحی کے پیرو اپنے حاکموں اور بادشاہوں کی واجب اطاعت نہیں کرتے بلکہ ہر وقت بغاوت اور فساد کے خیال ہی میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن ہم نے کب اور کسطرح بغاوت کے آثار ظاہر کیئے ہیں؟ کیا ہمیں بارہا سنگسار نہیں کیا گیا؟ ہمارے گھروں اور مال و اسباب کو نہیں جلایا گیا؟ کیا ہمیں طرح طرح کے عذاب نہیں دیئے گئے؟ اور آخر کو ہمیں بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ تہ تیغ نہیں کیا گیا؟

لیکن ہم نے اِن سب بے انصافیوں اور جور و جفا کا کیا بدلہ لیا ہے ؟ - تمہیں خبر نہیں؟ اگر ہم یہ چاہیں کہ کھلم کھلا اور برملا تمہارے برخلاف لڑائی شروع کر دیں - تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہماری فوجیں نہیں ہیں؟ گو ہماری پیدائیش صرف کل کی ہے - مگر پھر بھی تمہاری سلطنت کے مشیر کاروں اور صلاح کاروں کی مجلسیں - تمہارے شہر و قصبات - تمہارے دیہات اور گاؤں - تمہارے دہقانی احاطے اور کھیت - تمہارے لشکر - تمہارے جنگی و جہازی بیڑے - الغرض کہ شاہی محل بھی ہم لوگوں سے پُر ہیں - پُر ہو گئے ہیں - کیا تمہارے خیال میں ہم جو مدّت سے بالکل بے پروا و بے خطر ہیں - ہمّت و جواں مردی میں تم سے کم ہیں؟ - اے بھائیو کیا تمہیں یہ معلوم نہیں؟ - کہ بجائے دغاباز و فریبی ہونے کے ہم دُکھ اور رنج اُٹھانے کو ہزار ہا درجہ بہتر سمجھتے ہیں - اگر محض بدلہ لینے کی غرض سے ہم تمہیں اور تمہاری سلطنت کو ترک کر بیٹھیں - تو کیا یہ کہنا درست نہیں ہے - کہ تم آپ اپنی حالت اور تنہائی کو دیکھ کر ڈر جاؤ گے +

اِس کے بعد طرطولین نے مسیحی جلسوں اور باہم ملنے کا سبب بیان کیا - کیونکہ اِن کے دشمن اور مخالف یہ خیال کرتے تھے - کہ وہ ساری مجلسیں فتنہ انگیز اور ملکی امن و آرام میں خلل انداز ہوتی تھیں - چنانچہ اُن تنگ دل اور متعصّب لوگوں

غلط فہمی اور تعصب کو دور کرنے کے لئے اُس نے یوں اپیل کی۔ اِن
باہمی مجلسوں سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہم سب مل کر خداوند
کی بارگاہ عالی میں سجدہ بجا لاویں۔ اور بندگی و مناجات میں مصروف
ہوں۔ اور جو لوگ ہماری اِن مجلسوں کے صدر نشین ہوتے ہیں۔ وہ
صاحب لیاقت اور ذی شعور اور معزز عمر رسیدہ لوگ ہوا کرتے ہیں
اور یہ عزت اور رتبہ وہ خدا کے بندے دولت و مال سے حاصل نہیں
کرتے۔ بلکہ اپنی نیک و پاکیزہ زندگی اور عمدہ وصفوں کی بنیادوں
اور مدد سے۔ اور جو لوگ ہم میں دولت مند ہیں۔ وہ محتاجوں اور
غریبوں کی لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں یہ بالکل ہی
ناگوار گذرتا ہے۔ کہ ہمارے محتاج اور غریب بھائی تو فاقوں مریں
اور ہم ہر طرح کی فضول عیاشیوں میں مست رہیں۔ کیونکہ ہم یک
جان و یک روح ہیں۔ اِس لئے ہم ایک دوسرے کی مدد کو بلا روک
ٹوک اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں۔ اور اگر ایسی باہمی رفاقت
اور محبت کے باعث ہماری دعوتوں کے جلسے بار بار منعقد
ہوں۔ تو تمہیں یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ اِن دعوتوں میں غریب
غربا اور مسکینوں اور مستحقوں (یعنے جو لوگ واقعی مدد کے محتاج
اور حقدار ہوں) کو ضروری امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اور یہ ساری
کارگذاری صرف محبت الٰہی کی خاطر سے عمل میں لائی جاتی ہے

اس میں امیری اور غریبی کا کچھ لحاظ نہیں۔ بلکہ ہر ایک کام بڑے علم
اور انکسار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس میں دکھلاوے اور غرور کو کوئی دخل
نہیں۔ کیونکہ ہم اس بات سے خوب طرح آگاہ ہیں۔ کہ خداوند کریم
ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اس لئے ان جلسوں کے شروع
کرنے سے پہلے اُس خالقِ حقیقی کی حمد و ثنا گائی جاتی ہے۔
اور جب وہ ختم ہو چکتی ہے۔ تو تب بھی اُس پاک درگاہ میں شکرانہ
کا سجدہ بجالایا جاتا ہے۔ اے صاحبانِ مجلس! آپ بھلا بتائیے تو
سہی کہ کس جرم کے بدلے ہمیں قتل کیا جاتا ہے۔ اے حاکمانِ
ملک آپ لوگ جو ہر طرح کے ملزموں کے مقدموں کے فیصلے کرنے
والے ہو۔ کیا ابھی کوئی مسیحی آپ لوگوں نے۔ قتل۔ چوری۔ زناکاری
دغابازی۔ غبن۔ وغیرہ۔ وغیرہ جرموں کا مرتکب دیکھا ہے۔؟ اگر
آپ اپنے دفتروں اور کاغذات کا ملاحظہ کرکے دیکھیں گے۔
تو مسیح کی صلیب کے پیرووں میں سے ایسا ایک بھی نظر نہ آئیگا
کہ جو اُن مجرموں اور بدکاروں کی جماعت میں ہو۔ کہ جن کے گروہ
کے گروہ ہر روز تمہارے قید خانوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ گناہ
سے بچے رہنا ہمارے لئے ایک نہایت ہی لازمی امر ہے۔ کیونکہ خود
خداوند مالک الملک نے اپنی عنایت اور کرم سے ہمیں اسی جرمِ گناہ
کی اصلیت سے ہمیں واقف کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اُس کے

ناچیز اور عاجز بندے دل و جان سے ہمیشہ ہی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اُس کے پاک حکموں اور فرمانوں کو وفاداری سے بجا لاویں۔ سبب یہ ہے۔ کہ یہ اُس حاکم ہمہ داں کا حکم ہے۔ کہ جس کو کوئی بھی ہرگز دھوکا نہیں دے سکتا۔ اور نہ وہ خود ہی کسی کو کبھی دھوکا و فریب دیتا ہے +

اُوپر کے بیانات سے ہمارے ناظرین کو اب تو اچھی طرح سے معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ تیسری صدی کے شروع میں مسیحی لوگ کیسی پاکیزہ اور نیک چلنی کی زندگی بسر کیا کرتے تھے +

(س ۲۴) - اُریجن نے کس بات میں شہرت پائی ۹

(ج) - اوریجن مقدس لیونی ڈوس کا لختِ جگر تھا یعنے بیٹا تھا اور یہ مقدس لیونی ڈوس وہی مسیحی نوجوان تھا۔ کہ جس نے شہر اسکندریہ میں شہنشاہ سویرس کے زمانہ میں اپنے دین کے نام پر جان قربان کرنے شہیدوں کی رفاقت اختیار کی تھی۔ اِس نیک خصلت شہید نے اپنے ایام زندگی میں ایسی اچھی طرح سے اپنے فرزند جگر بند کی خبر گیری اور پرورش کی۔ کہ وہ نہ صرف دنیاوی علوم میں ہی بلکہ کتبِ الٰہی میں بھی خوب طاق ہو گیا۔ خورد سالی اوریجن نے بھی اپنے باپ کی مہربانیوں سے ایسا فائدہ اُٹھایا۔ کہ وہ علم طبیعات اور خاصکر نیک اخلاق اور اوصافِ حمیدہ میں

حیرت انگیز ترقی کر گیا۔ بیان ہے کہ اُس کے باپ کا یہ قاعدہ ہو گیا۔ کہ جب وہ نیک بچہ سویا ہوا ہوتا۔ تو وہ اُس کی چھاتی پر سے کپڑا اُٹھا کر اپنے بچہ کی چھاتی کو بوسہ دیکر کہا کرتا تھا۔ کہ یہ روح القدس کی روشنی سے پر نور ہے۔ جب یہ کچھ بڑا ہوا۔ تو اُس کے دل میں شوقِ شہادت نے ایسا غلبہ پایا۔ کہ ہر وقت وہ مرنے کے لئے آمادہ تھا۔ اور ایذا رسانیوں میں وہ باوجود اپنی ماں کی منت وسماجت کے چلا جاتا تھا۔ مگر وہ نیکبخت ماں مامتا کے جوش کی ماری اُس کے (اوریجن کے) پہننے کے کپڑے چھپا چھوڑتی ان ایذا رسانیوں اور ایّامِ مصیبت میں اُس کا سارا مال و اسباب ضبط ہو گیا۔ اِس لئے وہ نہایت تباہ حال اور مفلس ہو گیا۔ مگر چونکہ صاحبِ لیاقت آدمی تھا۔ اِس لئے شہر اسکندریہ کے مکتبِ اعلےٰ کا مدرس مقرر ہو گیا۔ یہ مکتب اُن دنوں میں نہایت ہی شہرۂ آفاق ہو رہا تھا۔ اور ہر دیار و امصار کے طالبِ علم اِس جگہ آیا کرتے تھے۔

اِس نیک مردِ خدا (یعنے اوریجن) کی سرگرمی اُس کی علمی لیاقتوں اور قابلیتوں سے کچھ کم نہ تھی۔ اِس کا قاعدہ تھا۔ کہ جب مسیحی لوگوں کو اُن کے مذہب کی خاطر قید کر دیا جاتا۔ تو یہ نیکبخت بندہ اُن کی دلجوئی کرنے کے لئے قید خانوں میں جاتا تھا۔

اور نہ صرف یہی کرتا تھا۔ بلکہ قتل گاہ میں بھی اُن کی ہمراہ جاتا تھا۔
اگرچہ اِس قسم کے موقعوں پر ہمیشہ اُس کی جان جانے کا خطرہ ہوتا
مگر وہ ذرا بھی نہ ڈرتا تھا۔ یہانتک کہ کئی بار ایسا بھی ہوا۔ کہ یا تو
وہ سنگسار ہوتے ہوتے بچ گیا۔ یا اِس قدر پٹا۔ کہ قریب تھا کہ جاں بحق
ہو جائے۔ مگر خداوند کریم کو یہ منظور تھا۔ کہ وہ ابھی اُس کی رخدائے تعالیٰ
کی) عظمت اور جلال کی ترقی کے لئے اور بھی تکلیفیں اُٹھائے۔ اِس
لئے وہ اُسے بچا رکھتا تھا۔ آخرکار اُس کی باری آن پہنچی۔ چنانچہ
اُسے گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور نہ صرف بھوکا پیاسا
رکھا گیا۔ بلکہ اُس کے بدن سے کپڑے بھی اُتار لئے گئے۔ چونکہ وہ
ریاضت و جفاکشی اور نفس کشی کا عادی تھا۔ اِس لئے وہ اِن
تکلیفوں کو آسانی سے جھیل گذرا۔ اور کسی قسم کا جور و جفا و
ایذائیں اُس کی سچی دلیری اور مسیحانہ وصفوں پر غالب نہ
آسکیں۔

یہ بندۂ خدا تیسری صدی کے درمیان کے قریب قریب
جاں بحق ہوا۔ اِسکی تصنیفات میں سے سب سے عمدہ اور
نہایت مشہور و معروف وہ معذرت نامہ ہے جو اُس نے
دینِ مسیحی کے دینِ الٰہی اور سچا دین ہونے کے بارے میں لکھا تھا۔
اور جس میں اُس نے غیر قوم اور بت پرست لوگوں کی تہمتوں

اور غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کو جو انہوں نے تصنیف [illegible]
کے باعث دینِ مسیحی کے خلاف لگائی تھیں رد کیا تھا۔
اور اُن کے تاریک دلوں کو سچی روشنی کے نور سے روشن کیا تھا۔
(س ۲۵)۔ چھٹی اور ساتویں ایذارسانیاں کس کس کے وقت
میں اور کیوں وقوع میں آئیں؟
(ج)۔ اِن میں سے چھٹی ایذارسانی تو میکسیمین کے زمانہ میں
اور ساتویں ایذارسانی ڈیسی اوس کے زمانہ میں ظہور میں
آئی۔ اِن ایذارسانیوں کی اصلی وجہ حسد اور نفرت تھی۔ کیونکہ
سپٹیمس سویرس کے جانشینوں نے اپنی مسیحی رعایا کے ساتھ
بھی ویسا ہی سلوک کیا جیسا کہ باقی ماندوں کے ساتھ۔ اور
اُن میں سے شہنشاہ الگزنڈر تو ایسا مہربان ہو گیا کہ وہ
خداوند یسوع مسیح کی بہت عزت اور توقیر کرنے لگ گیا۔ یہاں تک
کہ اُس کی تصویر اُس نے اپنے شاہی محل میں اپنے دیوتاؤں میں
سے بطور ایک کے رکھوالی۔ مگر اُس کی نرم مزاجی اور رعایا پروری
اور نیک سلوکی نے اُس کے جانشین مکسیمین کو مسیحوں کا جانی
دشمن بنادیا۔ یہ شہزادہ جو اپنی طبیعت میں ہی سخت دل اور
ظالم تھا۔ چھٹی ایذارسانی کا بانی ہوا۔ اور اپنا سارا کینہ اور
بغض پادریوں اور سردار پادریوں پر نکالا۔ اگرچہ اِس ایذارسانی کے

مفصل حالات تواریخوں میں درج نہیں ہیں۔ مگر تاہم اتنا تو ضرور پتہ لگتا ہے
کہ وہ تھوڑے ہی دنوں میں ختم ہو گئی۔ کیونکہ اِس ظالم کی تخت نشینی کے تھوڑے
ہی دنوں بعد اُس کی اپنی ہی معتبر اور کارکُن سپاہ اُس کے برخلاف ہو گئی
اور ۲۷۲ء میں اُس کا کام تمام کر ڈالا +

اِس واقعہ کے تیرہ سال بعد یعنے ۲۸۵ء میں شہنشاہ ڈلیسی اوس نے
دسویں ایذا رسانی کا طوفان برپا کیا۔ اور اپنی سلطنت کے عہد کے شروع
شروع میں اُس نے اہل عیسوی کے خلاف نہایت ہی وحشیانہ حکم جاری
کئے۔ اور ہر طرح کے ظلم و ستم میں اُن کو مبتلا کیا۔ اور طرح طرح کے عذاب اور
ایذاؤں سے اُن کو تنگ کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ چابکوں سے پِٹوانا۔ درندوں
جانوروں کے آگے ڈالنا۔ جیتے جی اُبلتی ہوئی رال اور گندک میں پھینکنا
جلتی جلتی لوہے کی سلاخوں سے اُن کو جلانا۔ اور قسم قسم کے شکنجوں میں
کھینچنا۔ یہ تو مسیحوں کے لئے عام سزائیں خیال کی جاتی تھیں۔ مگر سچ ہے
سچائی آخرکار غالب آتی ہے۔ اِن سب اذیتوں کے باوجود بھی وہ مسیحی
باوجود اپنے منجی کے نام سے ہرگز منکر نہ ہوئے۔ اور آخری دم تک اُس کے دین پر ثابت
قدم رہے۔ اُن میں سے لاکھوں تو راہ دین میں شہید ہو گئے۔ اور جو بچ رہے۔ اُن میں
سے بہت سارے اپنا مال و متاع ترک کر کے صحراؤں میں چلے گئے۔ کہ
ظالموں کی نظر سے دور رہ کر باقی ماندہ زندگی یادِ الٰہی میں بسر کریں +
اِن تارک الدنیا درویشوں میں سے ایک نوجوان مقدس پولوس نامی تھا۔

جو شہر قصبا س کا متوطن تھا۔ یہ ابھی بالکل نوعمر ہی تھا۔ کہ اپنا سارا مال و
اسباب چھوڑ چھاڑ کر۔ اور مناجات اور بندگی کو اپنا اصلی کام سمجھ کر ایک
صحرا میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ اور ایسی پاکیزہ زندگذاری۔ کہ جس سے
اُس کو انسانی صورت فرشتہ کہنا بجا ہو گا+

(س ۲۶)۔ آٹھویں ایذا رسانی جو ولارئین کے عہد میں وقوع میں آئی اُس
کا کیا سبب تھا۔؟

(ج)۔ اِس آٹھویں ایذا رسانی کا باعث شہنشاہ کی بداعتقادی اور وہم
وکفر تھا۔ جس وجہ سے اُس کے دین کے رہبر بڑی آسانی سے اُسکو اپنے
قابو میں لے آئے۔ ۲۵۷ء میں وہ ایک بڑی بھاری مہم پر جا رہا تھا۔ جس
کی کامیابی و ناکامیابی کے بارہ میں اُس نے اپنے جھوٹے اور متعصب رہبروں
سے صلاح لی۔ انہوں نے اُس کو یہ صلاح دی۔ کہ اگر تو اِس مہم میں کامیاب
ہونا چاہتا ہے۔ تو پہلے دین عیسوی کو جڑ سے اُکھیڑ پھینک۔ اور پھر اپنی مہم پر
روانہ ہو۔ یہ بات اُس کے دل میں ایسی ذہن نشین ہو گئی۔ کہ اُسنے فوراً یہ حکم جاری
کر دیئے۔ کہ جہاں کہیں کسی مسیحی کو دیکھو۔ اُس کا سر قلم کر دو۔ اور اِس طرح
پہلے کی مانند بے شمار مسیحوں نے وفاداری کا ثبوت دیکر شہادت کا رتبہ پایا
اور اپنے شفیع کے نام اور جلال کو بڑھایا+

شہیدانِ دین کی اِس جماعت میں نہایت مشہور و معروف یہ دو شخص
تھے۔ مقدس سائپیرین جو کارتھیج کا بشپ تھا۔ اور مقدس لارنس جو شہر روما

اُن سات شخصوں میں سے پہلا شخص تھا - جو غریبوں کی مستحق جماعت
اور محتاجوں کی خبر گیری کے لئے چُنے گئے تھے +

اگرچہ اِس زمانہ کے کئی ایک اور بھی واقعات ہیں - مگر خاصکر ایک - جو ایک
چھوٹے سے بچہ کی حیرت انگیز دلیری ظاہر کرتا ہے - قابلِ ذکر ہے - اِس چھوٹے بچہ
کا نام سِرِل تھا - اور اُس کا باپ جو شہر قیصریہ واقع کپیادوسیا کا باشندہ تھا -
غیر قوم تھا - اِس لئے اُس نے یہ چاہا - کہ اُس کا بیٹا دینِ مسیح سے برگشتہ ہو جائے
چنانچہ اِس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے اُس نے ہر طرح کوشش کی - مگر وہ بچہ
اپنے شفیع اور منجی کے نام پر وفادار رہا - اور نہ اُس نے اپنے باپ کی جھڑکیوں اور
ملامتوں کی مطلقاً کچھ پروا کی - اور نہ ہی اپنے باپ کے حسب منشا اُس نے بتوں
کے آگے سجدہ کیا - اِس بات سے اُس کا باپ سخت خفا ہو گیا - اور مار پیٹ کر کے بیٹے
کو گھر سے نکال دیا - جب حاکم شہر کو اِس واقعہ کی خبر پہنچی - تو اُس نے سِرِل کو
پکڑنے کے لئے سپاہی بھیجے - اور جب وہ اُس کو عدالت میں لے آئے - تو وہ
حاکم بڑی دلجوئی اور نرم کلامی کے ساتھ اُس نوجوان مسیحی سے پیش آیا -
اور کہنے لگا - اے عزیز! میں تمہاری کم سنی کی وجہ سے تمہیں معاف کر دینے
بالکل راضی ہوں - بشرطیکہ تم بھی ایک نیک بچہ کی مانند اپنی اِن [illegible]
اور بد اعتقادیوں سے دست بردار ہو جاؤ - مگر اِس بے دھڑک اور دلیر بچہ
نے بڑی برجستگی اور سنجیدگی کے ساتھ یہ جواب دیا (یہ ناچیز اور حقیر بندہ اپنے شفیع
اور نجات دہندہ کے نام پر عذاب سہنے اور دکھ اٹھانے کو ہر طرح سے راضی ہے

اور اگر میرے باپ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے۔ تو کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ [illegible]
کے لئے مجھے ایسا گھر ملجاویگا۔ کہ جس کے مقابلہ میں یہ ناپائدار اور چند روزہ گھر کچھ
حقیقت اور بساط نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ پاکیزہ گھر میرے آسمانی باپ کے زیر سایہ
ہوگا۔ اِس لئے وہاں مجھکو نہ تو موت کا ڈر نہ ہی تمہاری دھمکیوں کا خوف
ہوگا۔ کیونکہ اِس چند روزہ زندگی کے بعد میں ایسی زندگی کا شریک بن جاؤنگا
جو ہر طرح کے غم و الم سے پاک اور مدامی زندگی ہوگی)۔ یہ سُنکر حاکم مارے غصہ
کے لال پیلا ہوگیا۔ اور حکم دیا۔ اِس گستاخ بچہ کی فوراً مشکیں کس لو۔ اور پھر
اُس کو ڈرانے کی خاطر میدانِ قتل میں خوب آگ جلوائی۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا
کہ اِس کو آگ کے پاس لے جاکر یہ دھمکی دو۔ کہ تجھے اَب اِس آگ میں پھینک
دیا جاویگا۔ مگر اِس دلیر چھوٹے سے بچے سپاہی پر اُس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور بالکل
ویسا ہی بے خطر اور نڈر رہا۔ جیسے کہ معمولی حالت میں۔ جب اُنہوں نے یہ
دیکھا۔ کہ اُس کے پکے ارادوں اور مستقل مزاجی میں کچھ فرق نہیں آیا۔ تو وہ
اُسے واپس حاکم کے پاس لے آئے۔ اور وہ دوسری دفعہ پھر اُس سے یوں مخاطب
ہوا۔ (ہر ایک چیز طیار ہے۔ آگ کے شعلے بھی خوب زور شور پر ہیں۔ تلوار بھی موجود
ہے۔ دم کے دم میں تمہاری اِس ننھی سی جان کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ مگر آخری
دفعہ پھر تمہاری خیر خواہی اور بھلائی کے لئے میں تمہیں کہے دیتا ہوں۔ کہ عقل و
ہوش کو کام میں لاؤ۔ اور میری بات کو مان جاؤ)۔ کم سن سیرل نے پھر وہی سیدھا
اور سچا جواب پیش کیا۔ اور کہنے لگا۔ (تم نے بڑی سخت غلطی کی ہے۔ کہ مجھے پھر واپس

ڈالیا ہے۔ میں تمہاری آگ سے بے خطر اور تمہاری تلوار سے نڈر ہوں۔ میری خواہش
صرف یہ ہے۔ کہ اپنے ابدی باپ کی رضامندی حاصل کروں۔ اور اُس کا حکم بجا لاؤں
اِس لئے میں ہرگز ہرگز تمہاری چند روزہ جھوٹے مال و دولت کی کچھ پروا نہیں کرتا ہوں
اور جتنا جلدی کہ تم مجھے جامِ موت پلاؤ گے۔ میرے حق میں اُتنا ہی بہتر ہو گا۔ کیونکہ میں
اُسی قدر جلدی اپنے آسمانی اور ابدی باپ کی بارگاہِ عالی میں جا حاضر ہونگا)
یہ چند کلمے ایسے دل سوز اور پُر اثر تھے کہ حاضرین کے آنسو پھوٹ بہے۔ مگر پھر
وہی کم سِن مسیحی بہادر ان سے یوں ہم کلام ہوا (اَے میرے خداوند میں عزیز بھائیو!
نہیں تو یہ لازم ہے۔ کہ گریہ و زاری کر کے میرے حوصلہ اور ارادہ کو کمزور کرنے کے
بجائے میرے سالقہ اصلی اور سچی خوشیوں میں شریک ہو جاؤ۔ افسوس کہ
تم ابھی تک اُس روحانی لطف و خوشی سے بے خبر ہو۔ کہ جو مجھے بارگاہِ عالی سے
حاصل ہونے والی ہے)۔ اِس کے بعد اُس کے جلّاد اُس کو قتل گاہ میں واپس
لے آئے۔ اور اُس جگہ پر اُس خُردسال مسیحی نے اپنے آقا اور منجی کے پاک نام
اپنی ننھی سی جان کو قربان کر کے شہیدوں کا جامہ پہنا۔ اور اُن کے پاک لشکر
میں بھرتی ہو گیا +

(س ۲۷)۔ نویں ایذا رسانی کس شہنشاہ کے زمانہ میں عمل میں لائی گئی تھی؟
(ج) شہنشاہ اورِیلین کے زمانہ میں مسیحیوں کو اور ایذا رسانی کا سامنا کرنا
پڑا تھا۔ جو آٹھویں ایذا رسانی کے نام سے مشہور ہے۔ اِس شخص نے تخت نشین
ہونے کے بعد کچھ مدت تک تو کسی قسم کی بھی کوئی مخالفت یا مذہبی نفرت

دینِ مسیحی کے خلاف ظاہر نہ کی۔ مگر ایک دفعہ اچانک ہی اُسے یہ خیال آگیا کہ اِس
مذہب کو نیست و نابود کر دے۔ لیکن قدرتِ الٰہی دیکھو۔ کہ جس وقت یہ شخص
ایذارسانی کے حکمنامہ پر دستخط کرنے ہی کو تھا۔ کہ بجلی بڑے زور و شور کے ساتھ
گری۔ اور اُس کے پاؤں کے بالکل ہی پاس آ کر گری۔ اِس حادثہ سے اُسکا دل بہت
ہی سہم گیا۔ اور ایسا ڈرا کہ اُس نے اپنے ارادہ کو تبدیل کر لیا۔ تھوڑے ہی
دنوں کے بعد اِس بد ارادہ نے پھر اُسکے دل میں جوش مارا۔ اور حکم احکام جاری
کرنے شروع کر دیئے۔ مگر ابھی وہ دور دور کے صوبوں میں نہیں پہنچنے پائے تھے
سنہ ۲۵۷ء میں وہ کسی اپنے ہی خویش کے ہاتھ سے مارا گیا +

اگرچہ شہنشاہ خود مارا گیا تھا۔ مگر جو بغض اور دشمنی کہ اُس نے اپنے
مرنے سے پہلے دینِ مسیحی کے خلاف ظاہر کی تھی۔ اُس نے کئی مسیحیوں کے سر قلم
کرا دیئے۔ اور شہیدی لشکر کے شریکوں کی تعداد کو بڑھا دیا۔ اِس نئے لشکر میں
پیرس کا پہلا بشپ مقدس ڈینس بھی شامل تھا۔ اِس بزرگ مردِ خدا کی محنت
اور جانفشانی سے نہ خود شہر پیرس میں ہی۔ بلکہ سب آس پاس کے صوبوں
میں بھی مسیح کا جھنڈا لہرانے لگ گیا تھا۔ اور زیادہ تر یہی وجہ ہے کہ اِس
ولی اللہ کو (ملکِ فرانس کا قطب یا مربی) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے +

اِس مقدس کی اذیتوں کے وقت ایک اور خادمِ دین اور ڈیکن نے
بھی مسیحی وفاداری اور جاں نثاری کے ثبوت دیئے۔ پہلے تو ان تینوں کو بُری بُری
طرح سے ستایا گیا۔ اور عذابوں اور دکھوں میں مبتلا کیا گیا۔ اور اُسکے بعد

شہر پیرس کے پاس ہی ایک پہاڑ پر لیجا کر ان کو شہیدی لباس پہناویا گیا۔ یعنے وہ تینوں قتل کئے گئے۔ چنانچہ اس وقت سے لیکر اس پہاڑ کا نام کوہ شہیدان۔ یعنے شہیدوں کا پہاڑ مشہور ہو گیا+

(س ۴۸)۔ ڈایوکلیشین اور میکسمین کے عہد حکومت میں جو جو ایذا رسانیاں ظہور میں آئیں ان کا مختصر حال بیان کرو۔!

(ج)۔ یہ ایذا رسانی جو دسویں ایذا رسانی کے نام سے مشہور ہے نہ صرف سب سے آخری ہی تھی۔ بلکہ سب سے زیادہ طول طویل اور نہایت ہی وحشیانہ اور بے رحمانہ طرز کی تھی۔ ۳۰۳ء میں اس کا آغاز ہوا۔ اور ایسے ایسے ظلم و تعدی و عذاب اہل عیسوی پر لائی۔ کہ جو کبھی پہلے دیکھنے سننے میں نہ آئے تھے۔ چنانچہ بعضوں کو سر کے بل لٹکا کر ان کے نیچے دھیمی دھیمی آگ جلادی گئی۔ تاکہ آہستہ آہستہ ان کے دم گھٹتے جائیں۔ بعضوں کو لوہے کے بڑے بڑے انگیٹھوں میں کبابوں کی طرح بھونا گیا۔ بعضوں کو گرم گرم چمٹوں سے جلایا گیا۔ ہزاروں کے جسم سے ٹوٹے ہوئے برتنوں کے ٹکڑوں سے گوشت نوچا گیا۔ سینکڑوں کے ناخنوں کے نیچے لکڑی کے چھوٹے چھوٹے پرزے ٹھونک دیئے گئے اور جو باقی رہے ان کے بدن پر پگھلتا پگھلتا اور ابلتا ابلتا سکہ ڈالدیا گیا+

جب ان وحشیانہ حرکتوں سے بھی جی ٹھنڈا نہ ہوا۔ تو شہروں اور قصبوں کو جلانا شروع کر دیا۔ چنانچہ فائیرگیا نام ایک قصبہ واقع ملک ایشیا کو جو سارے کا سارا مسیحی تھا مع زن و بچہ جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ مگر دیکھئے

سچے دین کے معتقدوں کی خوبی اور ہمت و حوصلہ کہ اس حالت میں بھی اُنکے منہ
سے اپنے دشمنوں اور جلادوں کے خلاف ایک لفظ تک بھی نہ نکلا۔ بلکہ اپنے آخر
دم تک سارے مرد عورت اور بچے مسیح کے پاک نام کا وظیفہ اور ورد کرتے رہے
اور بلا حجت و حیلہ راہِ دین میں اپنے منجی کے نام پر قربان ہو گئے +
ایک ہم عصر مورخ کا قول ہے کہ مشرق سے لیکر مغرب تک ساری زمین مسیحی خون
سے تر ہو رہی تھی۔ مگر شانِ الٰہی دیکھو۔ کہ اس پر بھی یسوع مسیح کے پیرووں کی تعداد
دن بدن زیادہ ہی ترقی پر تھی +

اِدھر اُدھر کی ایذا رسانیوں کے علاوہ شہنشاہوں کے اپنے محلوں میں بھی
اہلِ عیسوی کے خلاف طوفان برپا ہو گیا تھا۔ چونکہ شاہی دربار کے اعلیٰ اعلیٰ افسروں
میں بہت سارے دینِ مسیحی کے پیرو ہو گئے تھے۔ اِس لئے سرِ دربار اُن کو یہ حکم
سُنایا گیا۔ کہ یا تو شاہی بتوں اور معبودوں کے سامنے سجدہ بجا لاویں۔ یا اپنے جاہ
و ثروت و مال و دولت اور عزت و آرام سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ مگر یہ ساری دھمکیاں
اِن بہادر مسیحیوں کو اپنے خالقِ حقیقی و مالکِ ابدی سے کب بے وفا اور برگشتہ
کر سکتی تھیں۔ چنانچہ خدا کے اِن نیک بندوں نے ہر طرح کے دُکھ اور مصیبتیں
اُٹھانی منظور کیں۔ پر بے وفائی کا ٹیکا نہ لگوانا چاہا۔ اِس وقت اِن درباریوں
اور تھیبین شاہی محافظوں کی تعداد چھ ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ سب کے سب
یکدل اور ایک جان ہو کر اپنے نیک نہاد اور ہر دل عزیز افسر مقدس ماریشیس کے
ماتحت اپنے ہتھیار اُتار کر الگ رکھ دیئے۔ اور اپنے جلادوں کو اجازت دیکر

کر دینا روک ٹوک ان کو قتل کر ڈالیں۔ کیونکہ وہ اپنے پاک دین و ایمان سے
ہو جانے کے بجائے اپنی جانوں کو اس پر تصدق کر دینا بدرجہا بہتر خیال کرتے ہیں +
اِس آخری اور وحشت انگیز ایذا رسانی میں دینِ عیسوی کے دشمنوں کا جیا
قابو اور زور چل سکا انہوں نے اِس کے اُکھیڑ پھینکنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی
مگر مسیحی کلیسیا اپنی کی دینی برقرار رہی۔ اور اُس کے مخالف آپ ہی تھک کر چپ ہو گئے
نہ صرف چپ ہو رہے۔ بلکہ خود ہی نیست و نابود ہو گئے۔ اور کلیسیا دن بدن مضبوط
اور ظفرمند ہوتی چلی آئی ہے +
اِن ظالموں میں بہت سے ایسے بھی تھے۔ کہ جنھوں نے اِس آخری
ایذا رسانی میں گمان کیا تھا کہ بس اب تو مذہب عیسوی کی بالکل ہی بیخ کنی ہو گئی ہے،
مگر جب اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لیا۔ کہ خاندان قیصریہ کا ایک ایسا شہزادہ
قیصریہ تخت پر فرمانروا ہوا ہے۔ کہ جو نہ صرف مسیحیوں کو آزادی ہی دیگا۔ بلکہ جس کے
عہد میں مسیح کی صلیب کا جھنڈا ساری رومی سلطنت اور محل شاہی پر لہرانے
لگ گیا ہے۔ اور بت پرستی اور شرک و کفر کا سر پست ہو گیا ہے۔ تو وہ تنگدل لوگ
تو کلیسیا کی تباہی اور بربادی سے نا امید ہو کر دل شکستہ اور سر گوں ہو
ملکِ عدم کو روانہ ہو گئے۔ اور وہ (کلیسیا) ویسی کی ویسی ہی ایک
مضبوط قلعہ اور مستحکم چٹان کی مانند سب گرد بادوں اور طوفانوں
پر فتحیاب ہو کر ہمیشہ کے لیئے قایم کھڑی ہے +
(س ۲۹) کیا ان ایذا رسانوں اور ظالم شہنشاہوں کو بھی اپنی ان سزا

شرارتوں اور وحشیانہ کارروائیوں کے بدلے کچھ تکلیف یا [illegible]
(ج) ۔ چونکہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ جو بڑا انتہا عادل و منصف ہے
اِس لئے ہر ایک شخص کا اپنے ناواجب کاموں کے بدلہ میں سزا یاب
ہونا ضروری ہے۔ اور اِسی قاعدہ اور انصاف کے رُو سے تقریباً سارے کے
سارے ظالم اور ایذا رساں شہنشاہوں کا انجام بھی نیک نہ ہوا۔ چنانچہ
نہایت معتبر مورخوں کا قول ہے۔ کہ نیرو نے جب یہ دیکھا۔ کہ اُس کے
امیر اور وزیر اُس کو تخت سے اُتار دینا چاہتے ہیں۔ تو اُس نے اِس ذلت
کو گوارا نہ کر کے خودکشی کرلی۔ ڈاماشین کو اُس کی اپنی ملکہ اور محل کے امیروں
نے ایکا کر کے مار ڈالا۔ سپتیمس سویرس اپنے ناخلف فرزند کی بغاوت اور
ناشکری سے شکستہ دل ہو کر مر گیا۔ تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ اِس نالائق بیٹے
نے دو دفعہ اپنے ظالم باپ کو قتل کرنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ میکسیمین
اپنی ہی سپاہ کے ہاتھوں سے واصلِ جہنم ہوا۔ ڈسی اوس جبکہ وہ قوم
گاتھ کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ خستہ و تباہ حال ہو کر لڑائی میں کام آیا۔ ولیرین
کو ایران کا بادشاہ شاہ پور نامی قید کر کے لے گیا۔ اور وہاں اُس سے ایسی
بدسلوکی کے ساتھ پیش آیا۔ کہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت اُس کو
پاس کھڑا کر کے اور اُس کی گردن پر پاؤں رکھ کر سوار ہوتا تھا۔ اوریلین
کو اُس کے اپنے ہی دیوان نے تہ تیغ کیا۔ میکسیمین ثانی کا قسطنطین کے
حکم سے سر قلم ہوا۔ گلیتین ایسی بڑی بڑی لاعلاج بیماریوں میں ماخوذ ہو گیا

[illegible] سپرد کیا۔ اور نہ تمام ہڈیاں بالکل ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ ڈیکلیشین
نے یہ آپ کو بھوکا پیاسا رکھ کر خودکشی کر لی +

س (۴۹)۔ اِس کی کیا وجہ ہے کہ باوجود اِس قدر اذیتوں اور ایذا رسانی کے
بھی انجیل مقدس نہ صرف قایم ہی رہی۔ بلکہ پھیلتی بھی گئی۔ اور ساتھ
ساتھ دنیا کی حالت اور صورت کو بھی تبدیل کرتی گئی۔؟

ج)۔ اِس ترقی کی خاص وجہ یہ ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کو یہ منظور تھا۔ کہ اوائل
[illegible]ن کی پاکیزہ طریق کی زندگی۔ اُن کی بھولی بھالی عادتیں۔ اُن کی ناخود
غرضی۔ اُن کے عابدانہ (مگر محبت الٰہی سے پُر) کاموں کو ایسی حیرت انگیز
اور عجیب و غریب تبدیلی اور ترقی کا وسیلہ بنا دے +

اِن نیک بندوں پر خداوند جل شانہٗ کی اِس قدر رحمت اور فضل تھ[illegible]
[illegible] اُن کی ہر ایک بات اور لفظ سے معجزے اور کراماتیں نکلتی تھیں۔ اور ان
معجزوں اور کراماتوں میں اِس قدر قدرتِ الٰہی کا جلوہ نمایاں تھا۔ کہ وہ ہزاروں
لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیتے۔ اور سخت ضدی سے ضدی دلوں کو بھی
[illegible] دین کی سچائی کا قائل کر لیتے تھے +

اِن ایام میں ایک بھی ایسا مسیحی نہ تھا۔ کہ خداوند پاک کی عنایت
اور فضل سے یہ طاقت نہ رکھتا ہو۔ کہ غیر قوموں اور غیر معتقدوں کے
سامنے معجزوں سے اِس بات کا اقرار نہ کرا لے۔ کہ دین مسیحی ہی محض
سچا دین ہے۔ اور اس کا بانی سچا خدا اور سچا انسان ہے۔ اور اس کی

الوہیت بلاشک وشبہ سچی اور درست ہے مگر جو سب سے بڑھ کر
عجیب وغریب بات تھی۔ وہ اِن اہلِ عیسوی کی اعلےٰ درجہ کی ثابت قدمی
غیر معمولی تحمل مزاجی۔ اور قابلِ تعریف حلیمی اور برداشت تھی۔ کہ جن
کے ساتھ دینِ مسیحی کے ان فیاض حامیوں نے نہایت بڑی بڑی بے رحمیوں
اور ظلموں کو آسانی سے سہا۔ اور یہ تو عام اور آئے دن کا واقعہ تھا کہ خدا
کے یہ پیارے بندے پھانسی پر سے بھی اپنے نجات دہندہ اور سردار شہیدان کی
منادی کیا کرتے تھے۔ اور اپنے تماشہ بینوں کو راہِ راستی کے قائل کیا کرتے
تھے۔ بلکہ بیشک کہ بعض بعض موقعوں پر اُن کے جج اور جلاد بھی مسیحی
دین کی تقلید اور پیروی اختیار کر لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ باوجود انجیل
مقدس کے دشمنوں کی ساری کوششوں کے مسیحی لشکر دن بدن ترقی پاتا گیا
اور شہیدوں کا خون خداوند کے باغیچہ کو ایسا سیراب کرتا گیا۔ کہ جو نئے
نئے پھل پھول پیدا کرنیکا باعث ہوا +

(س ۱۳) - کیا اِن ایذا رسانیوں کے زمانہ میں کلیسیا کو کسی بدعت
کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور اگر کرنا پڑا تھا۔ تو کس سنہ ء میں؟

(ج) - ہاں اِن دنوں یعنے ۲۷۰ء کے قریب قریب کئی ایک بدعتیں
پیدا ہو گئیں۔ اور خدا کے اُن پیاروں بندوں کو جن کو عذاب اور اذیتوں سے
بھی شیطان قابو نہ کر سکتا تھا۔ اب اُس نے اِس طرح انہیں ورغلانا اور
دامِ فریب میں پھنسانا چاہا +

چنانچہ اِس ناپاک مہم میں بڑے بڑے کارندے اور ملحد یہ تھے
(۱) شمعون ماگوس یا جادوگر۔ سب سے پہلے اِسی نے کلیسیا کی
جایز اطاعت سے پہلوتہی کرانا چاہا تھا کیونکہ مقدس پطرس رسول
یعنے خداوند مسیح کی کلیسیا کے پہلے رسولی سردار اور خداوند عیسیٰ مسیح
کے پہلے جانشین نے اِس شریر کے ہاتھ روح القدس کی طاقت کے بیچنے سے
انکار کر دیا تھا۔ اِسی لئے وہ (یعنے شمعون) مخالف ہو گیا (۲) اِس کے بعد
اسیلوس نامی ایک شخص نے اپنی اندھا دھند سرگرمی کے جوش میں
آکر یہ بیان کیا۔ کہ ہر فرد مسیحی کو لازم ہے کہ اپنے تئیں شہید ہونے کے
لئے پیش کرے۔ اور ساتھ ہی قانون ہونا چاہئے۔ کہ جو لوگ چند چند خاص
گناہوں کے مرتکب ہوں۔ اُن کو تائب کا سکرامنٹ ہرگز نہ دیا
جاوے۔ یہ وہی ملحد تھا۔ کہ جس کے پیروؤں کی دھوکہ کی ٹٹی میں وہ نامی
گرامی عالم و فاضل یعنے طرطولین ایک دفعہ پھنس گیا تھا (۳) جس کے
بعد مینز نامی نے ایک فرقہ مینشین نام قایم کیا۔ اور یہ تعلیم دینے لگا۔ کہ
دو الگ الگ خدا ہیں۔ یعنے ایک تو برائی کے پیدا کرنے والا۔ اور دوسرا
نیک اور نیکی کے پیدا کرنے والا۔ خیرات دینا اور فیاضی کے کام کرنا بالکل
فضول ہے۔ سکرامنٹوں کی پابندی بالکل بے فایدہ ہے۔ پاک تصویرہ
اور یادگاری کی شبیہوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا گناہ ہے۔ اُس نے
صرف اِتنا ہی نہ کیا۔ بلکہ یہ بھی سکھلایا۔ کہ کلمۃ اللہ نے کبھی بھی جسم

انتہائی اختیار نہیں کیا تھا۔ ان مکروہ اور غلط بیانیوں کے علاوہ اور
بھی بہت سے فضول کلمات اور لایعنیاں بکی تھیں۔ جو اچھی طرح سے
صرف انہی لوگوں کو معلوم تھیں۔ کہ جو اس بدعت کی پوشیدہ اور شریر
مجلسوں کی کارروائیوں میں خوب ماہر تھے اور اُن کے شریک تھے +

ان بدعتیوں کو سرگرداں اور پریشان کرنے کے لئے خداوند کریم نے
ایسے ایسے اور عالم شخص پیدا کئے۔ کہ جنہوں نے ان ملحدوں کو اُن کی
غلطیوں کا قائل کیا۔ اور اُن کی غلط راؤں کو اُن کے عین آغاز میں ہی
رد کر کے دکھا دیا۔ اور اُن میں سے بعضوں نے دینِ الٰہی کی سچائیوں کی حمایت
اور حفاظت محض اپنی تحریروں اور تقریروں ہی سے نہ کی۔ بلکہ اُنکی
درستی کے ثبوت میں اپنا خون بھی بہایا۔ ان عالموں اور فاضلوں میں
نہایت ہی مشہور و معروف یہ تھے۔ کلیمنٹ متوطن شہر اسکندریہ واقع
ملکِ مصر۔ مقدس جستین۔ مقدس ایرینوس۔ مقدس سائپرین۔ طرطولین
اریجن وغیرہ وغیرہ تھے +

(س ۲۳) جب کلیسیا کو ایذا رسانیاں سہتے سہتے تین سو سال کا عرصہ
گذر گیا۔ تو خداوند بزرگ و شادمان نے کس بات کو اُس کی (کلیسیا کی)
مصیبتوں کو دور کر دینے اور اُس کے امن و آرام سے پھلنے پھولنے کا
وسیلہ بنایا۔؟

(ج) یہ وسیلہ قسطنطین اعظم کے دینِ مسیحی اختیار کر لینے میں تھا۔ جب

نہایت ہی چمک و دمک کے ساتھ ایک صلیب نظر آئی - کہ جس کے عین درمیان یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے - (کہ بیرنشان اور علم تیری فتح کا وسیلہ ہوگا) اِس الٰہی نظارہ کو سارے کے سارے لشکر نے بچشم خود دیکھا - اور شہنشاہ کا تو اِسقدر حوصلہ اور ہمت بڑھ گئی - کہ اُس نے بڑی دلیری اور جوانمردی کے ساتھ غاصب پر ایسا حملہ کیا - کہ وہ بے سروپا بھاگ نکلا - اور بھاگتے وقت دریائے ٹائیبر میں غرق ہوگیا - اور جب اہل روما کو یہ خبر ملی - تو انہوں نے جھٹ دروازے کھولدیئے - اور اپنے تئیں فتح مند شہزادہ کے تابع قرار دیا - چنانچہ اِس لمحہ سے لیکر شہنشاہ نے اپنے مسیحی دین میں شریک ہوجانے کا کھلم کھلا اقرار کردیا +

(س ۳۳) جب شہنشاہ قسطنطین نے دین مسیحی اختیار کرلیا - تو اُس نے اُس الٰہی دین کی کیا کیا خدمات کیں - ؟

(ج) سب سے پہلے تو اُس نے اُن سب بدعملیوں ظلموں اور اذیتوں کو رفع دفع کرنا شروع کیا - جو کہ اُس کے پیشینیوں کے زمانہ میں اُن کی مسیحی رعایا پر ہوتی رہی تھیں - چنانچہ اُس نے جلاوطنوں کو واپس بلالیا - مسیحوں کو اُن کے گرجے اور عبادت خانے بحال کردیئے اور بعدازاں نئے نئے گرجے بنوا کر اُن کی خوب آرائش و زیبائش کی رسولی تخت کے سردار پہلے بادشاہوں کے زمانہ میں یا تو ایذارسانی کا خاص شکار ہوا کرتے تھے (جس بات کا گواہ تیتس سے زیادہ

خداوند مسیح کے جانشینوں کا اپنے آقا اور منجی اور پیشرو کے نام پر قربان ہونا اور اپنا خون بہانا ہے)- یا اب ان کلیسیا کے سرداروں کی اس نیکبختی مسیحی فرمانروا کے زمانہ میں وہ قدر اور عزت ہونے لگی کہ جس کے واقعی وہ حقدار تھے- جب اہل عیسوی نے قدرت الٰہی کی اس عجیب و غریب کھیل کو دیکھا- اور ظلم وستم سے امن و امان پایا- تو بارگاہ الٰہی میں ہزار ہزار شکرانے بجالائے- اور شہنشاہ کی اس تبدیلی اور کلیسیا کی متابعت اختیار کر لینے نے بت پرستوں کے دلوں میں دین مسیح کی صلیبت اور تعلیم کو معلوم کرنے کا شوق پیدا کر دیا- اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے فرمانروا کے نمونہ پر بہتوں نے اصلی اور سچے دین کو اختیار کر لیا- چنانچہ جب وہ عظیم الشان شہنشاہ پہلے پہل شہر روما میں آکر وارد ہوا- تو اس نے ایک صلیب بنوائی- اور اس کو اپنی فتح کاشان اور ظفرمندی کی یادگار میں خود آراستہ و پیراستہ کر کے ایک موزون جگہ پر کھڑا کر دیا- یہاں تک کہ جہاں پہلے جوپیٹر (بعرسپت) دیوتا کا مندر ہوا کرتا تھا- وہاں اب صلیب کا علم نصب لہرانے لگا- جس سے مراد یہ تھی- کہ وہ مصلوب ابن اللہ کی ظفرمندی کی خبر دنیا کو بتا رہا ہے +

دوسری فصل

سنہ ۳۱۳ء سے لیکر سنہ [illegible]ء تک- یعنی وہ زمانہ جو شہنشاہ قسطنطین کے مسیحی ہونے سے شروع ہوا اور سنہ [illegible]ء میں ختم ہو گیا-

(س ۴۳)۔ اصلی پاک صلیب (یعنی جس صلیب پر ہمارا خداوند مصلوب ہوا تھا) کس طرح دریافت ہوئی تھی۔؟

(ج)۔ اس دریافت کا وقوعہ یوں ہے۔ کہ شہنشاہ قسطنطین کی پرہیزگار اور دیندار ماں حج اور زیارت کے لئے کنعان شریف کو گئی۔ اور جب وہ نیکبخت ملکہ شہر یروشلم میں پہنچی۔ تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کسی طرح وہ پاک صلیب ڈھونڈنی چاہئے۔ کہ جس پر ہمارے نجات دہندہ نے ہمارے گناہوں کے بدلے اسقدر دکھ اٹھائے تھے۔ چنانچہ بہت سی جستجو اور تلاش کے بعد کلوری پہاڑ پر تین عدد صلیبیں ملیں۔ مگر اب یہ مشکل پیش آئی۔ کہ مطلوبہ اور اصلی صلیب کی تمیز کس طرح ہو سکے۔ آخرکار شہر یروشلم کے بزرگ بشپ کی نصیحت کے موافق۔ وہ تینوں صلیبیں ایک ایسے شخص کے گھر پر بھیجی گئیں۔ جو کئی ایک برس سے کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا تھا۔ اس کے بعد جناب الٰہی میں یہ دعا مانگی گئی۔ کہ اے خداوند خدا! بنی آدم کے نجات دینے والے! ایسا کرم و فضل کر۔ کہ خود اپنی صلیب جس پر تو نے بنی آدم کی نجات کی خاطر اپنا بیبہا (لاانتہا قیمت والا) خون بہایا۔ ہمیں معلوم ہو جاوے۔ جب وہ لوگ یہ دعا مانگ چکے تو ان تینوں صلیبوں کو ایک ایک کرکے بیمار کے جسم سے چھوا گیا پہلی دو صلیبوں نے تو کچھ اثر ظاہر نہ کیا۔ پر جب تیسری صلیب کو

مریض کے بدن سے چھوا گیا۔ تو وہ جھٹ پٹ اٹھ بیٹھا۔ ایسا علاج
ہوتا تھا۔ کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ اِس عنایت کی یادگار میں
اُس دیندار اور نیک نہاد ملکہ نے (کہ جو پیچھے مقدسہ ہلینہ کے نام سے مشہور
ہوئی) ایک بڑا عالیشان گرجا بنوایا۔ اور اُس کا نام پاک مزار کا گرجا
یا تربت پاک کا گرجا رکھا +

(س ۳۵)۔ جب کلیسیا میں سب طرح سے امن و امان ہو گیا
تو اہل عیسوی میں جو آرام طلبی پڑ گئی تھی اُس کا علاج اور دفعیہ خداوند
تعالیٰ نے کس طرح سے کیا تھا۔؟

(ج) قسطنطین کے دین مسیحی کے پیرو ہو جانے کے بعد ہزارہا غیر قوم اور
بت پرست لوگ اِس عقیدہ کے شریک ہو گئے۔ مگر اُن میں بہت سے
ایسے بھی تھے۔ کہ جو محض دنیاوی فائدہ اور مطلب کی غرض سے اور اپنے
شہنشاہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے آبائی دین سے دست بردار ہو گئے
تھے۔ اِس لئے دین پاک کے اصولوں کے صرف ظاہری طور پر پابند تھے
اور نہ صرف یہی بلکہ رفتہ رفتہ پرانے مسیحی بھی وقفہ امن و آسائش کے
باعث آرام طلب اور بے پروا سے ہو گئے تھے۔ پر خداوند کریم کو ہمیشہ
یہ منظور رہے۔ کہ اپنے پیارے اور وفادار بندوں کو ایسے وسیلے اور طریقے
بتاتا رہے۔ کہ جن سے وہ اپنی قدیمی سرگرمی اور دینداری کو قائم رکھیں۔
اور اُس کی کلیسیا میں تمام قسم کی نیکیوں اور پاکیزگیوں کی جڑ ہمیشہ

سرسبز اور ہری بھری رہے - اِس لئے اُس مالک کل جہان کو یہ بھایا کہ صحراؤں
اور ریگستانوں کو ایسے خلوت نشین درویشوں کے گروہوں سے پُر کردے
کہ جو سیرت اور خصلت میں فرشتوں کے ہم پلّہ ہوں +

اِس نئے مکتب کا بانی مقدّس انتونی نامی ایک زاہد و پرہیزکار مردِ خدا تھا
جو ملکِ مصر کے ایک دولتمند شریف اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوا تھا - ایک
دن ماس کی پاک قربانی کے وقت اُس نے کلام اللہ کی یہ آیت سُنی (اگر تو مکمل
ہونا اور معرفتِ الٰہی کو سمجھنا چاہتا ہے - تو جاکر اپنا سارا مال اور اسباب
بیچ دے اور قیمت کے روپیہ کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردے - تاکہ تو
جنّت میں اُس کے عوض روحانی رحمتوں کے خزانہ سے مالامال ہوجاوے)
اِس آیت کو سُنکر اُس کے دل پر ایسا اثر ہوا - کہ جھٹ پٹ سب کچھ
دے دلاکر جنگل میں جاکر گوشہ نشین ہوگیا - اور ثابت کو اپنا طریق رہائش بنا
لیا تو ایک چٹائی پر یا یوں ہی خالی زمین پر سوتا - دن بھر میں صرف ایک
ہی دفعہ یعنے سورج ڈوبنے کے بعد کھاتا - اور وہ کھانا بھی پانی اور روٹی کے
سوا اور کوئی دوسری چیز نہ ہوا کرتی - اُس کا لباس اُونی کرتہ اور بھیڑ کی کھال کا
چوغہ تھا - جب اُن سنسان جنگلوں میں رہتے رہتے اور اپنی عمر یادِ الٰہی اور
ریاضت میں بسر کرتے کرتے اُس کو کچھ عرصہ گذر گیا - تو خداوند تعالٰے نے اُس
اپنے نیک بندہ کو معجزے دکھلانے کی طاقت عنایت کی - جن کی شہرت دور
دراز کے ملکوں میں پھیل گئی - اور اِس قدر شاگرد اُس کے پاس آنے شروع ہوگئے

سو اُن سب کی رہائش اور گذارہ کے لئے اُسے کئی ایک خانقاہیں اور رہابت خانے
بنانے پڑے - اِن درویشوں اور گوشہ نشین لوگوں نے ایسے باکرامت غریبی
پسند معرفت شناس اور تارکُ الدنیا مسعود لوگ کے زیر ہدایت خلقت کو
پہلی صدیوں کے شہیدوں کی جاں نثاریوں سے بھی زیادہ حیران کر دیا +

(س ۳۶) - اِس زمانہ کے درویش کس قسم کی زندگی بسر کیا کرتے تھے؟

(ج) - اِن گوشہ نشین لوگوں کا مدعا صرف یہ تھا - کہ رسولوں کی نصیحتوں
یعنے مکمل بالارادہ مفلسی - فرمان برداری - پاکدامنی - کے پابند ہی
پابند رہیں - اور اِس مطلب کو پانے کے لئے وہ چار طرح کے وسیلے عمل
میں لاتے تھے - یعنے خلوت نشینی - دستکاری - روزہ - نماز - +
وہ ایسے صحراؤں اور جنگلوں میں جا کر رہنے لگ گئے - کہ جو نہ صرف
غیر آباد ہی تھے - بلکہ وہ رہائش اور سکونت کے بالکل ہی غیر قابل تھے - کیونکہ
وہ محض بنجر اور چٹانوں سے پُر تھے - اِس جگہ پر ان نیک مردوں نے
لکڑی اور درختوں کے پتوں سے اپنی جھونپڑیاں بنا لیں - اور دن رات
کام میں مصروف رہتے تھے - چٹائیاں ٹوکریاں بنا بنا کر بیچا کرتے تھے - اور اُن
کا روپیہ محتاجوں اور غریبوں میں بانٹ دیا کرتے تھے - اور تمام سال بجز
سوائے اتوار اور پاسکا کی عید کے ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے +

اِس قسم کی جفاکش زندگی اُن کو کمزور کر دینے کے بجائے اُن کی صحت کو
تروتازہ کر دیتی تھی - اور اُن میں بہت سے درویش بڑی بڑی عمروں تک زندہ

رہتے تھے۔ اُن کا طریق زندگی ایسا تھا۔ کہ دن میں دو دفعہ اکٹھے ہو کر وہ نماز
گذرانا کرتے تھے۔ اور ہر دفعہ زبور شریف سے بارہ پاک سرود گایا کرتے تھے۔
جس کے بعد کلامِ الٰہی کی چند آیتیں پڑھتے تھے۔ اور باقی کا دن اپنی اپنی جھونپڑیوں
کے اندر عبادتِ الٰہی اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں گذارتے تھے۔ اور اپنے سردار
کے ایسے فرمانبردار اور مؤدب رہتے تھے۔ جیسے کہ نیک اور تابعدار بچے اپنے ماں باپ
کے تابع رہا کرتے ہیں۔ اِن صحرانشین لوگوں کی تعداد اِس قدر بڑھ گئی تھی۔ کہ
بعض اوقات ایسا بھی ہوا کرتا تھا۔ کہ ایک اکیلے سردار درویش کے ماتحت
اور زیرِ نگاہ کئی ہزار گوشہ نشین اکٹھے ہو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ اُن کی جائے آغاز
یعنے تھیبیاڈ کے جنگلوں سے لیکر یہ جماعتیں۔ کنعان۔ سیریا۔ یونان۔ اور
سارے مشرقی ملکوں میں دور دور تک پھیل گئیں۔

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ ساری ریاضتیں۔ دنیا کو ترک کرنا۔ گوشہ میں
بیٹھنا۔ اُن نیکیوں اور خوبیوں کے پھل ہیں۔ کہ جن کا سرچشمہ خود کلامِ خدائے
پاک ہے۔ اور کہ اُس کی کلیسیا نہ صرف عمدہ پند و نصیحت ہی کرتی ہے۔ بلکہ
اُن سے کئی گنا بڑھ کر اُس نے (کلیسیا نے) نیک نمونے بھی پیدا کئے ہیں۔ اور
یہ محض اُسکی تعلیم اور مسئلوں کی پاکیزگی کا ہی باعث ہے۔ کہ اُس کے بس
قدر بے تعداد بچے مقدسوں اور اولیاؤں کے خطابوں سے سرافراز ہوئے ہیں۔

(س ۷۳) جب کلیسیا ساری اذیتوں پر غالب اور فتح مند رہی۔ تو جو
جو حملات کفر (یعنے شیطان) نے اُس پر کرنے شروع کر دئے اُنکا مختصر حال بیان کرو

(ج)۔ جب اُس بدخواہ اور حاسد نے (یعنے شیطان نے) دیکھا۔ کہ اُس کے بُت اور
بت پرست پائمال ہوگئے ہیں۔ تو اُس نے کلیسیا کو ایسی ایسی بدعتوں
اور مذہبی اختلافوں سے تنگ کرنا شروع کیا۔ کہ جو برابر تین سو برس کانٹے
کی طرح اُسکے (یعنے کلیسیا کے) پہلو میں اٹکتے رہے۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ یہ نئے
نئے حملے کلیسیا کی نئی کامیابی اور اقبال مندی کا باعث ہوئے +

(س ۳۸)۔ آیروس کون اور کس بدعت یا مذہبی اختلاف کا بانی تھا۔ اور
وہ بدعت کس طرح سے غلط اور ناجایز ثابت ہوئی۔؟

(ج)۔ آیروس جو شہر اسکندریہ کا ایک خادم تھا۔ اُس نے ابن اللہ کی
الوہیت کے بارے میں اپنی یہ غلط اور خلاف تعلیم پھیلانی شروع کی۔ کہ
ابنُ اللہ اور ابُ اللہ کا رتبہ برابر نہیں ہے۔ یعنے کہ ابنُ اللہ (خدا بیٹا) خدا باپ
سے کم ہے۔ اِس کے نئے اور جھوٹے مسئلہ نے کلیسیا میں ایک بڑی گھبراہٹ
سی ڈالدی۔ مومنین اِن یاوہ گویوں اور اِن کافرانہ کلاموں سے سخت ناراض
اور بیزار ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے اِس نئے مسئلہ کو رد کرنا اور اُس کے
خلاف واویلا کرنا شروع کر دیا۔ مگر باوجود اِن ساری باتوں کے بھی اُسنے
چند ایک سادہ لوگوں کو پھسلا ہی لیا +

جب شہنشاہ قسطنطین کو اِس بدعت کا حال معلوم ہوا تو اُس نے
دار پادریوں کو بُلا کر اُن سے اِس امر میں صلاح مشورہ کیا۔ اور اِس بات
پر [illegible] ہوگیا۔ کہ ایک عام مذہبی کونسل یعنے جلسہ یا پنچائت (

منعقد کیا جاوے۔ جس کو بشپ صاحبان نے بھی بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔
اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ شہر نیس میں پنچائت جمع ہو۔ اِس کے بعد ہر علاقہ
کے سردار پادریوں کے نام خط روانہ کیئے گیئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوئی
تین سو اٹھارہ (۳۱۸) بشپ لوگ جمع ہو گیئے۔ اور بشپ اوسیاوس کو (جو کارڈوا کا
بشپ اور خداوند مسیح کے جانشین عالیجناب مقدس سلوسٹر صاحب کا
قاصد تھا) اُنہوں نے اپنا میر مجلس منتخب کر کے جلسہ کی تاریخ مقرر کر دی
کیفیت یہی کہ اِس سے بڑھکر اور کہیں اور کبھی بھی۔ ایسی شاندار۔ قابل قدر
اور قابل عزت۔ مذہبی پنچائت منعقد نہ ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو لوگ اُسی
وقت وہاں پر آئے ہوئے تھے۔ اُن میں بہت سارے ایسے بھی خدا کے
پیارے بندے تھے۔ کہ بعد میں خداوند تعالیٰ کے عنایت اور بخشش سے
مشہور و معروف ولی اللہ اور کانفیسر قرار پائے۔ اور مرنے کے بعد
بھی وہ بزرگ لوگ اِس رتبہ کو پہنچے۔ نہیں بلکہ اِس وقت بھی اُن کے
ٹنڈے منڈے جسموں پر اُن زخموں کے نشان موجود تھے۔ کہ جو اُن کی اُس
بہادری اور دلیری کے شاہد تھے۔ کہ جو اُنہوں نے گذشتہ ایذا رسانی میں
اپنے دین و ایمان کی سچائی کے ثبوت اور حفاظت میں ظاہر کی تھی +

جب مقررہ دن آیا تو تمام سردار پادری صاحبان ایک بڑے فراخ
محل میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب آچکے۔ تو خود قسطنطین
بھی آیا۔ اور اُس عالی شان گروہ کی شان میں ادب و آداب بجا لا کر

بیٹھ گیا۔ اِس کے بعد آئیروس کو کونسل کے سامنے بلایا گیا۔ چنانچہ وہ بڑی
دلیری کے ساتھ اندر آیا۔ اور اپنی غلط تعلیم کو ایسی بے دھڑکی سے بیان
کیا۔ کہ حاضرین مجلس اُن کفرانہ کلموں کو سُنکر تھرا اُٹھے۔ اور ایسے آزردہ
خاطر ہوگئے۔ کہ انہوں نے جھٹ پٹ اپنے کانوں کو بند کرلیا۔ جب آئیروس
اپنے بیان سے فارغ ہوچکا۔ تو کلام اللہ اور پاک روایتوں سے اُس کے
سامنے ثبوت پیش کئے گئے۔ چونکہ اَبُ اللہ اور ابنُ اللہ کی ایک ہی پاک
ذات وصفات ہے۔ اور ایک ہی برابر ہیں۔ اِس لئے یسوع مسیح سچا
خدا ہے۔ اور دونو کی ذات وصفات میں کچھ فرق نہیں ہے۔ یہ مسئلہ ([illegible]
کان سب سٹنش) یعنے ہم ذات وہم صفات کے نام سے نامزد ہے۔ اور
دینداروں اور مومنوں کا ایک ظاہری اور صحیح صحیح نشان ہے۔ اِس
کے بعد ۳۲۵ سنہ ء میں باقاعدہ اور سنجیدہ طور پر ایک ایسا عقائد نامہ
طیار کیا گیا۔ جو برابر آجتک عقائد نیقیین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
جب یہ سب کچھ ہوچکا۔ تو بشپ لوگوں نے آئیروس پر خارجیت کا
فتویٰ عائد کیا۔ کیونکہ اُس نامور اور لائق ادب کونسل نے ایسا ہی
فیصلہ دیا تھا۔ اور قانونِ ملکی کے رو سے اُس کو بمعہ اُس کے ہمراہیوں
کے جلاوطنی کا حکم ہوگیا +

(س ۳۹) کیا آئیروس اور اُسکے ہمراہیوں نے یعنے اُس کے پیروؤں
نے اُس فیصلہ کو قبول کرلیا؟ جس کے رو سے اُنکی غلط تعلیم رد ہوچکی تھی؟

اور آپ حتی الامکان یہی کوشش کرتا رہا۔ کہ کسیطرح سے کیتھلک حاضرین
مجلس کو اِس بات پر راضی کرلوں۔ کہ وہ اِس نئے اور کفرانہ مسئلہ کو تسلیم
کرلیں۔ مگر وہ لوگ (یعنے کیتھلک بشپ) اِس غلطی اور بدعت کی برابر مخا
کرتے رہے۔ اور اُس کے بانی پر خارجیت کا فتویٰ عاید کرتے رہے۔ اور نیقیس
کے فیصلوں کی پیروی میں برابر ثابت قدم رہے۔ جب قسطنطیطس نے اُن کو
کسیطرح سے قابو میں آتے نہ دیکھا۔ تو سخت غصہ ہوگیا۔ اور بڑے
جوش میں آکر ایک معتبر اہل کار کو اُن کے پاس بھیجا۔ اِس شاہی افسر نے
چند ایک سرداریا دریوں سے اُس عقائد نامہ پر جبراً دستخط کرائے۔ کہ جس میں (
لفظ (کان سب ستو) چھٹا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ عقائد نامہ بدعتی نہ تھا۔ کیونکہ
اُس سے صاف صاف اور صحیح صحیح یہ معلوم ہوجاتا تھا۔ کہ اب اللہ و
ابن اللہ ایک ہی ذات پاک ہے۔ مگر پھر بھی ایسا مشرح (جسکی تشریح ہوئی ہو)
نہ تھا۔ کہ جیسا لفظ (کان سب سٹنش) کے ہونے سے پاک کلیسیا کا عقائد نامہ
کافی طور پر واضح ہوجاتا ہے۔ یہ واقعہ ۳۵۹ء میں ظہور میں آیا۔ اور اِس
سے آیروس فرقہ کے لوگوں نے یہ خیال کرلیا۔ کہ گویا ابتک تو اُن کی بدعتی تعلیم
منظور خلق ہوگئی تھی۔ اور مارے خوشی کے آپے سے باہر ہو ہو جاتے تھے۔ مگر
اُن بشپ صاحبان نے کہ جنہوں نے اِس عقائد نامہ پر دستخط کئے تھے جب
اِس فریب اور چالاکی سے آگاہی پائی۔ تو انہوں نے فوراً سب کے روبرو
سرعام اپنی انحراف رائے ظاہر کی۔ اور نیقیس کے عقائد نامہ کو اپنا اصلی سچا

اور لازوال عقیدۂ ایمان بیان کیا - اور ساتھ ہی سبھی دنیا کے سارے سرفراز
پادریوں نے ہمو خداوند مسیح کے قائم مقام عالیجناب لائبیریوس صاحب کے
اہل بدعت کو ان کے اس کمینہ پن اور دھوکہ پر شرم دلائی - آخر نتیجہ یہ ہوا

کہ نہ تو فریب اور چالاکی اور نہ زور اور زبردستی ہی پاک اور سچی کلیسیا کی پاکیزگی کو داغ لگا سکتی -

بلکہ برعکس اس کے اہل دنیا کو یہ معلوم ہو گیا - کہ سچ آخر میں ہمیشہ جھوٹ
اور دغا پر ظفرمند اور غالب رہا کرتا ہے - چنانچہ اسی واقعہ سے یہ بھی ثابت
ہو گیا ہے - کہ اگرچہ شہنشاہ بھی دل و جان سے یہی چاہتا تھا - کہ چاہے کچھ ہی ہو
آئیروس کا فرقہ اور اس کی تعلیم زبردست رہیں - اور انھوں نے بھی جو کچھ کہ اس
انجام کو حاصل کرنے کے لئے کیا - خوب روشن ہے - مگر کہاں وہ مالک کل
جہاں ! جو بادشاہوں کا بادشاہ اور سب پر غالب ہے - مگر مغلوب
کسی کا نہیں ہے - وہی مالک و خالق اور وہی بانی ہے - اور کہاں یہ دنیاوی
اور فانی بندے - جو چندروزہ حکومت کے ترنگ میں آکر بڑے بڑے دعوے
باندھ لیا کرتے ہیں لہٰذا اور آخر میں سرنگوں گرا کرتے ہیں +

(س ۰ لم) - آئیروس کا انجام کیا ہوا ؟

(ج) - شہنشاہ قسطنطس نے شہر قسطنطنیہ کے پادری کے نام یہ حکم بھیجا
کہ آئیروس کو شریک کلیسیا کر لیا جاوے - جب اس کے معتقدوں کو اس
امر سے اطلاع ہوئی - تو وہ بڑی خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ اپنے

رہبر دین کو گرجہ کی طرف لے چلے۔ مگر قدرت خدا دیکھو۔ کہ جوں ہی وہ [illegible]
گرجہ کے نزدیک پہنچا۔ تو اُس کا چہرہ ایسا زرد ہو گیا۔ کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں
اور ساتھ ہی وہ کچھ ایسا سا ڈر گیا۔ کہ جھٹ پیچھے لوٹ پڑا۔ مگر جب وہ
دیر تک واپس نہ آیا۔ تو اُس کے دوست اور شاگرد اُس کی تلاش میں
پیچھے دوڑے۔ تھوڑی دور پر جا کر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے خون میں لتھڑا
ہوا اور بے جان پڑا ہے۔ اور اُس کی انتڑیاں پھوٹ کر پیٹ سے باہر نکل
آئی ہیں +

(س ۱۱م)۔ کیا کوئی ایسا بھی شہنشاہ اُن دنوں میں تخت روما پر حکمران
ہوا۔ کہ جو سچے دین سے مرتد ہو کر بت پرستی کو دوبارہ قائم کرنا چاہتا تھا۔؟

(ج)۔ ہاں وہ قسطنطین کا جانشین جولین نامی ایک شہنشاہ گذرا ہے۔ یہ
شخص دین مسیح سے مرتد ہو گیا تھا۔ اور اِس بات کے درپے ہوا۔ کہ اِس دین
کا نام و نشان بھی دنیا سے مٹا دے۔ سب سے پہلے جیسا کہ سب پر ظاہر
ہے۔ اُس نے ابن اللہ کی پیشین گوئیوں کو جھوٹا اور بے بنیاد کرنے کے خیال
سے یہ ارادہ کیا۔ کہ شہر یروشلم کو از سر نو تعمیر کرا دے۔ مگر وہ حیرت انگیز
واقعہ جس نے اُس کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ ایسا سچا اور
صحیح ہے۔ کہ جب تک دنیا قائم رہیگی۔ وہ بھی برابر برقرار رہیگا۔ مؤرخوں نے
لکھا ہے۔ کہ ۳۶۳ء میں جس وقت شہر یروشلم کی پرانی عمارت خاصہ
بنیادی پتھروں تک کھُد کر طیار ہو چکی۔ اور جب عمارت کے تعمیر کے پاک

فرمودہ اور پیشین گوئی کے عین مطابق پتھر پر پتھر بھی نہ رہا۔ تو جولین نے حکم دیا
کہ نئی عمارت کی بنیاد ٹھیک قدیم بنیاد پر رکھی جاوے۔ مگر ابھی یہ بنیاد رکھنے
بھی نہ پائی تھی۔ کہ زمین سے اچانک ہی بالکل ایسے عجیب وغریب شعلے نکلنے
شروع ہو گئے۔ کہ انہوں نے۔ پتھر۔ معمار۔ راج۔ مزدور۔ یہاں تک کہ لوہے کے
اوزاروں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

جولین مرتد اس حادثہ سے سخت گھبرا گیا۔ مگر اس کی ضد اور
ہٹ دھری میں کچھ تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ بلکہ اب پہلے سے بھی زیادہ تندی
اور جوش وخروش کے ساتھ اپنی تجویزوں کے پورا کرنے میں مصروف ہوا۔
اور ایسی ایسی چالاکیاں اور منصوبے باندھنے شروع کر دیئے۔ کہ جن سے
کلیسیا لوگوں اور غیر قوموں کے درمیان فساد پیدا ہو گئے۔ خادم دین
لوگ اپنی جائداد اور حقوق سے محروم کر دیئے گئے۔ اور اس حق تلفی اور
ظلم کا عذر یہ ٹھیرایا۔ کہ وہ ان کو رسولوں کی طریق زندگی اور غریبی کا
پابند بنانا چاہتا ہے۔ بت خانوں کی مرمتوں کے لئے مسیحیوں پر بھاری بھاری
چندے لگائے گئے۔ اور جور وجفا کے ساتھ وصول کئے گئے۔ اہل عیسوی
کے لئے ہر طرح کی سرکاری ملازمت کی ممانعت ہو گئی۔ یہاں تک کہ
انہیں چاہے کتنا ہی ظلم اور بے انصافی بھی ہو۔ مگر ان مظلوموں کو یہ اختیار
نہ تھا۔ کہ جا کر کسی عدالت میں انصاف کے خواہاں ہوں۔ اور بالفرض
اگر کوئی شخص بھولے سے ایسا کر بھی بیٹھتا۔ تو اس کو شہنشاہ کے حضور سے

طنزاً یہ جواب ملا کرتا - (تمہارا مذہب تمہیں قانونی مقدموں اور جھگڑوں کی اجازت
نہیں دیتا ہے) - الغرض کہ یہ منادی عام ہوگئی - کہ مسیحوں کو ہر طرح کے علم و
ہنر سے محروم رکھا جاوے - تاکہ وہ اپنی عمر جہالت میں بسر کریں - اور
اندھا دھند اعتقاد رکھیں +

اس میں تو کچھ کلام نہیں - کہ اگر خداوند بزرگ اور کریم اس مرتد
لعین کو جلدی اجل کا شکار نہ بنا دیتا - تو اس قسم کی ایذا رسانی نیرو
اور ڈایوکلیشین کی ایذا رسانیوں سے کہیں بڑھ کر کلیسیا کے حق میں
مہلک اور مضر ثابت ہوتی - مگر شیر اجل نے ایسا جھپٹا مارا کہ جولین
کی ساری تجویزیں ویسی کی ویسی دھری رہ گئیں +

(سن ۳۵۰ ع) - خدا بزرگ اور رحیم نے اپنی کلیسیا کے نور کو دوبالا و سہ بالا
کرنے کے لئے اور اس کو برقرار رکھنے کے واسطے جو جو عالم و فاضل چوتھی
صدی عیسوی میں پیدا کئے - ان کے نام اور ان کی خدمات کا حال بیان کروں!

(الف) - مقدس اتھیناسیوس جس کا اوپر بھی ذکر ہو چکا ہے - ان سب
میں پہلا تھا - یہ ولی اللہ کیتھلک عقیدہ کا نہایت ہی وفادار مددگار
اور معتقد تھا - اس لئے اس کی ساری قابلیتیں اور شجاعتیں آریوس
اور اس کے پیرووں کے سینوں میں کانٹے کی طرح اٹک رہی تھیں -
وہ ان کے مسئلہ کی ترقی کو روکے ہوئے تھا - اس سے دوسرے درجہ پر
مقدس مارتینوس تھا - جو شہر تورز (واقع ملک فرانس) کا بشپ تھا - یہ

وہی مردِ خدا ہے۔ کہ جس کے معجزوں اور کراماتوں اور خاص کر وعظ و تعلیم سے ملک
فرانس میں بُت پرستی کا چراغ گل ہو گیا تھا۔ اِس مقدّس کے بعد مقدّس
جان کریساسٹم کا دَور دَورا ہوا۔ یہ بزرگ شہر قسطنطنیہ کا سردار پادری
تھا۔ اور ایسا بے دھڑک اور سچا مسیحی تھا۔ کہ اُس کی اُسی فصاحت
اور رسولی گرمی کا دُور دُور شہرہ ہو گیا۔ کہ جس کے ساتھ وہ لوگوں میں
اِس بات کی اِصلاح پھیلانے کی کوشش کرتا تھا۔ کہ وہ ہر طرح کی بدیوں
اور عیبوں سے جہاں تک ہو سکے بچے رہیں۔ اِن ہی ایّام میں ایک اور مردِ
خدا اور متقی و پرہیزگار ولی اللہ بھی تھا۔ جو بعد میں مقدّس امبروس
کے نام سے نامزد ہوا۔ یہ نیک نہاد شخص شہر میلان (واقع ملک اطالیہ)
کا بشپ تھا۔ اِس کا ہم عصر ایک اور بھی تھا۔ جو ویسا ہی زاہد اور
وفادار خادمِ دین تھا۔ یہ بندۂ خدا مقدّس ہیلاریوس نامی شہر پوٹیرز
(واقع ملک فرانس) کا بشپ تھا۔ یہ دو نو کلیسیا کے وفادار جاں نثار
نیک بچوں کی طرح آئیروس کی بدعت کے حامیوں اور مددگاروں کے
مقابلہ پر اپنے مرتے دم تک اڑتے رہے۔ اور مغربی ملکوں کو اِس بدعت
کے سایہ سے بچائے رکھا۔ جب مغرب کے علاقوں میں یہ لوگ اپنے
دین کی حفاظت پر کمربستہ تھے۔ تو اُدھر شرقی ملکوں میں خدا نے ایک
ایسا عالم اور نیک سیرت و خصلت اپنی کلیسیا کا خدمتگذار پیدا کیا۔
کہ جس کی خوبیوں میں ہرگز کچھ شبہ نہیں۔ یہ خداپرست بندہ مقدّس باسل

جو حیادار، سمجھدار، اور نیک خصلت ہوتے۔ ہم ان کے ساتھ اکثر ملتے جلتے اور ہم کلام ہوا کرتے تھے۔ شہر کی گلی کوچوں میں بھی ہم اس قدر کم جایا کرتے تھے کہ ہمیں اُس کے صرف دو ہی کوچے معلوم تھے۔ یعنی ایک تو جو گرجے کو جاتا تھا اور دوسرا جو مکتب کو۔ اور باقی کے بازاروں اور گلیوں سے ہم بالکل ناواقف تھے اور بے خبر تھے۔ کیونکہ ان میں دنیاوی کھیل تماشوں ناچ رنگوں اور بڑے بڑے جلسوں وغیرہ کے سوا اور کچھ نہ تھا ✣

راوی۔ اَے پیارے نوجوانوں! کیا خداوند تعالےٰ کے یہ دو پیارے نوجوان تمہارے لئے ایک عمدہ سا نمونہ نہیں ہو سکتے ہیں؟ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ نیک اور پرہیزگار نوجوان! کہ جن کا خاص منشا یہ ہو۔ کہ ایک دوسرے کو اوائل عمر سے ہی اخلاق حمیدہ کی طرف متوجہ کریں۔ اور بچپن سے ہی اُن کے نرم نرم اور معصوم دلوں میں یہ بیج بوئیں کہ دنیاوی خوشیوں خودبینیوں خودنمائیوں اور اُس کی چندروزہ دل لگیوں پر محو ہو کر اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو جاویں ✣

(اسں الہلم)۔ اہل مقدونیہ کی بدعت اور مذہبی اختلاف کی بابت جو کچھ تمہیں معلوم ہو اُس کو بیان کرو!

(ج) آیروس کی بدعت سے ایک اور بدعتی شاخ پیدا ہو گئی تھی۔ جس نے روح القدس کی الوہیت میں شک ڈالنا چاہا۔ اِس بدعت کا بانی ایک شخص مقدونس نامی تھا۔ جو زبردستی ہی قسطنطینیہ کا بشپ بن بیٹھا تھا

ابھی مشکل سے ہی پہلی بدعت کا خاتمہ ہونے پایا تھا۔ کہ یہ کفرانہ تعلیم پیدا
ہوگئی۔ اور بہت سے لوگوں کو اپنے جال میں لے آئی۔ کیونکہ اُس کا بانی یعنے
مقدونس خود بھی اور اُس کے پیرو بھی (جیسا کہ ریاکاروں کا قاعدہ ہے) ظاہر میں
بہت ہی سنجیدہ صورت اور ریاضتانہ طریق رکھتے تھے۔ مگر شہنشاہ تھیوڈیوسس
نے (جو جیسا کہ دلیری اور شجاعت میں نامور تھا۔ ویسا ہی خداپرستی اور راستی
میں شہرۂ آفاق تھا) ایسا انتظام کیا۔ کہ جس کے ذریعہ سے یہ غلطی جھٹ
پٹ ہی رفع دفع ہوگئی۔ چنانچہ اُس نے اوّل تو یہ قانون جاری کیا۔ کہ جو
شخص کیتھلک مذہب کا یقینی اور پکا پیرو کہلانے کا حقدار رہنا چاہتا
ہے۔ اُس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ ضرور بر ضرور اُس کلیسیا کا ہم شراکت
ہو۔ کہ جس کا سردار روما میں رہتا ہے۔ اور خداوند مسیح کے جانشین مقدس
پطرس کا جانشین ہے۔ جب یہ حکم جاری کرچکا۔ تو اُس نے اِن جھوٹے
معلموں اور جھوٹے اُستادوں کو اُن کی غلطی سے واقف کردینے کی
خاطر ایک مذہبی کونسل منعقد کرائی۔ جس میں مشرقی ملکوں کے سارے
بشپ شہر قسطنطنیہ میں بلائے گئے۔ اور جب یہ سب جمع ہوگئے۔ تو
بڑی شان و شوکت اور سچی کرّوفر کے ساتھ جلسہ کا کام شروع ہوا۔
پھر جہاں تک دلیل اور عقل کام کرسکیں۔ اہل مقدونیہ کے سامنے اُن کی غلط
فہمی کے ثبوت پیش کئے گئے۔ مگر وہ ایسے ہٹ دھری اور ضدّی تھے۔ کہ
انہوں نے ایک بھی نہ مانی۔ اور بھری محفل سے اُٹھ کر چل دیئے۔ جوں ہی کہ

اُن سے یہ کارروائی ظہور میں آئی - تو وہی اُنہیں بدعتی گردانا گیا - واضح ہے بعد نیس کے عقائدنامہ کو تصدیق کیا گیا - اور جو پاک کلمے اُسی روح پاک کی مدد سے اُس کی (روح القدس کی) شان میں موزوں (واجب) نظر آئے ایزاد (بڑھائے گئے) کردیئے گئے - شہنشاہ تھیوڈیس نے اِس فیصلہ کو اُسی طرح قبول کیا - جیسا کہ اُسے منظور کرنا چاہیے تھا - کیونکہ خداوند کریم نے اپنی پاک روح کے وسیلہ سے اپنے اِن خادموں اور بندوں کے منہ سے اُس کا اظہار کیا تھا - مخفی نہ رہے - کہ اگرچہ اِس مجلس میں صرف مشرق کے بشپ ہی آکر شریک ہوئے تھے - مگر اِس پنچایت یا مجلس کی ساری کارروائی رسولی تخت کے سردار کی اجازت سے کی گئی تھی - اور جو کچھ کہ اُس کا نتیجہ اور فیصلہ ہوا تھا - وہ بھی اُس زمانہ کے سر کلیسیا اور خداوند مسیح کے قایم مقام نے بمعہ مغربی بشپ لوگوں کے بڑی خوشی سے منظور فرمایا - اور کونسل مذکور کو جو ۳۸۱ء میں منعقد ہوئی - کلیسیا کی مشہور و معروف اور نامی پنچایتوں میں شمار کیا +

(س ۵۵) - چوتھی صدی کے اندر کس مذہبی اختلاف نے افریقہ میں کلیسیا کے پیروؤں کے ایمان اور اعتقاد میں فتور ڈال دیا تھا ؟

(ج) - افریقہ میں کلیسیا کی ساری تباہی بے امنی اور بربادی کا باعث ڈوناٹسٹ فرقہ کی بدعت تھی - پہلے پہل تو اِس فرقہ کے پیروؤں نے یہ بہانہ بنایا - کہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے - کہ آیا سیسیلین شہر کارتھیج

کے بشپ کی تقدیس قانونِ کلیسیا کے مطابق ہوئی تھی یا نہیں۔ مگر بعد
میں چند ایک بشپ لوگوں نے ڈوناطوس نامی ایک شخص کو اپنا رہبر مقرر کیا۔
اور یہ مشہور کر دیا۔ کہ کارتھیج کے بشپ کی تقدیس خلافِ قانون ہوئی تھی۔
جس وقت یہ بات رسولی تخت کے سردار کے کانوں تک پہنچی۔ تو انہوں نے
بعد تفتیش (دریافت) کے سیسیلین کے حق میں فیصلہ دیا۔ مگر ڈوناطوس
اور اس کے ساتھی اِس فیصلہ پر راضی نہ ہوئے۔ بلکہ اُن کی ہٹ دھری
اور سینہ زوری کی آگ اور بھی بھڑک اُٹھی۔ بیانتک کہ وہ جبراً گرجوں پر قبضہ
کر بیٹھے۔ اور سخت سزائیں کرنی شروع کر دیں۔ الطاروں کو تباہ کر دیا۔ پاک
برتنوں کو توڑ کر چورا چورا کر دیا۔ اور نہ صرف یہی۔ بلکہ وہ اِس قدر بد اعتقاد اور
بدکردار ہو گئے۔ کہ کئی ایک لوگوں کو پکڑ کر زبردستی دوبارہ بپتسما دینے لگ گئے
اور جنہوں نے اِس امر سے انکار کیا۔ وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے
مقدس اگستینس شہر ہیپو کے بشپ نے خداوند مسیح کے قایم مقام کی اجازت
سے اِس کام کا ذمہ لیا۔ کہ اُن گم گشتہ بدعتیوں کو پاک کلیسیا کے گلہ میں
لاوے۔ چنانچہ اِس عالم و فاضل خادمِ مسیح کے وعظوں اور نصیحتوں سے
بہت سارے تو اپنے قصوروں اور غلطیوں پر تائب ہو کر اپنے آسمانی
باپ کے گلہ میں واپس آگئے۔ اور جو باقی رہ گئے تھے۔ وہ ایسے ناشکرے اور
سرکش ہو گئے۔ کہ وہ اِس خدا پرست واعظ کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے
مگر اُن کی مرادیں بر نہ آئیں۔ کیونکہ خداوند جل شانہ کو یہ منظور نہ تھا۔

کہ اُس کے اِس پیارے بندہ سے اَیسی اَیسی بہت سی خدمتیں ظہور میں آویں - کہ جن کے باعث وہ کلیسیا کا ایک اعلےٰ رُکن ٹھہرے +

کیتھلک بشپ صاحبان نے جب دیکھا - کہ یہ لوگ یعنے ڈوناٹسٹ اپنی ضِد اور غرور کے مارے روز بروز زیادہ ہی زیادہ راہِ راست سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں - تو اِس پر متفق الرّائے ہو گئے - کہ ایک عام پنچایت یعنے مذہبی جلسہ کیا جاوے - چنانچہ یہ تجویز ایسی عمدہ اور معقول تھی کہ شاہنشاہ تھیوڈوسیس ثانی (جو اِس وقت اپنے باپ کی جگہ فرماں روا تھا) نے منظور کر لیا - اور بڑی خوشی اور شوق سے ہر دو کیتھلک اور ڈوناٹسٹ بشپوں کے نام اِس مضمون کے حکم بھیجے - کہ وہ فلاں فلاں روز کارتھیج میں آکر اِس پنچایت میں شریک ہوں - چنانچہ جب سارے سردار پادری صاحبان آ گئے - تو دونوں طرفوں سے سات سات بشپ اِس ارادہ سے منتخب کئے گئے - کہ وہ اِن ہی متنازعہ اُمور پر دلیل اور مباحثہ کریں - اِس مباحثہ کے شروع ہونے سے پہلے تمام کیتھلک بشپوں نے خود انکاری مدِ نظر رکھ کے یہ وعدہ کیا - کہ اگر ہمارے ڈوناٹسٹ بشپ بھائی اپنی غلطی کے قائل ہو کر اور مذہبی اختلافوں اور جدائیوں سے دست بردار ہو کر پاک کاتھولیک کلیسیا کے وفادار بچوں کی مانند اپنی ماں کے قدموں پر آن لگینگے تو ہم لوگ اپنی خوشی اور رضا سے اپنے اپنے علاقے اُن کے حوالہ کر دینگے - اور اپنے تئیں رسولی تخت

سرداراور خداوند مسیح کے قایم مقام کی خدمت میں کسی اور خدمت
کے لئے پیش کرینگے +

اِس وقت ۴۱۱ء تھا - اور اُن سات بشپوں میں - کہ جنکو
کیتھلک مسیحوں نے اپنی طرف سے منتخب کیا تھا - مقدس اگستین
بھی شامل تھا - جب جلسہ شروع ہوا - تو ہر ایک کارروائی بڑی باقاعدہ
اور باترتیب ہوتی رہی - اِس عالم بے نظیر و فاضل بے مثل نے ایسے
ایسے حوالے دلیلیں اور ثبوت دیئے - کہ جن سے یہ قطعاً ثابت ہوگیا
کہ اُس کے حریفوں کے لئے کسی صورت میں بھی سچی کلیسیا کی
متابعت سے باہر رہنا مناسب نہ تھا - بلکہ اُن کے حق میں یہ
بات نہایت ہی بہتر تھی - کہ راہِ نجات کو قبول کرکے وہ کلیسیا کی
وحدت ارادی (اعتقاد اور تعلیم ایک) کے پابند رہیں - جب بدعتی
بشپوں نے مقدس اگستین کی اِس قدر لاجواب دلیلیں اور ثبوت
سُنے - تو اُن کے تو دم خشک ہوگئے - اور کچھ جواب نہ بن آیا - مگر
اُن کے پیروؤں نے جب اِسقدر بے تعداد ثبوت اُن کی غلط تعلیم اور
غلط عقیدہ کے خلاف پائے - تو اُن کی آنکھیں کھُل گئیں - اور
گروہوں کے گروہ رفتہ رفتہ پاک اور سچی کلیسیا کے گلہ میں شامل
ہونے شروع ہوگئے +

(س ۲۶۱) - پیلاجیین کی بدعت کی بابت تمہیں کیا کچھ معلوم ہے ؟

(ج)- ابھی ڈوناطوس کا فساد ختم نہ ہونے پایا تھا- کہ ایک اور نئے دشمن نے کلیسیا پر حملے کرنے شروع کر دیئے- اُن کا سردار ایک شخص پلاجوس نامی تھا- جو نہایت باتونی مکار اور پرلے درجہ کا ریاکار تھا- یہ شخص ایسا چالاک تھا- کہ وہ جھٹ پٹ اپنی زبان اور طرز کلام کو پلٹ لیتا تھا- مگر اُس کے دلی خیالات اور ارادے ذرا بھی تبدیل نہ ہوتے تھے- یعنی کہ وہ ویسے کے ویسے ہی رہتے تھے- وہ انسان کے موروثی گناہ (یعنے جو حضرت آدم اور حضرت حوا کی حکم عدولی کے باعث انسان کی سرشت اور اصل میں چلا آتا ہے) کا منکر تھا- اور اِس بات سے منکر تھا کہ خداوند یسوع مسیح کے فضل کی کچھ ضرورت نہیں- اور یہ عذر پیش کرتا تھا کہ اگر انسان کو بغیر کسی فضل کے اپنے ہی بھروسہ پر چھوڑ دیا جاوے تو تب بھی وہ خدا کے کلام اور اُس کے حکموں کو بلا روک ٹوک بخوبی پورا کر سکیگا +

اِس نرالے ڈھنگ کی بے دینی کو مقدس اگستین نے شہر کارتھیج میں ایک پنچائیت کے سامنے بڑی بڑی زور آور دلیلوں سے بے بنیاد ثابت کر کے دکھا دیا- اور اِس طرح سے پلاجوس اور اُس کے ہمراہیوں کی بدعت قابل خارجیت تصور ہوئی +

اِس کونسل میں جو بشپ لوگ موجود تھے- اُنہوں نے اِس فیصلہ خداوند مسیح کے جانشین عالیجناب انوسنٹ صاحب کی خدمت

میں روانہ کیا۔ انہوں نے اس فیصلہ کو منظور فرما کر ۴۱۸ء میں پیلیجئیو
پیلاجیئت کا فتویٰ عاید کیا۔ چونکہ رسولی تخت کے سردار کے حکم
جاری ہو چکے تھے۔ اس لئے مقدس اگستین نے سب بحث و مبا حثہ
بند کر دیا۔ اور یہ کہنے لگا۔ کہ چونکہ رسولی تخت کے سردار نے اپنے مشیرو
ں کے فیصلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اس لئے اب تو سب جھگڑے طے ہو چکے
ہیں۔ خدا کرے کہ اس غلطی کا بھی انجام ہو جاوے۔ مگر اس نیک نہاد
ولی اللہ کی یہ امید پوری نہ ہوئی۔ کیونکہ رہبر اور پیرو دونو
نے ہرگز یہ سبق نہ پڑھا تھا۔ کہ اگر دلیل اور مباحثہ میں برابر نہ
آ سکیں۔ تو اپنی غلطی اور لاعلمی کو تسلیم کر کے آئندہ کے لئے
اطاعت منظور کر لیں۔ بلکہ برعکس اس کے یہ ایسے ایسے ہاتھ مارنے
جانتے تھے۔ کہ جن کے وسیلہ سے وہ اس خارجیت کی بدنامی کو
اپنے سر سے ٹال دیویں +

چنانچہ اب انہوں نے اس طرح سے بندوبست کرنا شروع
کیا۔ کہ اول تو انہوں نے بیچائیت سے ایک اپیل کی۔ مگر مقدس اگستین
نے صاف کہہ دیا۔ کہ یہ اپیل محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہے۔
کیونکہ جب کلیسیا کے سارے بشپ از سر نو کونسل منعقد کرینگے
تو سب یکدل و یک جان یہی فیصلہ دینگے۔ جو افریقہ میں اس کلیسیا
کے بشپوں نے دیا ہے۔ اور خداوند مسیح کے قائم مقام نے منظور فرمایا ہے

اِس لئے اَب دوبارہ اِس بدعت کے ملاحظہ اور چھان بین کرنے کی ضرورت
نہیں۔ بلکہ اَب تو یہی مناسب ہے۔ کہ اُس کو دور کرنے اور مٹا دینے کی
کوشش کرنی چاہئے +

(س ۷۱) - کیا کلیسیا کو پلاجوس کی بدعت کو اکھیڑ پھینکنے کے
بعد اور نئے نئے حملوں کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا تھا ؟

(ج) - بےشک کلیسیا کو نئے نئے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ غلط
فہمی اور جھوٹ کا زور لگاتار یکے بعد دیگرے خدا کی کلیسیا کے خلاف
نئے نئے دشمن پیدا کرتا رہا تھا۔ چنانچہ اِن دنوں میں ایک شخص مانیس نے
وحدت الٰہی کی شان میں گستاخی ظاہر کی۔ آیرُوس تو خداوند یسوع مسیح
کی الوہیت پر حملہ آور ہوا۔ مقدونس روح القدس کی الوہیت سے منکر
بنا تھا۔ پلاجوس اور یہی من گھڑت تعلیم دینی چاہتا تھا۔ یعنے کہ ہمیں
اپنے نجات دہندہ سے فضل عطا ہونے کی کچھ ضرورت ہی نہیں۔ جب
یہ سارے گذر چکے۔ تو اُسی شیطانی جوش نے نسطوریوس اور یوٹیکس
کو اپنے قابو میں لا کر چاہا تھا۔ کہ اُن کے منہ سے لوگوں میں بداعتقادی
اور بےدینی کی تعلیم پھیلاوے۔ اور تجسم الٰہی کے پاک راز میں اور
مبارک کنواری کے مادرِ الٰہی کے پاک اِعتقاد کے بارہ میں لوگوں کے
ایمان اور دل میں رخنہ ڈالے۔ مگر لاحاصل !!! سچ ہے آسمان
پر تھوکنے سے اُلٹا اپنے ہی منہ پر پڑتا ہے +

(س ۸۱م) - نسطوریوس کی بدعت کا کچھ حال بیان کرو !
(ج) - تو دہمارے خداوند یسوع مسیح کے زمانہ اور وقت سے لیکر برابر
یہی تعلیم رہی ہے۔ کہ ابن اللہ میں ہر دو ذات و صفات موجود ہیں۔ یعنے کہ
وہ سچا خدا بھی ہے۔ اور سچا انسان بھی ہے۔ اور وہ پاک ذاتیں اُسی
میں برابر اُس وقت سے موجود تھیں۔ کہ جس وقت سے وہ اُس
مبارک کنواری یعنے حضرت مریم مقدسہ کے شکم میں بنی آدم کی نجات
کی خاطر آیا۔ مگر نسطوریوس یعنے قسطنطینیہ کے بشپ نے۔ خدا معلوم۔ بیٹھے
بیٹھے یہ کیسا من گھڑت مسئلہ نکال مارا۔ کہ چونکہ یسوع مسیح میں دو الگ
الگ ذاتیں ہیں۔ اِس لئے مبارک کنواری کو خدا کی ماں کہنے کے بجائے
مسیح کی ماں کہنا زیادہ بجا ہوگا۔ اِس بے ادبی اور کفر سے دینداروں اور
مومنوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا۔ یہانتک کہ جب نسطوریوس نے پہلے
پہل جس گرجہ میں یہ وعظ کرنا شروع کیا تھا۔ وہاں سے لوگوں کے ٹولے
کے ٹولے اُٹھکر باہر چلے آئے۔ مقدس سرل اُن دنوں میں شہر اسکندریہ کا
بشپ تھا۔ اُس نے اِس بدعت اور غلط مسئلہ کو خوب زور شور کے ساتھ
رد کیا۔ اور خداوند کے جانشین عالیجناب مقدس کلسطین صاحب
کی خدمت میں اِس امر کی اطلاع کی۔ اِس رسولی تخت کے سردار
نے نہایت غور اور دریافت کے بعد نسطوریوس کی بدعت کو رد کیا
اور ساتھ ہی اسے یہ بھی سمجھا دیا۔ کہ اگر تم اپنی اِس گستاخی پر خدا کی

جناب میں تائب ہو کر اپنی غلطی کو پھیلانے سے باز نہ آجاؤ گے۔ تو
تمہیں کلیسیا سے خارج کر دیا جاویگا +
جب نسطوریوس اِس فیصلہ سے آگاہ ہوا۔ تو بجائے اُس کے منظور
کرنے کے وہ اپنی بدعت کو اور بھی زیادہ جوش کے ساتھ پھیلانے
لگ گیا۔ اِس لئے کیتھولک کلیسیا کے رکنوں اور صلاح کاروں
نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک اور پنچایت منعقد کی جاوے۔ چنانچہ
جب یہ تجویز قرار پا گئی۔ تو شہر افسس میں ایک مذہبی کونسل کی
گئی۔ اور اُس کا نام تیسری جنرل کونسل قرار پایا۔ اِس کونسل میں تقریباً
دو سو بشپ صاحبان موجود تھے۔ اور مقدس سیرل جو رسولی تخت
کے سردار کی طرف سے ایلچی ہو کر آیا تھا۔ اِس جلسہ کا میر مجلس قرار پایا
چنانچہ ۴۳۱ء میں نسطوریوس کی غلطی پر خارجیت کا
فتویٰ لگایا گیا۔ اور مبارک کنواری جنابہ مقدسہ حضرت مریم
مادرِ خدا قرار دی گئی۔ مرتد نسطوریوس کو معزول (موقوف) کر کے
مصر میں بھیج دیا گیا۔ اور وہاں اُن سارے کفروں کی پاداش
میں جو اُس نے مبارک ملکۂ آسمان کی شان میں بکے تھے۔
اُسے ایسے ایسے دُکھ اُٹھانے اور خوفناک بیماریوں میں گرفتار
ہونا پڑا۔ کہ جن کے باعث اُس کی زبان میں کیڑے پڑ گئے۔ جو اُسے
کُتر کُتر کر کھا گئے۔ اور اُس کی بدموت کا اوزار بنے +

جگہ پر بشپ لوگوں کی ایک اور پنچایت منعقد ہوئی - جو چوتھی جنرل کونسل کے نام سے مشہور ہے - اِس جگہ پر کوئی تین سو ساٹھ (۳۶۰) سے زیادہ بشپ جمع ہوئے تھے - اور چونکہ عالیجناب مقدس **لیو صاحب** خود تشریف آور نہ ہو سکے تھے - اِس لئے اُنہوں نے اپنی طرف سے تین (۳) قاصد روانہ کئے - اور علاوہ اِس کے ایک خط بھی لکھا - کہ جس میں یوٹیکس کی بدعت کو رد کیا ہوا تھا - جب اِس نامہ کا مضمون اہلِ مجلس کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا - تو تمام بشپ یکبارگی بول اُٹھے (ہم سب اِس بارہ میں متفق ہیں - اور ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے - چنانچہ یہ خود مقدس پطرس رسول ہی ہے جو لیو کی زبانی یہ تعلیم دے رہا ہے) - چھٹے روز خود شہنشاہ بھی شریکِ جلسہ ہوا - اور دل میں یہ ارادہ رکھتا تھا - کہ قسطنطین اعظم کی مانند اپنے شاہی اختیار سے کلیسیا کی کونسل کے اِس فیصلہ کا عمل درآمد کرایا جاوے +

(س ۵۰) - اِس زمانہ کے اختتام پر خداوند جل شانہٗ نے کون سے خاص خاص مددگار اپنی کلیسیا کی مدد اور اپنے جلال کی ترقی کی خاطر پیدا کیئے - ؟

(ج) - یہ بندگان خدا یوں تو بے تعداد تھے - مگر نہایت مشہور اور قابلِ ذکر یہ ہیں - (۱) - مقدس **سیرل** متوطنِ شہرِ اسکندریہ - یہ وہی ولی اللہ ہے - جس نے نسطوریوس کی بدعت کو باطل اور

نیچا کر دکھایا تھا - (ب) مقدس **جیروم** - اِس نیک نہاد و حبیبِ
خدا کے علم اور لیاقت کا شہرہ سارے جہان میں ہو گیا تھا - انجیل
مقدس کو اِسی عالمِ بے بدل نے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا تھا - جو
ولگیٹ کے نام سے مشہور ہے - نہ صرف یہ ہی - بلکہ اُس نے اپنے
زمانہ کے سارے بدعتیوں کے غلط اور کفرانہ مسئلوں کو بے بنیاد
ثابت کر دیا تھا - (ج) - مقدس **اگسٹین** - یہ وہی مردِ خدا اور کلیسیا
کا خادم ہے - کہ جس جیسے بزرگ اور باکمال لیاقت میں بڑھ کر
دنیا میں کم پیدا ہوئے ہیں - وہ بشپوں کے لئے نمونہ - اور بدعتیوں
کے لئے **دہشت** - اور کلیسیا کا نہایت ہی روشن ہیرا تھا - (د)
یہ خود خداوند یسوع مسیح کا قائم مقام اور اُس کی کلیسیا کا سردار
عالیجناب مقدس **لیو صاحب** تھے - اِن کو خداوند نے ایک
ایسی نادیدنی طاقت عطا کی ہوئی تھی - کہ جو اگرچہ نادیدنی تھی
مگر تمام اِنسانی طاقت سے افضل تھی - اور اِس مقدس کی جو کرامات
ظالم اطیلہ یعنے شاہِ ہنگری کے ہاتھوں سے شہر روما اور اٹلی کو
بچانے میں ظہور میں آئی تھی - وہ اِسی پاک عطیہ (یعنے نادیدنی
طاقت) کی بدولت تھی +

(سن ۴۵۱) - مقدس لیو نے شہر روما اور ملکِ اِٹلی کو
اطیلہ یعنے شاہِ ہنگری کے ہاتھوں سے تباہ اور برباد ہوتے ہوئے

کیونکر بچایا تھا-؟

(ج)- یہ شخص اطیلہ اس قدر بے رحم اور پہلے درجہ کا ظالم تھا کہ لوگ
اُسے خدا کی بلا کہا کرتے تھے- جب مقدّس پطرس کے رسولی تخت
پر یہ مردِ خدا یعنے مقدّس لیو فرمانروا تھا- تو اطیلہ سات لاکھ
ایسے سپاہیوں کی فوج لیکر اٹلی پر چڑھ آیا- کہ جو جہالت وحشت
اور ظلم کے میدان میں اُس سے بھی بڑھ کر قدم مارتے تھے- یہ خبر سنکر
شہنشاہِ روما کے اوسان بھول گئے- چنانچہ اپنی سلطنت کے امیروں
وزیروں اور سپہ سالاروں کو بُلایا- اور رسولی تخت کے سردار
کی خدمت میں حاضر ہو کر اس امر میں مشورہ کیا- اُس مردِ خدا
خیرخواہِ خلقت نے یہ صلاح دی- کہ اطیلہ کے پاس ایک قاصد
روانہ کیا جاوے- جو سمجھا کر اُس آفت کو کسی طرح واپس ٹالے
مگر اس مہم کا بیڑا وہی اُٹھاتا- جو اپنی جان سے بے خطر اور بے پروا
ہوتا- اِس لئے خود مقدّس لیو نے یہ کام اپنے ذمّہ لیا- اور اُس ظالم
کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوگیا- جب اُس کے سامنے پہنچا- تو
ایسی دلیری اور راستگی کے ساتھ اُس سے ہم کلام ہوا- کہ اطیلہ
بے اختیار بول اُٹھا- کہ میری سمجھ میں نہیں آتا- کہ اِس عمر رسیدہ
پادری کے لفظوں نے کیونکر مجھے اِس قدر محو (یعنے عاشق یا فریفتہ)
کر لیا- اسکے بعد جو جو شرطیں شہنشاہ روما کی طرف سے تھیں

اُس کے سامنے پیش کی گئیں - اُس نے بڑی خوشی خوشی اُن سب
کو منظور کر لیا - اور اپنے لشکر کو لیکر اطالیہ سے واپس چلا گیا +
اِس واقعہ کے تیں سال بعد مقدس لیو نے ملک کو اُسی
قسم کے ایک ظالم جنسرک شاہ وینڈل کے پنجوں سے رہائی دی
جب یہ فتح مند ہوکر شہر میں داخل ہوا - تو مقدس لیو خود اُ سے
آگے لینے گیا - اور ایسی شیریں کلامی اور فصاحت (عمدہ کلام)
کے ساتھ اُس سے ہم کلام ہوا - کہ اُس وحشی کو سوائے اُس ولی
اللہ کی کلام اور گفتگو کی طرز پر فریفتہ ہو جانے کے اور کچھ چارہ
نہ رہا - اور اُس رسولی تخت کے سردار کی حسب منشا اُس نے یہ
بات منظور کرلی - کہ وہ شہر روما کو کوئی کسی قسم کا آسیب
بھی (مثلاً جلا دینا یا قتل عام کرانا) نہ پہنچائیگا - بلکہ وہ اہل شہر اور
مکانات دونو کی دل وجان سے حفاظت کریگا +

(س ۵۲) جب یہ ساری بدعتیں خداوند کی کلیسیا اور اُس کے
پیارے بندوں کو وقتاً فوقتاً تکلیفیں دیتی رہتی تھیں - تو وہ مالک الملک
خداوند تعالےٰ اُن کی (کلیسیا اور مومنوں کی) دلجوئی کے لئے جو جو سامان
مہیا کردیا کرتا تھا - اُن کا مختصر حال قلم بند کرو - !

(ج) - خداوند کریم و رحیم نے اپنے پیارے بندوں کو ایسی ایسی
روحانی خوشیاں بخشیں - جو اُن کی بڑی تسلی اور راحت کا باعث

ہوئیں۔ یعنے اُس نے اپنے پاک کلام کو اَیسے اَیسے معجزوں کرامات
اور عجیب عجیب طریقوں سے یورپ کے کئی ایک ملکوں میں
پھیلا دیا۔ کہ جو ایمانداروں کے لئے بڑی خوشی کا موجب تھا۔
مگر ان ملکوں میں سے خاص قابل ذکر تو فرانس اور انگلستان ہیں علاوہ
اِس کے مقدس بینڈکٹس جیسے بزرگوں نے بھی اِسی زمانہ کو زینت بخشی
اور ایک ایسی جماعت قائم کی۔ کہ جس کی اخلاقی پاکیزگی نفس کُشی
اور خلقت خدا کی خدمت ضرب المثل ہوگئی۔ اور کئی ایک
نیکیوں کے پھیل جانے کا وسیلہ بنی +
(س ۵۳)۔ ملک فرانس کے دین مسیحی اختیار کر لینے کا زیادہ
تر ذریعہ کیا تھا۔؟
(ج)۔ سلطنت فرانس کے دین الٰہی میں شریک ہو جانے
کا خاص ذریعہ یہ تھا۔ کہ اُس کا نیک نہاد شہنشاہ کلووس مسیح
کی پاک صلیب کا پیرو ہوگیا تھا۔ اور اُسکی تبدیلی اُس کے ملک
کی تبدیلی کے لئے معجزہ ہوگئی تھی۔ کلووس ابھی بت پرست ہی تھا
کہ اُس نے کلوٹلڈا سے شادی کی۔ یہ شاہزادی بڑی دیندار اور متقی و
پرہیزگار تھی۔ جب بادشاہ اور ملکہ اکیلے گھر میں ہوتے تھے۔ تو بادشاہ
بیگم اکثر اپنے خاوند سے بنی آدم کے نجات دہندہ کا ذکر کیا کرتی تھی۔ اگرچہ
ابھی نیکوکار اور خدا پرست بیوی کی باتوں کو بڑی غور سے سُنتا تھا

مگر اپنی تبدیلیٔ مذہب اور اعتقاد کو ہمیشہ ملتوی کر دیا کرتا تھا۔
آخر کار ان ہی دنوں میں اہل جرمن دریائے رائن سے عبور کر کے
ملک گال پر حملہ آور ہوئے۔ کلووس بھی ان کے مقابلہ کے لئے آگے
بڑھا۔ ٹالبائیک میدان پر جو شہر لیبزرگ کے نزدیک واقع ہے۔ دونو
لشکروں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ جرمنی والوں کی سپاہ ایسی جی توڑ کر
لڑی۔ کہ اہل گال کے دل گھٹنے شروع ہو گئے۔ اور کچھ کھلبلی سی
ان کے لشکر میں مچ گئی۔ کلووس نے جب یہ حالت دیکھی۔ تو اسے
جھٹ پٹ اپنی وفادار ملکہ کی نصیحت یاد آگئی۔ اور وہ بہ آواز
بلند پکار اٹھا۔ (اے خداوند خدا! تو۔ جس کو کلوٹلڈا سجدہ
بجا لاتی ہے۔ میری مدد کر۔ اور میں دل و جان سے یہ وعدہ کرتا ہوں
کہ اے آسمان اور زمین کے خداوند! اگر تو مجھے یہ فتح نصیب کریگا
تو میں تیرے سوا کسی اور معبود کو سجدہ نہ بجا لاؤنگا)۔ اسکی
یہ زاری بارگاہ عالی میں قبول ہو گئی۔ اور اسی لمحہ سے لڑائی کا رنگ
بدلنا شروع ہو گیا۔ یہانتک کہ آخر کو غنیم کی فوج بھاگ نکلی۔ اور
ان میں سے بہت سے بھاگتے ہوئے مارے گئے۔ اس میں ہرگز
کچھ کلام نہیں۔ کہ اہل گال کو یہ فتح بغیر آسمانی مدد کے حاصل نہ ہوئی
تھی۔ اور خاص وجہ یہی تھی۔ کہ انہوں نے اس خالق حقیقی اور سچے
معبود کو پہچانا۔ کہ جس کی پرستش ان کی دیندار اور انصاف پرست

حملہ کرتی تھی- فتح کے بعد کلووس بمعہ سارے لشکر کے ریمز کو گیا
اور وہاں پہنچکر مقدس ریمیجی اوس سے مسیح مذہب کی تعلیم اور
مسئلوں میں خوب مہارت حاصل کی- اور جب اِس پاک دین
کے مسائل سے بخوبی واقف ہوگیا- تو اُس نے ایک دن اپنی
ساری سپاہ کو اپنے سامنے بلایا- اور اُن سے یوں مخاطب ہوا
(اَے پیارے بہادرو! تم پر اچھیطرح روشن ہے- کہ ہماری
یہ عظیم الشان فتح کوئی ہماری تمہاری اپنی بہادری اور شجاعت
سے حاصل نہیں ہوئی ہے- بلکہ اُس خداوند خدا کی مدد سے جو
سچا رحیم اور خالق ومالک ہے- اِس لئے اَے میرے عزیزو! اُن
پتھر کے بتوں کی پرستش کو ترک کرو- کیونکہ وہ تو خود بے جان اور
بے طاقت ہیں- اور سچے معبود کی بندگی بجالانا سیکھو)- اِس
مردِ خدا کی گفتگو کو سُنکر ہر طرف سے (بجا ہے بجا ہے) کا نعرہ بلند
ہوا- اور تمام ایکبارگی بول اُٹھے- (ہم سب یکدل اور یک جان
ہوکر فانی معبودوں کی پرستش کو ترک کرتے ہیں- اور خالق حقیقی
کی ستائش اور حمد کرنے کے لئے طیار ہیں)- اِس واقعہ کے بعد بادشاہ
نے سب سے پہلے آپ نئی زندگی کا پاک سکرامنٹ حاصل کیا-
اور پیچھے اُسکے تین ہزار جنگجو لشکریوں نے (یعنے بہادر سپاہیوں نے)
جن میں اکثر افسر تھے- دینِ مسیحی کی شراکت حاصل کی- اِس

باکرامت تبدیلی سے مسیحی دنیا کے اندر گھر گھر عید ہوگئی - کیونکہ اِس
زمانہ میں کلووِس ہی ایک اکیلا کاتھولیک بادشاہ تھا - اور اِن ساری
خوشیوں کے بدلہ میں اُس نے بھی کلیسیا کی ایسی ایسی خدمتیں کیں
کہ جب تک دنیا قایم ہے - وہ بھی برابر قایم ہیں - اِس نیک نیت
حاکم ملک نے دینِ مسیحی کی نہ صرف حمایت اور حفاظت ہی کی - بلکہ
ایسی نیک بنیاد بھی ڈالی - کہ اُس کے بعد برابر بارہ سو برس تک
اُس کے جانشین بھی کلیسیا کے وفادار اور جاں نثار غلام رہے - اور
اِن ہی کی خدمتوں کی بدولت فرانس کے بادشاہوں کا خطاب
(عیسوی بادشاہ) ہوگیا تھا +

(س لم ۵) - اُن مقدسوں اور اولیاؤں کا کچھ حال بیان کرو :
کہ جن کی پاکیزہ زندگی اور معجزے ملکِ فرانس کے اندر کلیسیا کی
ترقی اور اقتدار کا باعث ہوئے +

(ج) - اِن مقدسوں اور اولیاء اللہ کی تعداد یوں تو بہت تھی
مگر اُن میں مشہور اور قابلِ ذکر دو ہوئے ہیں - پہلے تو ایک نیک
سیرت اور فرشتہ خصلت لڑکی جینوی ایو نامی تھی - جو سارے ملک
میں اپنی پاک زندگی بسر کرنے اور کرامتیں دکھلانے کے عطیہ کے
باعث مشہور و معروف تھی - چنانچہ جب اطیلے نے شہر پیرس پر
چڑھائی کی تھی - تو اِس مقدسہ نے اہلِ شہر سے اِس بات کی

سخت تاکید کردی۔ کہ خداوند پاک کی جناب میں اپنے گناہوں
کی معافی کے خواستگار ہوویں۔ اور سچے دل سے تائیب (توبہ کرنیوالے)
ہوویں۔ تاکہ وہ شاہوں کا شاہ اُنہیں اِس ظالم (اٹیلی) سے محفوظ
رکھے۔ اِس عمدہ اور عقلمندانہ نصیحت کا اہلِ شہر کو اِس قدر
یقین ہوگیا۔ کہ وہ اُس سنگدل حملہ آور کے ظلم و تعدی سے بالکل
بے خطر ہو بیٹھے۔ اور پوشیدہ نہ رہے۔ کہ جب اِس مقدسہ کی یہ
پیشینگوئی سچی اور درست ثابت ہوئی۔ تو لوگوں کے دلوں میں
اُس کی عزت اور قدر اور بھی زیادہ ہوگئی۔ یہانتک کہ اہلِ فرانس
اُس کے جیتے جی ہی اُس کو مقدسہ سمجھنے لگ گئے۔ اور بعد وفات
وہ شہر پیرس کا قطب (اپنے حفاظت کرنے والی) قرار پائی ✚

دوسرا نیک بندۂ خدا اور خداوند مسیح کا خادم مقدس
بینیڈکٹ نامی تھا۔ یہ ولی ملک اٹلی کے ایک شریف خاندان
سے تھا۔ اور ابھی لڑکا سا ہی تھا۔ کہ وہ شہر روما میں علم تحصیل کرنے
گیا۔ مگر تھوڑے ہی دن وہاں رہ چکنے کے بعد ایک راہب خانہ میں
جاکر خلوت نشین ہوگیا۔ اِس جگہ جب وہ تین سال تک زہد و
ریاضت میں ہر وقت مصروف رہتا رہا۔ تو اوّل اوّل تو اِس حال
سوائے ایک درویش کے (جو اُس کو کھانا لاکر دیا کرتا تھا) اور
کو خبر نہ ہوئی۔ مگر جلدی ہی لوگوں کو یہ حال معلوم ہوگیا۔ اور

دونوں کو توڑ دیا۔ اور اُن بیچارے گمراہ لوگوں کو راہِ راست پر لے آیا
الغرض کہ رفتہ رفتہ مقدس بینڈکٹ کی جماعت نے خداوند تعالےٰ
سے ایسے ایسے فضل اور عنایتیں حاصل کیں۔ کہ اُن کے وسیلہ سے
اُس نے کلیسیا اور دنیا دونوں کو بڑے بڑے فائدے پہنچائے۔ اور اس
جماعت کے پاکیزہ اخلاق والے لوگوں کے علاوہ اور ایسے ایسے
عالم فاضل بھی اُس میں پیدا ہوئے ہیں۔ کہ جو راوی مورخ مربّیا
اور علم و ہنر میں یکتا ہوئے ہیں۔ اور جن کی محنتوں اور قابلیتوں
سے اہل یورپ خوب آشنا ہیں۔

(س ۵۵)۔ انگلستان کے دین مسیحی میں شامل ہونے کا بیان۔
تمہیں کیا کچھ معلوم ہے۔؟

(ج)۔ اگرچہ یہ ملک دوسری صدی عیسوی سے ہی خداوند مسیح کے
جھنڈے تلے پناہ گزیں ہونے لگ گیا تھا۔ اور اُس کے بہت سے
بہادر بچوں نے ڈیوکلیشین کی ایذا رسانی کے وقت اپنے پاک و عزیز
کی شہادت میں اپنا خون بھی بہایا تھا۔ مگر بعد ازاں جب جنگلی
قومیں ملک پر حملہ آور ہوئیں۔ تو انہوں نے دین مسیحی کا تقریباً بالکل
نام و نشان ہی ملک سے مٹا دیا تھا۔ پر چونکہ خداوند کو یہی منظور ہے
کہ اُس کی ساری خلقت اپنے نجات دہندہ کی تکلیفوں سے بہرہ ور
ہوں۔ اِس لئے اُس نے اپنے خادم اور کلیسیا کے سردار عالیجناب

گریگوری صاحب کے وسیلہ اِس کام کو سرانجام پہنچایا۔ یعنی کہ
خداوند کے اِس جانشین اور رسولی تخت کے سردار نے چالیس (۱۰م)
خادم دینوں کو مقدس اگستین کے ماتحت ملک انگلستان کو
بھیجا۔ یہ پادری لوگ مقدس بینیڈکٹ کی جماعت کے شریک اور
پکے تھے۔ چنانچہ یوں ہی کہ اُنہوں نے ملک میں قدم رکھا۔ تو وہاں
ہی وہ انجیل پاک کی منادی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور
سب سے پہلے انگلستان کے بادشاہ اتھیل برٹ نامی کو دینِ
مسیحی کا پیرو بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اِس کے بعد رفتہ رفتہ رعایا
نے بھی اپنے فرماں روا کے نمونہ پر مسیحی دین کی شراکت اختیار کر لی۔
کہتے ہیں کہ اِس سال میں خداوند مسیح کی پیدائش کی عید (کرسمس)
کے روز دس ہزار سے زیادہ لوگوں نے زندگی کا پاک سکرامنٹ
حاصل کیا۔ اور اپنے کئی ایک دیندار نوجوانوں کو شہر روما میں علوم
دینی کی تعلیم و تربیت پانے کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ اِس پاک
عہدہ کو حاصل کر کے اپنے ملک کو راہِ راست پر لا کر اُس کے
باشندوں کو نجات ابدی کا امیدوار بنا دیں۔ اِن کی نیک نیتی اور
سچے ارادے ایسے پھل لائے۔ کہ خداوند خدا نے اپنے نوجوان
خادم دینوں کو اُن کی محنتوں کا ثمرہ خوب ہی بخشا۔ یعنی سارے
ملک نے دل و جان سے مسیح کی صلیب کو قبول کر لیا +

(س ۵۶) - پانچویں جنرل کونسل یا پنچایت کس غرض سے منعقد کی گئی تھی - ؟

(ج) - پانچویں جنرل کونسل اِس لئے منعقد ہوئی تھی کہ تھری چیپٹرز کے مضمون کا نئے سرے سے ملاحظہ کریں - شہنشاہ مارشیوس کی وفات کے بعد یوٹیکس کی بدعت کا پھر بڑا بھاری چرچا ہونے لگ گیا - اور وہ لوگ اِتنی اِتنی زیادتیاں کرنے لگ گئے - کہ کُل مصر کا ناک میں دم ہو گیا - اِن بدعتیوں کا خاص مدعا یہ تھا کہ جس طرح سے ہو سکے چیلسیڈون کی کونسل کے اختیارات اور فیصلوں کو رد کرا دیں - اور اِس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے اُنہوں نے یہ تجویز کی - کہ ذیل کی تحریرات کو اپنی کامیابی کا وسیلہ بناویں - نسطوریوس کی بدعت کے شروع شروع میں تین مختلف مصنفوں نے بانئے بدعت کی تاکید اور رد میں اپنی اپنی تحریری رائیں ظاہر کیں - اور یہی تین رائیں (تھری چیپٹرز) یعنے تین راؤں کے نام سے موسوم ہیں - اِن کے مضامین نہایت ہی معیوب تھے - مگر اِن میں سے دو کے مصنفوں نے جب یہ دیکھا کہ مذکورہ بالا کونسل نے اُن کے دوست یعنے نسطوریوس کی بدعت کے خلاف خارجیت کا فتوے عائد کیا ہے - تو اُنہوں نے جھٹ اپنی راؤں کو بدل لیا - اور اپنے غلط کلموں کے تشہیر کرنے

سے سخت پچھتائے - جس سے صاحبان کونسل کو تسلی ہوگئی اور چونکہ وہ دو نو کیتھلک کلیسیا کے سچے اور وفادار پیرو ثابت ہو گئے تھے - اس لئے آئیندہ اُن کی تحریروں کو زیادہ ملاحظہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی +

جب سخائیت نے اُس معاملہ کو اُسی جگہ ختم کر دیا - تو یوٹیکیس نے سمجھا - کہ ابتک تو عمدہ موقعہ ہے - اِسلیئے اُس نے اِس میں رخنہ ڈالنا اور یہ ثابت کرنا چاہا - کہ چونکہ کونسل نے اُن دو مصنفوں کی تحریروں پر کچھ اعتراض نہیں اُٹھایا - بلکہ اُن مصنفوں کو سچے معتقد قرار دیا ہے - اِسلیئے اِس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کونسل اُن کے متفق الرائے ہے +

چنانچہ یہ عذر سامنے رکھ کر وہ اِس امر کی کوشش کرنے والے ہوئے - کہ تھری چیپٹرز کو رد کرا دیویں - اور اگرچہ کیتھلک لوگ اُن مسئلوں کو درست نہ مانتے تھے - پر وہ خود بخود اِسواسطے اُنہیں رد نہ کر دیتے تھے - کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کونسل کے فیصلہ کی کم قدری ہو جاوے - اور یوٹیکیس جماعت کے لئے خوشی کا باعث ہو - اِس لئے انجام کار ۵۵۳ء میں شہر قسطنطنیہ کے اندر دوسری بار پھر ایک کونسل کی گئی جو پانچویں جنرل کونسل کے نام سے نامزد ہوئی - اِس میں اُن

نئین تحریروں کو (یعنے لفری چیپٹرز کو) ابد ملاحظہ اور غور اور
فکر کے رد کیا گیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اس فیصلہ سے چیلسیڈون
کونسل کے نام پر کچھ حرف نہ آیا۔ بلکہ وہ پہلی کونسلوں اور
پیشواؤں کی طرح ہی سمجھی گئی۔ اور انہی کی طرح طریق ایمان
قرار دی گئی +

اس واقعہ سے صاف صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ
یونیکس کو اس ساری تکلیف اور دھوکے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ
آیا۔ بلکہ دنیا پر یہ روشن ہو گیا۔ کہ خداوند کی کلیسیا کو اختیار
کلی حاصل ہے۔ کہ ناجائز اور غلط تحریروں کو رد کرے۔ دینی
کتابوں کی اصلی اور سچی شرح بتاوے۔ اور ایمانداروں کو اپنی
کلیسیا کے قابل تسلیم عقل فیصلوں کا پابند اور مطیع بناوے +

(س ۵۷)۔ محمدی دین کی اصلیت اور ترقی کا حال بیان کرو۔!

(ج)۔ ساتویں صدی کے آغاز میں بنی آدم کے دشمن نے اپنے لئے ایک
ایسی سلطنت قایم کرنے کی کوشش کی۔ کہ جس کا مختار کار وہی ہو۔ چونکہ مشرق
ملکوں کی مسیحی قوموں کے اندر ہی بدعت اور اختلاف مذہبی کو بھی رونق
حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے یہ حادثہ بھی انہیں قوموں کی ناشکری کے باعث
انہی میں واقع ہوا۔ اور خداوند عادل اور منصف نے اپنے ان ناشکرے
بندوں کو ان کے کردار کی سزا دینے کے لئے اس دشمن یعنے شیطان کی

پڑھنے سے بالکل ناواقف اور بے خبر تھا۔ اس لئے ایک مرتد مسیحی
درویش کی مدد سے اُس نے اپنی اس ملی جُلی تعلیم کو ایک کتاب
میں جمع کروایا۔ اور اُس کا نام القرآن رکھا۔ جس کے معنے ہیں
کتاب افضل۔ محمد صاحب ایک بیماری میں بھی گرفتار تھے جس کے
باعث اکثر اُنہیں غش آجایا کرتی تھی۔ اور اُن کے منہ سے کف
نکلا کرتی تھی۔ مگر وہ یہ بہانہ بنایا کرتے تھے۔ کہ جس وقت جبرئیل
فرشتہ ہم پر نازل ہوا کرتا ہے۔ تو وحی کے باعث ہماری یہ حالت
ہوجایا کرتی ہے۔ اور اگر کبھی اُن سے اُن کی رسالت کی سچائی
کا ثبوت پوچھا جاتا تھا۔ یا یہ کہا جاتا تھا۔ کہ کوئی کرامات
یا معجزہ تو دکھلاؤ۔ تو جواب دیا کرتے تھے۔ کہ کرامات یں دکھلانا
تو ہمارا کام نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا کام تو شمشیر زنی اور منادی
کرنا ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے اُس نے آپ ایک مسلح ہتھیار بند
جماعت طیار کی۔ اور آپ اُسکا سردار بنکر قافلوں کو لوٹنا
شروع کیا۔ پھر رفتہ رفتہ مکہ پر جا دھاوا کیا۔ اور مدینہ کے بعد
اُسے فتح کرلیا۔ جب اِدھر سے فارغ ہوچکا۔ تو عرب کے سب
صوبوں کو ایک ایک کرکے ماتحت کرلیا۔ اور اُن کے باشندوں
کو زبردستی اور بزور شمشیر اپنے نئے ڈھکوسلہ کا پیرو بنایا۔
اُس کے بعد اُس کے جانشین بھی ویسا ہی لڑتے بھڑتے اور

تلوار کے زور سے اپنا دین پھیلاتے رہے۔ الغرض کہ وہ مغربی ایشیا
اور شمالی افریقہ میں آندھی کی طرح چھا گئے۔ اور جہاں کہیں
کہ اُن کا قدم پڑا۔ ہر ایک چیز کا ستیاناس ہو گیا۔ ملک تباہ
ہو گئے۔ سلطنتیں تہ و بالا ہو گئیں۔ الغرض کہ یہ وبا اور سب
وباؤں سے بڑھکر دین مسیحی کے حق میں سخت مُضر اور
نقصان دہ ثابت ہوئی +

(س ۵۹)- یورپ پر محمدیوں کے حملہ آور ہونے اور پسپا ہو
جانے کا مختصر بیان کرو۔!

(ج)- ان لوگوں کو ایشیا اور افریقہ کی فتوحات نے اس قدر
پھیلا دیا تھا۔ کہ وہ بڑی بھاری فوج لیکر یورپ پر چڑھ آئے
مگر ملک سپانیہ میں انہوں نے اس سے بھی پہلے ہل چل مچا
دی تھی۔ اور ملک کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے فرانس کی
حدود کے اندر تک پہنچ گئے تھے۔ ان کا دلی ارادہ اور خاص مدعا
یہ تھا۔ کہ جہاں تک ہوسکے مسیحی تہذیب اور مذہب کا نام و
نشان مٹا دیں۔ اُدھر سے شاہ چارلس والئے فرانس بھی
اپنا لشکر لیکر اس ارادہ سے روانہ ہوا۔ کہ ان بلاؤں کے پنجہ
سے ملک کو خلاصی دینے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑے۔ چنانچہ
سنہ ۷۳۲ء میں شہر ٹورس (واقع ملک فرانس) پر دونوں لشکروں کا

لئے وہ بڑا وسیع میدان ہے - چنانچہ بانئے مذہب (محمد صاحب) خود اپنے معتقدوں کو اِس بات کی اجازت دیتا ہے - کہ وہ چار تو نکاحی ہوئی بیویاں رکھیں - اور لونڈیاں تو جسقدر وہ چاہیں رکھ لیں - علاوہ اِس کے اُس نے اُن سے کئی ایک وعدے بھی کئے - مثلاً اگر تم اِن لوگوں کے ہاتھ سے (جو غیر مذہب اور غیر ملت ہیں) لڑائی میں مارے جاؤگے - تو تمہیں بہشت کے اندر ہر طرح کی عیش وعشرت حاصل ہوگی - یہ اقرار اور وعدے ایسے تھے - کہ جو شہوت پرست نفس پرستوں اور بے رحم طبیعت کے آدمیوں کے لئے اُس کے ساتھ شامل ہوجانے میں ایک خاص طرح کی ترغیب تھے اور محمد صاحب کو روز بروز اپنے مذہب کے پھیلانے میں مدد دیتے تھے اگر مذہب مسیحی کے پھیلاؤ اور ترقی کا مقابلہ اِس کے ساتھ کیا جاوے - تو اُس کی ترقی کا سبب کچھ اور ہی نظر آئیگا - چونکہ دین مسیحی دین الٰہی ہے - اِس لئے اُس کی ترقی میں زور اور زبردستی کو کچھ دخل نہیں - اُس کی تعلیم اور وعظ و نصیحت ہمیشہ اُس کے عروج اور پھیلاؤ کا باعث ہیں - چنانچہ خداوند مسیح کے رسولوں نے یہ تعلیم دیکر دنیا کو اپنے خداوند کا فرمانبردار بنایا (کہ انسان کو چاہئے کہ اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنے پر غالب نہ ہونے دے - بلکہ اُن کو اپنے قابو میں رکھے) - اور اگرچہ اِن نیک معلموں اور خداوند کے پیارے بندوں

کو سخت عذاب اور اذیتیں بھی پیش آئیں۔ یہانتک کہ جانیں
بھی قربان ہوگئیں۔ پر وہ اپنی پاکیزہ تعلیم سے نہ پھرے۔ مگر مذہب
اسلام کے بانی نے تو کھلم کھلا اجازت دیدی ہے۔ کہ اپنی شہوت
کی لگام کو کبھی نہ روکو۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہدیا۔ کہ جو لوگ اس
تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ قتل کے لائق ہیں +

(س ۶۰)۔ لکھا ہے کہ پاک صلیب کسی طرح محمدیوں کے
ہاتھ میں آگئی۔ مگر بعد میں پھر واپس ملگئی۔ اُس کی اصل
حقیقت جو کچھ تمہیں معلوم ہو اس کو مختصراً بیان کرو۔!

(ج)۔ ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں ایران والوں نے
مشرقی سلطنت روما پر بڑے زور شور کی چڑھائی کی۔ اور
مار دھاڑ کرتے کرتے ملک کنعان تک آن پہنچے۔ اور وہاں کے
بے شمار مسیحیوں کو قتل کیا۔ اور جو باقی بچ رہے اُن میں سے اسی
ہزار کو یہودیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ ان لوگوں (یعنے یہودیوں) نے
اپنے قیدیوں اور غلاموں پر طرح طرح کے ظلم کیے۔ اور انہیں
اپنے سچے دین سے منکر ہو جانے پر مجبور کیا۔ مگر وہ مسیحی بہادر اپنے
آقا کے نام پر نثار ہونے کو ہزار ہا درجہ بہتر سمجھے۔ ایرانیوں نے
گرجوں کو زمین کے ساتھ ملا دیا۔ اور پاک برتنوں کو معہ صلیبی
[illegible] کے لوٹ میں لے گئے +

شہنشاہ قسطنطنیہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مگر شاہ ایران اپنی
فتح کے گھمنڈ میں آکر بولا۔ کہ ہم اِس شرط پر صلح منظور کرینگے۔ کہ شہنشاہ
اپنے مذہب سے مرتد ہو کر آفتاب پرستی اختیار کرلے۔ جب شہنشاہ
کو یہ خبر پہنچی۔ تو سخت پیچ و تاب کھایا۔ اور ایک بڑا بھاری لشکر لیکر
چڑھ آیا۔ کئی ایک معرکے ہوئے۔ مگر ہر بار ایرانی فوج نے نیچا دیکھا
جب شاہِ ایران کے لشکر کا یہ حال ہوا۔ تو اُس کا ولی عہد بیٹا اپنے
باپ کا مخالف ہوگیا۔ اور اُسے پکڑ کر قید کرلیا۔ اِس کے بعد شہنشاہ
کے ساتھ صلح کرکے جو جو مال لوٹ میں آیا ہوا تھا۔ سب بمعہ اصلی
صلیب کے واپس دیدیا۔ بلکہ خود شہر یروشلم کو بھیجوا دیا۔ جب
یہ سب معاملے طے ہو چکے۔ تو خود نیک نہاد اور دیندار شہنشاہ بھی
یروشلم میں آیا۔ اور پاک صلیب کو آپ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر کلوری
پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا +

(س ۶۱)۔ مونوتھیلیطس کی بدعت کی اصلی جڑ کیا تھی؟
(ج)۔ یہ مونوتھیلیطس کی بدعت کا فرقہ اصل میں یوتیکس کی
بدعت کا پس خوردہ (جوٹھا) اور بھیس بدلا ہوا فرقہ تھا۔ یہ لوگ
اِس بات سے ڈر کر کہیں کلیسیا ہمیں خارج نہ کردے۔ اِسی
لئے خداوند یسوع مسیح میں دو الگ الگ ذاتوں (یعنے ذاتِ الٰہی
اور ذاتِ انسان) کا انکار تو نہ کر سکے۔ مگر بجائے اُس کے

اس بات کے منکر ہو گئے - کہ خداوند مسیح میں دو الگ الگ
پاک مرضیاں نہیں ہیں - اس غلط فہمی کو رد کرنے کے لئے اور
اس کے بانیوں کو غلط تعلیم پھیلانے سے روکنے کا بیڑا یوں تو کئی
ایک مسیحی خادموں نے اٹھایا تھا - مگر خاصکر دو بہت ہی مشہور
ہیں - ان میں سے ایک تو خود خداوند مسیح کا جانشین اور رسولی
تخت کا سردار عالیجناب مقدس مارٹن صاحب تھے -
اور دوسرا ایک راہب خانہ کا سردار درویش مقدس میکسیمس نامی
تھا - یہ خدا کے پیارے بندے ایسے دل و جان سے اس کام میں
مصروف ہوئے - کہ اسی دینی اور نیک کام کے عوض ان کی جانیں
بھی چلی گئیں - مشرقی کلیسیا بہت مدت تک ان بدعتیوں
کی شرارتوں سے تشویش اور تکلیف میں رہی - پر آخر کچھ مدت
کے بعد قسطنطنیہ کے شہنشاہ قسطنطین نے (جو پوگوناطوس کے
نام سے مشہور تھا) ۶۸۱ء میں ایک مذہبی جلسہ یعنے کونسل کی
تجویز کی - جس کا نام چھٹی کونسل قرار پایا - اس کونسل (مخائیت)
میں اس نئی بدعت یعنے مونوتھیلیٹس کی غلطیوں کو رد
کیا گیا - اور ان کے بانیوں پر خارجیت کے فتوے عائد کئے گئے
اس کے بعد دن بدن کلیسیا میں امن ہوتا گیا اور بدعت رفتہ
رفتہ کم ہوتی چلی گئی - اور انجام کار ایسی کم ہو گئی جیسے کہ گویا کبھی نہ تھی +

زمانہ دوم
فصل اوّل

(س ۶۲) - کیا دینِ مسیحی کے پیروؤں اور خیرخواہوں کے لئے تکلیف اور نقصان کے اِس سارے زمانہ میں کبھی کوئی بات تسلی اور حوصلہ کا باعث بھی ہوئی تھی - یا برابر اِن پر مصیبت پر مصیبت ہی آتی چلی گئی تھی - ؟

(ج) - ایمان کا نور آفتاب کی مثل ہے - یعنے جیسا کہ آفتاب کچھ عرصہ تک دنیا کے ایک حصّہ سے غائب رہتا ہے - اور دوسرے کو منوّر بنا دیتا ہے - ویسا ہی یہ نور بھی اگر ایک ملک سے کم ہو جاتا ہے - تو ضرور ہر ضرور دوسرے ملک کو تو منوّر اور روشن بنا ہی دیتا ہے - چنانچہ اُس زمانہ میں بھی جب اُس کی روشنی مشرقی ملکوں میں بدعتوں اور محمدی فتوحات کے باعث کم ہو گئی تو اُس کا جلال کئی ایک پاکیزہ اخلاق اور نیک خادم دینو نکی رسولی محنتوں کی بدولت شمال میں ترقی پاتا گیا - اِن خادم دینوں میں سے نہایت مشہور اور قابلِ ذکر مقدّس بونا فیس تھا - جو مینز واقع ملک جرمنی کا آرچ بشپ تھا - یوں تو سارا ملک جرمنی اِسی نیک مرد کی وعظ و نصیحت کے وسیلہ سے دینِ مسیحی کا شریک بنا تھا - مگر بویریا نے تو خاص اِسی

کی بدولت مسیحی راہ پائی تھی۔ جب وہ پہلے پہل وہاں گیا۔ تو اُس نے سارے کے سارے ملک کو بُت پرستی میں غرق پایا۔ مگر اس بندۂ خدا کی زبان سے خداوند کے پاک کلام نے اُن پر اَیسا اثر پیدا کیا۔ کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر پتھروں کے بے جان اور جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر خالقِ حقیقی اور سچے معبود کے پرستار بن گئے۔ ہر شہر و دیار میں یا تو بتخانوں کو گرا دیا گیا یا اُن کو گرجاؤں میں تبدیل کر کے سچے خدا کی بندگی کے لائق عبادت خانے بنا دیئے گئے۔ جب مقدس بونی فیس کو اپنے مسیح کی خدمت کرتے ہوئے بیس[(۲۰)] سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ تو سنہ ۷۵۴ء میں جیسا کہ عموماً خداوند پاک کے پیارے بندے اپنے نیک کاموں اور خدمتوں کا صلہ پاتے ہیں۔ اُسے بھی اپنے نجات دہندہ اور اُس کے الٰہی دین کے نام پر تاجِ شہادت نصیب ہوا اور اُس کی شہادت اور خدمتوں کی منظوری کے نشان میں خداوند نے اُس اپنے پیارے ولی کو کئی ایک معجزے اور کرامتیں دکھلانے میں سرفراز کیا ہے +

(س ۶۳)۔ اِسی زمانہ کی ابتدا کے قریب کلیسیا کو کونسی ایک نئی آفت پیش آئی تھی۔؟

(ج)۔ یہ آفت اکانوکلاسٹ یعنے پاک شبیہ اور تصویر

شکنی کی بدعت تھی۔ جو آٹھویں صدی عیسوی میں وقوع میں
آئی۔ یہ نہایت ہی تکلیف دہ اور خطرناک بدعت تھی۔ کیونکہ
اُس کا بانی خود قسطنطنیہ کا شہنشاہ تھا۔ جس کا نام لیو اسٹارین
تھا۔ یہ شخص کوئی خاندانی بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ صرف اپنی لڑاکی
اور جنگجو طبیعت اور شجاعت اور بہادری کے باعث شاہی
رتبہ پر پہنچ گیا تھا +

اگرچہ یہ شخص اِس عالی رتبہ پر پہنچ گیا تھا۔ مگر ہر طرح
کے علم سے بے بہرہ اور مطلق جاہل تھا۔ یہانتک کہ دینی اور طبعی
علوم میں اُس کو مس تک بھی نہ تھی۔ پر پھر بھی وہ اپنے تئیں اصلاح
کنندہ مشہور کرنے لگا۔ کیونکہ اِس نے اپنی لاعلمی اور جہالت
کی وجہ سے یہ خیال کیا تھا۔ کہ ہر قسم کی تصویریں اور یادگاری
کی شبیہیں جو گرجوں میں رکھی جاتی ہیں۔ وہ صرف پرستش کے
لئے رکھی جاتی ہیں۔ مگر اُس بیچارے سادہ لوح کو یہ خبر نہ
تھی۔ کہ وہ صرف اپنے موکلوں کی نیک وصف ہمیں یاد دلاتی
ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوجاتا ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں اُن بزرگوں
اور مقدسوں کی خوبیاں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ
خواہش پیدا کرتی ہیں۔ کہ ہم بھی اُن کے موافق نیک اور پاکیزہ
زندگی بسر کریں۔ اور اُن تصویروں اور شبیہوں کو سوائے

عزّت کی نگاہ سے دیکھنے کے اور کچھ نہ سمجھیں۔ مگر اُس جاہل نے
اِس عزّت کی نگاہ کو بھی بُت پرستی خیال کیا۔ اور جوش میں
آکر حکم دیا۔ کہ سب تصویروں اور شبیہوں کو توڑ پھوڑ کر گرجوں
سے باہر نکال کر پھینک دو۔ اُن میں خداوند یسوع مسیح کی مصلوبی
شبیہ۔ مبارک کنواری حضرت مریم اور چند ایک اور مقدّسوں
اور اولیاؤں کی تصویریں وغیرہ بھی تھیں۔ جب یہ حکم لوگوں
کے کانوں تک پہنچا۔ تو سارے ملک میں بغاوت پھیل گئی
مگر چونکہ اِس ظالم کا پلّہ کچھ عرصہ کے لئے بھاری تھا۔ اِس لئے جس
کسی نے راستی اور سچائی کی حمایت کی۔ وہ یا تو جلا وطن کیا گیا
یا تہ تیغ ہوا۔ یہ ظلم اور سختیاں صرف لیو ہی کے وقت میں ظہور میں
نہ آئی تھیں۔ بلکہ قسطنطین کوپرونی مس نے جو اُس کا جانشین بیٹا تھا
باپ سے بھی بڑھ کر کیتھلک لوگوں کو تنگ کیا۔ اور اُن کو طرح طرح
کے عذابوں اور اذیتوں میں گرفتار کیا +

اِس بدعت کے حامی اور مددگار نیکبخت شہنشاہن (ملکہ)
آیرین کے تخت پر قدم رنجہ فرمانے تک (یعنے تخت پر بیٹھنے تک) تو مشرقی
ملکوں میں کلیسیا کو برابر تاخت و تاراج کرتے رہے۔ مگر جب اُس
نیک نہاد اور نیک خو ملکہ نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی۔ تو
اُس نے فوراً رسولی تخت کے سردار اور خداوند مسیح کے قایم مقام

عالیجناب **اورینی** صاحب کی خدمت میں یہ درخواست
کی۔کہ ایک مذہبی کونسل منعقد کیجاوے۔جس میں اِس بدعت
کی ناجایز تعلیم کو رد کیا جاوے۔اور پھر نئے سرے سے صلح کا بیج
بویا جاوے۔چنانچہ اِس پرہیزگار ملکہ کی درخواست منظور
ہوئی۔اور سنہ ۷۸۷ء میں مقام نائیسس میں ایک عام پنچایت
کی گئی۔جو ساتویں پنچایت کے نام سے مشہور ہے۔اِس میں یہ
ثابت کر دیا گیا۔کہ پاک شبیہ یا تصویر کو عزت کی نگاہ سے
دیکھنا نہ الٰہی دین کے قانون کے خلاف ہے اور نہ بت پرستی ہے
بلکہ یہ دینداری اور پرہیزگاری اور شرع کے مطابق درست ہے
کیونکہ اِس عزت کی نگاہ کا اصلی تعلق اور لگاؤ اُس خاص شخص
کے ساتھ ہوتا ہے۔کہ جس کی یادگار میں وہ رکھی جاتی ہے۔جس سے
مطلب صرف وہی ہے۔جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔یعنے کہ یہ ساری یادگار
ہمیں خود خداوند مسیح اور اُس کی مقدسہ ماں اور اُس کے پیارے
اولیاؤں اور خادموں کی خوبیاں یاد دلاتی ہیں۔اور نہ کہ ہم اُن تصویروں
اور شبیہوں کی پرستش کرتے ہیں۔نہ اُن سے دعا اور مدد مانگتے ہیں
نہ اُن کو سجدہ کرتے ہیں۔بلکہ بندگی اور پرستش اور سجدہ اُسی خداوند خدا
کو کرتے ہیں۔کہ جس کے جلال کی ترقی اور اُس کے پاک نام اور
خدمت کی خاطر اِن زاہدوں اور نیکوکاروں نے اپنی پیاری اور

عزیز جان تک کو بھی خوشی سے نثار کر دیا تھا +

(س ۔ ۹) ۔ ان ہی ایام میں یعنے دوسرے زمانہ کے آغاز میں ہی فرانس کے بادشاہوں کی طرف سے کلیسیا کی کیا کیا خدمات ظہور میں آئی تھیں ۔ ؟

(ج) ۔ یوں تو ان متقی اور دیندار بادشاہوں اور فرمانرواؤں نے کلیسیا کی بہت سی خدمتیں کی تھیں ۔ مگر خاص اور قابل ذکر ایک یہ بھی تھی ۔ کہ انہوں نے رسولی تخت کے سرداروں کے حوالہ ملک کا کچھ حصہ بھی کر دیا تھا ۔ اس میں کچھ کلام نہیں ۔ کہ چوتھی صدی میں قسطنطین اعظم نے بھی بہت سا سامان اور جائداد کلیسیا کی ترقی اور پھیلاؤ کے لئے نذر کیا تھا ۔ اور کہ بعد میں رسولی تخت کے سردار بطور بادشاہوں کے بھی سمجھے جانے لگ گئے تھے ۔ (جس کی وجہ عام لوگ یہ گردانتے تھے ۔ کہ چونکہ صرف خداوند مسیح کے جانشینوں کی کرامتوں اور نیکیوں کی بدولت ہے ۔ کہ ملک اٹلی تو عموماً اور شہر روما خصوصاً وحشیوں کے ہاتھ سے تباہ ہوتے ہوتے بچا ہے) ۔ مگر یہ اختیار اور طاقت اوّل ہی اوّل آٹھویں صدی میں اس وقت تسلیم کی گئی ۔ کہ جب حملہ آور وحشی قوموں کو اٹلی سے بھگا دیا گیا ۔ اور ملک ملک کے بادشاہوں نے کئی ایک صوبے اپنے نجات دہندہ کے قایم مقام کی نذر گذرانے ۔ یہ نذرانے بعد میں بڑے مفید ثابت ہوئی ۔ کیونکہ ان

صوبوں کی مالی آمدنی سے کئی ایک درس مکتب اور کالج کھل گئے جن میں اُن خادم دینوں مناداوں اور واعظوں کو تعلیم دی جاتی تھی کہ جو بعد میں نئے نئے اور دور دراز پاس کے بہت سے ملکوں میں پاک انجیل کی منادی کرنے کے لئے روانہ کئے جاتے تھے +

(س ۶۵)- کیا شارلیمن شاہ فرانس نے بھی کبھی کلیسیا کی کسی طرح کی کوئی خدمت گذاری کی تھی +؟

(ج)- بے شک کی تھی- اوّل تو شارلیمن شاہ فرانس نے انجیل کی کا نور پھیلانے میں اپنی پاک ماں یعنے پاک کیتھلک کلیسیا کو بڑی وفاداری سے مدد دی تھی- دوسرے اِس نیک نہاد بادشاہ نے بشپ لوگوں کی دینی بندوبست اور انتظام میں بڑی مدد کی تھی- تیسرے بنی آدم کے نجات دہندہ کے جانشینوں کو اسی جوانمرد بادشاہ نے لومبرڈ قوم کی دست درازیوں سے بچایا تھا چوتھے یہ وہی طالع مند بادشاہ تھا- کہ جس نے سیکسن قوم کی ڈاکہ زنی کو ہمیشہ کے لئے روک دیا تھا- پانچویں یہ وہی اقبالمند بادشاہ تھا- کہ جس نے کئی ایک سخت سخت لڑائیاں کر کر تیس سال کے بعد اس جنگلی قوم (سیکسن) کو مطیع کیا- اور بعد میں سچے خالق اور معبود حقیقی کی پاک کلام سے اُن کو واقف کرایا +

جب اِس پرہیزگار اور خدا شناس اور قوم کے خیر خواہ بادشاہ نے

تاج سر پر رکھا تھا۔ تو اُس وقت ملک فرانس پر جہالت کی تاریکی
چھائی ہوئی تھی۔ جس بات سے اِس رعایا پرور اور فائدہ رساں
فرمانروا کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ کیونکہ وہ عقلمند بادشاہ
خوب جانتا تھا۔ کہ جہالت ہر دو یعنی روحانی اور جسمانی ترقی
کے لئے سخت رکاوٹ ہے۔ اِس لئے اُس نے سنہ [illegible]ء میں اپنی
سلطنت کے اندر علم کی روشنی پھیلانے کا قصد کیا۔ مگر فرانس میں
نہ تو کوئی عالم ہی تھا۔ جو تعلیم کا کام کرائے۔ اور نہ کوئی مکتب یا
مدرسہ ہی تھا۔ کہ جس میں تعلیم دیجاوے۔ اِس لئے اُس نیک اور
خیرخواہ بادشاہ نے غیر ملکوں سے عالم و فاضل بلوا کر اپنے ملک
میں سکول اور کالج جاری کرائے۔ اور حکم دیدیا۔ کہ سارے مشہور
مشہور شہروں میں اور بڑی بڑی خانقاہوں اور راہب خانوں میں
سکول اور کالج کھولدئے جائیں۔ یہانتک کہ خود شاہی محل میں
ایک مکتب کھولا گیا۔ اور نیک نمونہ دینے کے لئے وہ آپ بھی
کبھی کبھی اپنے چھوٹے بچوں اور شہزادوں میں مل جل کر
طالب علموں کی طرح بیٹھ جاتا۔ اور ہرگز شرم نہ کرتا۔ اِس
نیک نیت بادشاہ کے شوق اور سرگرمی سے یہ بھی اندازہ لگا
سکتے ہیں۔ کہ پیرس کی مشہور اور معروف اور یورپ کی نہایت
قدیم یونیورسٹی کی بنیاد بھی اِسی کے زمانہ میں پڑی تھی +

(س ۹۶) - کلیسیا نے شارلیمن کی خدمت گذاریوں اور نیک
کاموں کو کیسے اور کس طرح تسلیم کیا تھا - ؟

(ج) - شاہ شارلیمن اپنی نیک نیتی و دینداری اور رعایا پروری
کے باعث ایسا ہر دل عزیز ہو گیا تھا - کہ تقریباً ساری مغربی
سلطنت روما ملک جرمنی فرانس ہسپانیہ اور اٹلی کے بہت
سے حصے اُس کے مطیع ہو گئے تھے - اور اگر کوئی کسر باقی رہ
گئی تھی - تو وہ ضرور یہی تھی - کہ اِس طالع مند اور بخت بلند
بادشاہ نے ابھی شہنشاہ کا خطاب حاصل نہیں کیا تھا - اِس
لئے رسولی تخت کے سردار عالیجناب مقدس لیو صاحب
سوم نے اِس سے اور کوئی بہتر طریقہ نہ سمجھا تھا - کہ جس سے
کلیسیا کے اِس وفادار اور نیک بچے کی خدمتوں کی منظوری کو ظاہر
کیا جاوے - اِس لئے کلیسیا کے سردار نے اِس خلف الرشید
کو شہنشاہ کے نام سے زینت بخشی - اور اُس کی تاج پوشی
کی رسمیں بڑی دھوم دھام کے ساتھ ادا کی گئیں - اِس عزت
اور عنایت سے شارلیمن کے دل میں رعایا پروری اور بُرائی
کی بیخ کنی کا خیال اور بھی دوبالا اور رشتہ بالا ہو گیا - اور کئی ایک
برس تک بڑے عدل و انصاف کے ساتھ سلطنت کرچکنے
کے بعد ۸۱۴ء میں مقام اکسلا چیپل واقع ملک جرمنی پر اُس کا

اِنتقال ہوگیا +

(س ۶۷)- نویں صدی کے شروع شروع میں جو کچھ امن و آرام کلیسیا کو حاصل ہوا تھا- اُس کے اندر فوشیوس کی ہوا و ہوس نے کیا کیا خلل ڈال دیئے تھے- ؟

(ج)- فوشیوس اگرچہ ایک بڑا عالم اور بالیاقت آدمی تھا- مگر حریص اور لالچی بہت تھا- جس کے باعث وہ خود تو تباہ حال ہوگیا- اور کلیسیا میں بے آرامی پڑ گئی- ایک بد چلن اور بے دین کی مدد اور مہربانی سے یہ حریص شخص فوشیوس مقدس اگنیشس کو جو قسطنطنیہ کا پیٹرآرک تھا- محروم کر کے خود اُس کے تعلقہ پر قابض ہوگیا- اِس حق تلفی اور ناجائز دست اندازی کی وجہ یہ تھی- کہ طلب پرست شریر آدمی اِس مقدس کی ثابت قدمی و سرگرمی اور وعظ و نصیحت کو پسند نہ کرتے تھے- جب وہ غاصب (جو دوسرے کا مال دبا بیٹھے) قسطنطنیہ کے علاقہ کو ناجائزاً اپنے قبضہ میں لا چکا- تو وہ یہ چال چلا- کہ پیشتر اِس کے کہ اُس کی ناجائز کارروائی کی اطلاع روما میں پہنچے- اُس نے خداوند مسیح کے قائم مقام اور سر کلیسیا یعنے عالیجناب نکلس صاحب اوّل کو ایک ایسا عریضہ لکھا- کہ جس میں حد درجہ کی ریاکاری اور فریب

بھرا ہوا تھا۔ خلاصہ اُس کا یہ کہ (اَے بزرگ وار روحانی باپ!
مسیح کی کلیسیا کے سردار!! یہ خاکسار خدمت اقدس
میں یوں عرض کرنا چاہتا ہے۔ کہ اِس فقیر کو شہر قسطنطنیہ
اور اُس کے رسولی تعلقہ نے اپنا پیٹرآرک مقرر کیا ہے۔ اگرچہ یہ
معزز اور اعلےٰ رتبہ اِس خاکسار کے قدر و لیاقت سے کئی درجے
بڑھ کر اور اُسکی اپنی مرضی کے خلاف تھا۔ اور اِس غلام نے
ہر چند اُس کے قبول کرنے سے اِنکار بھی کر دیا تھا۔ مگر اُس کی
جماعت نے ہرگز اِس حقیر کی عذر و معذرت کو نہ سنا۔ اور
اِس بات پر مجبور کیا۔ کہ خداوند مسیح کا یہ ادنےٰ سا خادم اِس
عُہدہ کو قبول کرے۔ اور نہ صرف اہلِ جماعت ہی نے مجبور کیا
بلکہ خداوند میں میرے عزیز بھائی اگنیشس نے بھی یہی اِصرار
کیا۔ کیونکہ وہ خود تو اپنی قلمرو سے دست بردار ہو کر اور دنیا سے
کنارہ کر کے فلاں راہب خانہ میں جا کر گوشہ نشیں ہو گیا ہے۔
الغرض کہ اِس مکار نے اپنی طرف سے سب بند و بست پکے
کر لئے۔ اور ایسی ایسی تجویزیں عمل میں لانے لگا۔ کہ جس
سے رسولی تخت کا سردار اُس کا طرفدار اور خیر خواہ بنجاوے
مگر جھوٹ کے پاؤں کہاں۔؟
کہتے ہیں کہ اِس جعل ساز اور اُس کے نالائق دوست

وزیر سلطنت نے اوّل اوّل تو مقدّس اگنیشس کو اس بات پر مجبور کرنا چاہا - کہ وہ اپنے اِس پاک عہدہ سے مستعفی (خدمت کو چھوڑنا) ہو جائے - مگر وہ مردِ خدا اُن کے داؤ میں نہ آیا - آخر کار جب اِن نابکاروں کو کامیابی کی اور کوئی صورت نظر نہ آئی - تو اُنہوں نے اِس نیک بندۂ خدا کو اور کلیسیا کے وفادار خادم اور بچے کو پکڑ کر نہایت ہی نفرت انگیز قید خانہ میں ڈال دیا - اور اُس کے ساتھ بہت ہی بدسلوکی سے پیش آئے - مگر اس پر بھی یہ سچا مسیحی نہ ہارا اور برابر اپنے دعوے پر اڑا رہا - یہانتک کہ گو بہت سی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں - مگر پھر بھی وہ رسولی تخت کے سردار کو اصلی حقیقت سے آگاہ کرنے سے کامیاب ہو گیا - چنانچہ یوں ہی کہ مقدّس اگنیشس کے خطوط روما میں پہنچے - تو ووں ہی عالیجناب نکلس صاحب اوّل نے فوراً اِس مضمون کے حکم نامے تحریر کیئے کہ جن میں مقدّس اگنیشس کی بحالی کے احکام درج تھے - اور فوٹیوس لالچی کو بے جا کارروائیوں کے لیئے ندامت اور شرمندگی دلائی ہوئی تھی - مگر جب یہ حکمنامے اِس غاصب کے پاس پہنچے - تو اِس دفعہ وہ پہلے سے بھی زیادہ جلتا بھنا

۴۴۸ء میں جس وقت ساری پنچایت جمع ہوگئی - تو میر مجلس
صاحب نے یوطیخوس کو طلب فرمایا - مگر اُس نے آنے سے انکار
کیا - اِسلئے وہ پکڑواکر منگوایا گیا - اور جب اُس کی ناجایز کار
روائیوں کے بارہ میں اُس سے کیفیت طلب کی گئی - تو اُس
ریاکار نے اپنے آپ کو بےگناہ اور مظلوم قرار دیا - اور جو سوال
اُس سے پوچھے گئے اُن کا کچھ جواب نہ دیا - اور چپ چاپ کھڑا
رہا - اور مجبوراً اُسے جواب دینا بھی پڑا - تو اُس نے بعینہٖ وہ
ہی کلمے کہے - جو ہمارے مبارک خداوند نے اپنے دُکھ اور
مصیبت کے وقت اپنے ایذارسانوں اور پکڑنے والوں کے
سامنے کہے تھے - مگر جب وہ اپنی بےگناہی کا کوئی ثبوت نہ
دے سکا - تو اُس پر بےرحمی جعلسازی زبردستی اور اختلاف
مذہبی کا جرم عائد کرکے وہ اور اُس کے حامی خارجیت کے سزاوار
ٹھہرائے گئے - اور پنچایت نے اپنے فیصلہ کی اطلاع رسولی
تخت کے سردار کی خدمت میں بھیجدی - جنہوں نے اُسکو
منظور کرکے یونانی کلیسیا میں پھر نئے سرے سے امن وآرام
قایم کردیا - مگر افسوس کہ اختلاف اور بدعت کا مہلک
بیج اُس کے کئی پیروؤں کے دلوں میں ایسی بُری طرح
بویا جاچکا تھا - جو جلدی ہی پھر اُس کی چھاتی میں پھوٹ

بڑا - اور ایسا پھوٹا - کہ اُس کو بالکل ہی لاطینی کلیسیا سے
الگ کر دیا ٭

(س ۹۴) - یورپ کی شمالی قوموں نے جو ابھی بت پرستی
کی تاریکی میں پڑی ہوئی تھیں - کلیسیا کو کیا کیا تکلیفیں
پہنچائیں -؟

(ج) - نویں اور دسویں صدی کے اندر ان اقوام نے جرمنی انگلستان
فرانس ہسپانیہ اور اٹلی کی سلطنتوں کو تاخت و تاراج کیا -
جو سامنے آیا اُس کو مار گرایا - اور جہاں جہاں اُن کا گذر ہوا
وہیں وہیں مسیحیوں کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا - یہاں تک
کہ اُن کے ملکوں سے علم و ہنر کا نام و نشان تک مٹ گیا - اور اگر
کہیں اُس کا سراغ ملتا تھا - تو وہ صرف راہب خانوں اور
خانقاہوں کے اندر ہی اندر رہ گیا تھا - کیونکہ اِن جگہوں میں
راہب گوشہ نشین درویش اور دوسرے خادم دین قدیم کتابوں
کی نقلیں کرنے میں لگے رہتے تھے - جو قدرتاً ہی اُن وحشیوں کے
ہاتھ سے بچ گئی تھیں - یہ قابل قدر کتابیں اور قدیم رسالے بالکل
ہی معدوم ہو جاتے - اگر کلیسیا اُن کو حفاظت کے ساتھ فی زمانہ
اپنے خادم دینوں کے ہاتھوں ہاتھ ایک دوسرے تک نہ پہنچاتی
رہتی - اور یہ صرف پاک کیتھولک کلیسیا کی محنت اور حفاظت

کا ہی نتیجہ تھا - کہ علم کا شوق اِس قدر مصیبتوں کے بعد بھی ابھی
تک لوگوں کے دلوں میں موجود تھا - اور یہ عزت اور جلال
صرف کلیسیا کو حاصل تھا - کہ اپنی محنتوں اور خدمتوں کے ذریعہ
وہ ایسی تو خوار اور جنگجو قوم کو بھی ایسا بنا دے - کہ یا تو وہ اُن
(کلیسیا) کی بربادی اور تباہی کے درپے ہوں - یا بالکل ایسی نرم
اور مہذب قوم بنجاویں - کہ اُن کی ساری ظالمانہ کارروائیاں
اور ایذا رسانیاں بالکل ہی نیست و نابود ہو جاویں - اور وہ
لوگ مسیح کی پاک کلیسیا کے نہایت وفادار اور فرمانبردار
بچے بن جاویں +

نویں صدی - اہلِ ڈنمارک اہلِ پولینڈ اہلِ روس نے یکے
بعد دیگرے دینِ مسیحی اختیار کیا - اور اُن کے بعد قوم نارمن نے جو مدت
تک فرانس میں مار دھاڑ کرتی رہی تھی - اور برابر دسویں صدی
کے شروع تک جہالت میں ڈوبی ہوئی اور دن بدن وحشی ہوتی
جاتی تھی - اُس نے بھی عقل کی آنکھیں اچانک ہی کھول دیں
اور پاک انجیل کی روشنی سے بہرہ ور ہوئی اور مستفیض ہوئی -
کہ یا تو وہ اوّل درجہ کے تند خو بدطبع اور جھوٹ بولنے والے تھے -
یا بالکل ہی وہ ایسے تبدیل ہو گئے - کہ اوروں کے لئے نیک نمونہ
بن گئے - یہ واقعہ سنہ ۹۱۲ء کے مبارک سال میں ظہور میں آیا +

اِس صدی کے اختتام کے قریب یعنے ۹۹۷ء میں
ملک ہنگری کے باشندوں کو بھی خداوند نے اپنی طرف مائل
کیا۔ یہ قوم نارمن قوم سے زیادہ وحشی اور تند خو تھی۔ اور کئی
ایک دفعہ ملک جرمنی میں گرجوں اور خلوت خانوں کو تباہ
کر چکی تھی۔ اِس ملک کا بادشاہ مقدس ستیفانوس (مقدس سٹیفن)
خود ہی اپنی رعایا کا رسول تھا۔ اِس نیک مرد خدا بادشاہ کے
دل میں خداوند کی مبارک ماں کی عزت اور تعظیم کا خیال اِس
قدر تھا۔ کہ اِس دیندار متقی و پرہیزگار بادشاہ نے اپنا جان
و مال و ملک و دولت سب اُسی مبارک اور آسمانی ملکہ
کی نیاز کر دیا تھا۔ اور اُس کی اِس نیک اور مسیحانہ رسم سے اِس
کے کئی ایک جانشینوں نے بھی اُس کی بڑی خوشی سے پیروی کی
اور ویسا ہی ادب اور شان اُس مبارک اور بے داغ ماں کے
حق میں ظاہر کیا +

(س ۷۰)۔ حق خلعت پوشی سے مورخ لوگوں کی کیا مراد ہے۔؟
(ج)۔ حق خلعت پوشی سے مورخ لوگوں کی مراد اُس حق سے ہے
کہ جس کے عطا کرنے کا ناجائز دعوےٰ دسویں صدی کے بادشاہوں
اور شہنشاہوں نے کیا تھا۔ مگر یہ ایسا حق تھا۔ کہ جس کے عطا
کرنے کی طاقت رسولی تخت کے سرداروں یا اُن کے بشپ

لوگوں کے سوا اور کسی کو حاصل نہ تھی - اِس ناجائز دخل کا نتیجہ
تب ہماری سمجھ میں بخوبی آئیگا - جبکہ ہم اُن کے (بادشاہوں وغیرہ کے)
اُن اصلی خیالات کا ذکر کرینگے - جو کہ وہ کلیسیا کے حق میں رکھتے
تھے - اُن لوگوں کا یہ وتیرہ (طریقہ) ہو گیا تھا - کہ چاہے بشپ ہو
چاہے خادمِ دین ہو چاہے سارے کا سارا راہب خانہ اور درویش
خانہ ہی کیوں نہ ہو - یہ حاکمان ملک جس کسی کو مناسب خیال
کرتے تھے - وہ بھی کچھ ملکی اختیارات اور حکومت اُن کو دیدیا
کرتے تھے - اور اِس کی تصدیق اور ثبوت میں اُس شخص کے پاس
ایک صلیب اور ایک انگوٹھی بطور نشان کے بھیجدیا کرتے تھے - مگر چونکہ
یہ چیزیں کلیسیا کے سرداروں کی طرف سے خادم دینوں کو روحانی
اختیارات کے طور پر ملا کرتی تھیں - اِس لئے بادشاہوں اور شہنشاہوں
کی اِس کارروائی سے لوگوں کے دلوں میں کچھ شک سا پیدا ہونے
لگ گیا - اور وہ یہ خیال کرنے لگے - کہ گویا وہ لوگ یہ عمل روحانی
اختیارات بخشنے کی نیت سے کر رہے ہیں - اور در حقیقت بعض
بعض فرمانرواؤں کا دلی ارادہ ایسا ہی تھا +

اِس ناجائز حرکت سے دو نہایت ہی خراب نتیجے ظہور میں
آئے - کیونکہ اوّل تو وہ لوگ کلیسیا کے گنہگار تھے - یعنے وہ اُس
مال کو جو صرف اُسی (یعنے کلیسیا کی ملک تھا) کا وقف تھا -

خرید و فروخت کرتے تھے۔ دوسرے وہ سردار پادری راہب خانہ کے
سردار اور خادم دین پادری مقرر کرتے تھے۔ بلکہ ان پاک عہدوں
کو روپیہ کے عوض بیچنے بھی لگ گئے تھے۔ اور یہ گناہ سمنی
(جو مال کلیسیا کے غریبوں اور محتاجوں کا ہو) کا گناہ تھا۔
اور ان ساری مکروہ کارروائیوں کا سبب سے بدتر نتیجہ یہ
ہوا۔ کہ ان خادم دینوں کے درمیان نفس پرستی اور بے عفتی
بھی اپنے قدم جمانے لگیں۔ کیونکہ ان میں بہت سے ایسے بد
اخلاق اور بدچلن بھی شامل ہو گئے تھے۔ کہ جو حقیقت میں
بھیڑوں کے لباس میں بھیڑیئے تھے۔ کہ جن کا تقرر چند ایک
دنیا پرست اور خوشامد خورے بشپ لوگوں نے کر دیا تھا۔
اسلئے تاکہ حاکمان وقت خوش ہو کر انپر نظر عنایت رکھیں
جب خادم دین ہی ایسے ایسے برائے نام خادم دین تھے۔ تو کب
اور کیسے پاکدامنی کے پاک وعدہ کو پورا کر کے نیک نمونہ
دے سکتے تھے +

(س ۱۷)۔ کیا کلیسیا نے اس سارے بد عملی اور بد
چلنی کو رد کرنے کے لئے کچھ بندوبست نہ کیا تھا۔؟

(ج)۔ بے شک کلیسیا کے سرداروں نے اس ساری بد
عملی اور بدچلنی کو دور کر دینے کے لئے دل و جان سے کوشش کی

اور دنیاوی بادشاہوں کو بھی یہ سمجھایا - کہ اُن کا کوئی اختیار
نہیں - کہ روحانی معاملات میں دخل دیویں - اور نہ کوئی طاقت ہی
ایسی اُن کو حاصل ہے - کہ جس کے رو سے وہ کلیسیا کے عُہدہ دار
مقرر کر سکیں - اِس نصیحت اور نیک صلاح کو اور تو سب نے
مان لیا - مگر شہنشاہ ہنری چہارم والئے ملک جرمنی نے روحانی
اور مذہبی کاموں میں دخل دینا اور خود مسر ہونا چاہا - جس کے
باعث اُس کو خداوند کی کلیسیا سے خارج کر دیا گیا - آخر کار
بہت سے جھگڑوں اور تکلیفوں کے بعد یہ فیصلہ قرار پایا - کہ جو جو
دنیاوی طاقتیں کلیسیا کے بشپوں خادم دینوں وغیرہ پر ملک
ملک کے حاکم عنایت کرنا چاہیں - وہ اُن اختیارات کے نشان
میں بجائے انگوٹھی اور صلیب کے کچھ اور چیزیں دیا کریں +
اِن کم بخت واقعات کے باعث ایسی ایسی تکلیفیں اور ایسے
ایسے بد نمونے عمل میں آئے - کہ جن کے سبب سے کلیسیا کے
مخالفوں کو اُس پر طرح طرح کے بہتان بکنے کے ہمیشہ موقعے
ملتے رہیں +
مگر مخفی نہ رہے - کہ اِن مصیبتوں اور بد نمونوں کو دیکھ کر
ہمارا ایمان ہرگز کمزور نہ ہونا چاہئے - وجہ یہ - کہ اگر اِس پاک کلیسیا
کی بنیاد ڈالنے والا محض ایک انسان ہی ہوتا - تو دسویں صدی

کے اندر ہی اندر کلیسیا کا خاتمہ ہوگیا ہوتا۔ مگر کہاں! ۔ اُس کا
بانی تو خود خداوند خدا تھا۔ وہ کب اپنی کلیسیا کو باوجود اِن پاک
وعدوں کے (کہ دوزخ اور شیطان اُس پر کبھی فتح نہ پائینگے) تباہی
اور بد چلنی میں غرق ہونے دیتا تھا +

فصل دوم

عالیجناب گریگوری صاحب ہفتم کے زمانہ سے لیکر لوتھری بدعت کے آغاز تک

(س ۲۷)۔ گیارھویں صدی میں کونسی بدعت نے کلیسیا پر حملہ کیا تھا۔؟

(ج)۔ سنہ ۱۰۵۰ء کے قریب برن گاریوس نامی ایک شخص نے (جو انجرز کا آرچ ڈیکن بھی تھا) محض شہرۂ آفاق ہونے کی خاطر ایک ایسے الٰہی بھید پر حملہ کیا۔ کہ جس پاک بھید کی گذشتہ دس صدیوں سے برابر تعظیم و تکریم ہوتی چلی آئی تھی۔ اِس شخص نے یہ نیا مسئلہ کھڑا۔ کہ پاک یوخارسٹ میں خداوند مسیح کا جسم اور خون حقیقتاً اور اصلاً موجود نہیں ہیں۔ اِس من گھڑت اور بد تعلیم کے خلاف ہر طرف سے اعتراض ہونے لگے۔ اور بہت سے ایسے رسالے اور کتابیں لکھی گئیں۔ کہ جن میں پاک کلیسیا کے قدیمی اور سچے اعتقاد کو پاک کلام کے مطابق نہایت قوی اور نہایت

معقول دلیلوں سے سچّا اور درست ثابت کیا گیا - علاوہ
اِس کے شہر روما میں ایک پنچایت بھی کی گئی - جس میں یہ
معلّم کاذب کو بھی حاضر ہونا پڑا - چونکہ نہایت ہی زبردست
اور عمدہ عمدہ دلیلوں سے اُس کی تعلیم ردّ ہو چکی تھی - اِس لئے
اب وہ اپنی غلطی پر پچھتایا - اور اِس غرض سے کہ دنیا اُس
کی سچّی توبہ سے آگاہ ہو جاوے - اُس نے اپنی تمام کتابوں کو
جو اُس نے پاک یوخارسٹ کے خلاف لکھی تھیں سب کے
سامنے جلا دیا - اور سب کے سامنے اپنی غلطی پر پشیمان ہوا +

جب یہ بدعت اور من گھڑت مسئلہ خود اُس کے اپنے ہی
بانی کی زبانی ردّ ہو چکا - تو صدیوں تک کسی کو اُس کا خواب
و خیال تک بھی نہ تھا - مگر بعد میں جب نئی نئی بدعتیں پیدا
ہوئیں - تو کالون نے (جس کا ذکر آگے آئیگا) پھر نئے سرے سے
اِس بدعت کو پھیلانا چاہا +

(س ۳۷) - یونانی کلیسیا کے الگ ہو جانے کا کیا سبب تھا؟
(ج) - اِس جدائی اور مذہبی اختلاف کی بڑی بھاری وجہ یہ تھی - کہ
قسطنطنیہ کے پیٹرآرک چونکہ بہت ہی حسد اور لالچ کرنے والے تھے -
اِس لئے اوّل اوّل تو بہت سے عرصہ تک وہ اندر ہی اندر سے
تخت کے سرداروں کے مسیحی دنیا کی تمام کلیسیاؤں پر اختیارات

اور فضیلت کے باعث جلتے رہے - مگر میکائیل سیرولاریوس کے زمانہ
میں (جو ایک بڑا طامع اور بے لحاظ شخص تھا) - یہ رسولی قلمرو —
(قسطنطنیہ کا تعلق) وحدتِ ارادی کے مرکز یعنے پاک کیتھولک کلیسیا
سے بالکل ہی الگ ہو گیا - میکائیل نے اُن خوشبو والی پرانی
پرانی چالاکیوں والزاموں اور تہمتوں سے اپنی ناجائز اور نالائق
حرکت کو جائز بنانا چاہا - چنانچہ انہوں نے لاطینی خادم دینوں پر
یہ اعتراض کئے - کہ وہ ڈاڑھی موچھ کی صفائی کرا دیتے ہیں - ہفتہ کو
یعنے سنیچر کے روزہ سے رہتے ہیں - چالیس روزوں کے ایام میں
(آلِ لویا) نہیں گاتے - اِس طرح کے عذر رکھ کر اور اپنی علیحدگی
کو مکمل بنانے کے لئے ۱۰۵۳ء میں اُس نے حکم عام دیدیا - کہ رسولی
تخت کے سردار کی فرمانبرداری سے قطع تعلق کر لیں - وہ اسی
بات پر ہی قانع نہ رہا - بلکہ یہانتک کہ شہر کے اندر جو جو لاطینی
گرجے تھے وہ سب بند کرا دیئے گئے - اور تعصب کے جوش
میں آ کر کئی ایک نامعقول حرکتیں بھی کیں - مثلاً جن لوگوں نے
لاطینی گرجوں میں بپتسمہ پایا تھا - اُن کو دوبارہ بپتسمہ لینے
پر مجبور کیا گیا ÷

اِس واقعہ کے بعد کئی ایک تہمت آمیز خطوں اور طرح طرح
کی جھوٹی تحریروں سے اُس نے یروشلم اسکندریہ اور انطاکیہ

کے بیشتر آرکوں اور مشرقی ملکوں کے کئی ایک بشپ لوگوں کو
کلیسیا کے سردار کی اطاعت سے منحرف کر کے اپنے ساتھ ملا لینے
کی کوشش بھی کی +

اِس طرح کی چالاکیوں اور دغا بازیوں سے اگرچہ وہ قدرے
کامیاب تو ہو گیا - پر پھر بھی کوئی اختلاف مذہب ابھی تک عام
طور پر ظہور میں نہ آیا تھا - مگر اتفاق ایسا ہوا - کہ لاطینیوں
نے اِس اثنا میں قسطنطنیہ کی سلطنت اور شہر کو فتح کر کے اپنے
قبضہ میں کر لیا تھا - یہ بات یونانیوں کو گوارا نہ تھی - اِس لئے
وہ لاطینوں سے سخت نفرت اور پرہیز کرنے لگ گئے - اور
رفتہ رفتہ اُن سے بالکل ہی الگ ہو گئے +

(س لم ۷) - مقدس برد لو اور اُس کے اہل جماعت کا کچھ حال
قلم بند کرو - !

(ج) - یہ مقدس برد لو ولی اللہ اپنے زمانہ کا نہایت ہی عالم و فاضل
اور لائق و فائق مورخ تھا - اِس کے علم و لیاقت کا اِس قدر شہرہ
ہو گیا تھا - کہ شہر ریمز واقع ملک فرانس کی کلیسیا میں سب
کے اتفاق رائے سے اُس کی اعلےٰ لیاقتوں اور قابلیتوں کے باعث
اُس کو لیکٹر یعنے اعلےٰ جماعتوں کے اُستاد فاضل کا رتبہ عطا کیا
گیا - کیونکہ اِن دنوں میں شہر ریمز اپنے اعلےٰ کالجوں اور مکتبوں

(س ۹۶)- صلیب کی لڑائیاں یا جہاد کی بنا کس طرح پڑی تھی؟

(ج) امیینس واقع ملک فرانس کے علاقہ کا ایک گوشہ نشین خادم پیٹر یا پطرس نامی شہر یروشلم یعنے بیت المقدس کے حج کو گیا۔ اور جب شہر کے اصلی حالات سے اُسکو واقفیت ہوئی۔ تو اُس کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ کیونکہ اِس جگہ کے سارے متبرک مقامات محمدیوں کے قبضۂ تصرف میں تھے۔ جو اُن کی بڑی بے قدری کرتے تھے۔ اور مشرقی ملکوں کے مسیحوں کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آتے تھے۔ وہاں سے واپس آکر وہ سیدھا سربر کلیسیا یعنے عالیجناب اربن صاحب دوم کی میں گیا۔ اور ملک کنعان کی قابل رحم حالت کو اُن کے سامنے ایسی درد انگیز اور دلکش طرز سے بیان کیا۔ کہ جس کے سُننے سے خداوند مسیح کے جانشین نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ جس قدر جلدی اور جہانتک ہو سکے اِن متبرک مقاموں اور مظلوم مسیحوں کی خلاصی کی تجویز کرنی چاہئے چنانچہ اُس نے حکم دیا۔ کہ ایک پنچائیت منعقد ہو۔ جس کا جائے وقوع مقام کلرمانٹ صوبہ انورن قرار پایا۔ جب پنچائیت جمع ہو گئی۔ تو میر مجلس نے اُس خرقہ پوش خادم یعنے پطرس کو حکم دیا کہ تم نے جو جو مد فوعات شہر یروشلم میں اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اُن کو سب کے سامنے کہہ سناؤ۔ چنانچہ اُس حکم کی تعمیل میں

اُس نے اُن دل سوز اور ظالمانہ کارروائیوں کو ایسے پیرایہ میں ظاہر کیا۔
کہ سننے والوں کے دل پانی پانی ہو گئے۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے
لگے۔ اور سب یک زبان ہو کر بول اُٹھے (خداوند کی مرضی پوری ہو)۔ اِس
تقریر پُر تاثیر کا ایسا اثر ہوا۔ کہ ہر درجہ کے لوگ ملک کنعان کی آزادی کے
لئے آکر مسیحی سپاہ میں بھرتی ہو گئے۔ اور اپنے لشکر کا یہ نشان مقرر
کیا۔ کہ ہر ایک شخص کے داہنے کندھے پر سرخ کپڑے کی صلیب لگی ہوئی
تھی۔ چنانچہ اِسی نشان کی وجہ سے اِس لڑائی کو صلیب کی لڑائی کے
نام سے پکارتے ہیں +

(س ۷۶)۔ صلیب کی پہلی لڑائی کا مختصر حال بیان کرو۔!

(ج) مسیحی لشکر نے ایشیا میں قدم رکھتے ساتھ ہی کئی ایک
لڑائیوں میں ترکی لشکر کو شکست پر شکست دیکر بھگا دیا۔ اور ملک
کنعان کی حدود میں پہنچکر سیدھا بیت المقدس کا رخ کیا۔ کیونکہ اِس
ساری مہم کا گو یہ مقصد وہی تھا۔ اگرچہ محمدیوں نے شہر کی حفاظت کے
لئے بہت کچھ سامان کر لیا تھا۔ مگر مسیحی لشکر ایسی بہادری اور
جانفشانی کے ساتھ لڑا۔ کہ اُن کے سارے منصوبے خاک میں مل
گئے۔ اور پانچ ہفتہ کے محاصرہ کے بعد بروز جمعہ تین بجے شام کے
مسیحی لشکریوں نے حملہ کر کے شہر کو فتح کر لیا +

جب شہر میں امن و امان قائم ہو گیا۔ تو صلیب کے لشکر

کے بہادروں نے اپنے ہتھیار اور زرہ بکتر جو ابھی خون میں لتھڑے ہوئے
تھے۔ اُتار کر الگ رکھ دیئے۔ اور آپ ننگے پاؤں آنکھیں آنسوؤں سے
تر اور دل میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اُن مقامات کی زیارت کو
روانہ ہوئے۔ کہ جہاں جہاں سے مصیبت اور تکلیف کے وقت ہمارے
مبارک نجات دہندہ کا گذر ہوا تھا۔ اِس واقعہ کے آٹھ روز
بعد لشکر کے خاص خاص سرداروں نے جمع ہو کر یہ صلاح کی۔ کہ کوئی ایسا
شخص اِس ملک کا بادشاہ منتخب کیا جاوے۔ جو اُن کی اِس بیش
قیمت اور گراں بہا فتح مندی کو قائم رکھ سکے۔ چنانچہ سب کی رائے
کے اتفاق سے گاڈفری اوف بوئیلون ڈیوک اوف لارین۔ اِس عالی
جاہ عہدہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ بہادر شہزادہ جیسا کہ اپنی
بہادری اور شمشیر زنی کے لئے مشہور تھا۔ ویسا ہی وہ پرہیزگاری
اور دینداری میں بھی نامور تھا۔ اِس کے بعد وہ سب اکٹھے ہو کر
ایک گرجا میں آئے۔ اور گاڈفری کی تاج پوشی کی رسم ادا کی گئی۔
کہتے ہیں۔ کہ جب اثنائے رسم میں سونے کا جڑاؤ تاج اُس کے سر
پر رکھنے کے لئے لایا گیا۔ تو اُس نیک نہاد اور سچے مسیحی بہادر نے
اُسے پہننے سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہنے لگا۔ کہ کیا یہ زیبا اور
درست ہو سکتا ہے؟ کہ میں اِس جگہ میں کہ جہاں پر میرے
مبارک شفیع اور شاہوں کے شاہ کے سر پر کانٹے دار تاج

رکھا گیا تھا۔ سنہری تاج پہنوں۔ یہ واقعہ ۱۰۹۹ء میں وقوع میں آیا

(س ۷۷)۔ صلیب کی لڑائیوں کے وقوع میں آنے سے کونسی

کونسی نئی ترقی ظہور میں آئی۔ ۹

(ج)۔ صلیب کی لڑائیوں کے وقوع میں آنے کے باعث کئی ایک

نئی جماعتیں قائم ہو گئیں۔ جو ہر دو مذہبی اور جنگی جماعتیں تھیں

چنانچہ ان میں سے نہایت ہی مشہور اور نہایت ہی قدیم جماعت

مقدس جان کی وہ بہادر اور دینی جماعت ہے جو ہاسپٹلرز آف

سینٹ جان کے نام سے موسوم ہے۔ اس جماعت کا شفا

خانہ اوّل ہی اوّل ۱۱۱۰ء میں صرف ایک ہسپتال کی صورت

میں شہر یروشلم کے اندر اس غرض سے قائم ہوا تھا۔ کہ ایک

تو وہ حجاج کے لئے ٹھہرنے کی جگہ ہو۔ دوسرے بیماروں کی

بیمارداری اور دارو دوائی کا سامان مہیا ہو۔ چنانچہ جب

یروشلم مسیحی فوج کے قبضہ میں تھا۔ تو اُن کے کئی ایک خاص خاص

بہادر اُمرا اور سپہ سالار محبت الٰہی کے جوش سے پُر جوش ہو کر

محتاجوں اور غریبوں کی حاجت روائی کرتے تھے۔ اور اور کئی

طرح کی دیندارانہ خدمتیں بجا لاتے تھے۔ اور نہ صرف الٰہی خدمتگذاری

پر قانع رہتے تھے۔ بلکہ ضرورت کے وقت اپنے دشمنوں کے مقابلہ

میں بھی بے دھڑک آن موجود ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی تندی اور

جوش کا ایسے موقعوں پر کچھ ٹھکانا نہ تھا - مگر اپنے شفاخانوں کے
اندر وہ اہل حاجت اور بیماروں کے ساتھ نہایت ہی ہمدردی اور
فروتنی کے ساتھ پیش آتے تھے +

یہ نئی جماعت بہت ہی ترقی کر گئی - مگر جب تقریباً سو سال
کے عرصہ کے بعد یروشلم کی سلطنت میں زوال آنا شروع ہو گیا -
تو وہ مسیحی بہادر وہاں سے جزیرہ روڈس میں چلے گئے - اور وہاں سے
جا کر مالٹا کے جزیرہ میں مقیم ہو گئے - اور ان دونو جزیروں میں دین عیسوی
کے حق میں وہ خوب داد مردانگی دیتے رہے - اور اس اپنی پاک مہم میں
اعلے درجہ کی بہادری دکھلاتے رہے - جب ترکوں نے ان جزیرہ کا محاصرہ
کیا - تو انہوں نے محاصرین کو ایسی ایسی زکیں دیں - کہ جن کی نظیریں تواریخ
میں بہت کم پائی جاتی ہیں - محمدی لشکر ان دنوں میں سارے یورپ
میں تہلکا مچا دینے کو طیار تھا - اور اس کو تہ و بالا کر دینے میں بھی
ضرور کامیاب ہو جاتا - مگر چونکہ خود خداوند کو یہ منظور نہ تھا - کہ اس کے
بندے ان آفتوں سے محفوظ رہیں - اس لئے مقدس جان کے بہادروں
جیسے بہادر اس بلا کو روکنے کے لئے بھیجے گئے - جنہوں نے جاتے ہی
اس کو (محمدی لشکر کو) مالٹا پر ہی روک دیا +

(س ۷۸) - کیا اور بھی مذہبی جماعتیں ایسی ہیں - جو اس بارھویں
صدی میں کیتھلک کلیسیا کے زیر سایہ خداوند کی خدمت کے

لیئے قایم ہوئیں۔؟

(ج)۔ اگرچہ اِس صدی میں کئی ایک جماعتوں کی بنیاد پڑ گئی تھی
مگر اُن میں سے قابلِ ذکر صرف یہ ہیں۔ (۱)۔ پریمان ٹرینس درویشوں
کی جماعت جس کی بنیاد مقدّس نار برٹ نے (جو بعد میں شہر مگڈبرگ
(ملک جرمنی) کا آرچ بشپ ہوگیا تھا) ڈالی تھی۔ ب۔ سسے توئے جماعت
جو سسے توئے نامی کے جنگل میں رہائش اختیار کرنے سے اِس نام سے
نامزد ہے۔ اور ملک فرانس کے صوبہ برگنڈی میں اِس کا آغاز ہوا۔
اور سسٹرشین جماعت کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ جنگل جو ان تارکِ
الدنیا خدا پرستوں کی رہائش کی جگہ بنے بالکل ایسے ڈراونے اور غیر
آباد تھے۔ کہ سوائے جنگلی درندوں اور شکاری جانوروں کے
اور کسی چیز کا نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ مگر اِن پرہیزگار اور پارسا
درویشوں کی ایک بڑی سی ٹولی اِس غرض سے وہاں جا کر آباد
ہوگئی۔ کہ مقدّس بینڈکٹ کے طریقِ زندگی کے مطابق رہبانیت زندگی
اختیار کریں۔ اِن زاہدوں اور خدا پرستوں کے قدم ایسے مبارک
تھے۔ کہ وہ ویرانہ جو درندوں اور وحشی جانوروں کا مسکن تھا
اولیاؤں اور مقدّسوں کی ایک ایسی بستی بن گئی۔ کہ جس کے
ساکنین کو سوائے مالکِ حقیقی اور ربّ العالمین کی ستائش
کرنے اور اُسکی بندگی اور عبادت میں مصروف رہنے کے اور کوئی

دوسرا خیال اور کام نہ تھا +

(س ۹۷) - تمہاری رائے میں بارھویں صدی کے دَور میں
کلسیا کا نہایت مشہور خادم اور وفادار غلام کون تھا - ؟

(ج) - اِس صدی میں جیسا کہ اور صدیوں میں ہوتا رہا ہے
یوں تو بہت سے مشہور و معروف خادم دین گذرے ہیں مگر مقدس
برنرڈ سب میں شہرہ آفاق ہوا ہے - یہ مردِ خدا ایک شریف
اور دولت مند گھرانے میں پیدا ہوا تھا - اور خداوند کے فضل
سے ہر دو بیرونی اور اندرونی خوبیوں سے خوب آراستہ و
پیراستہ تھا - اور پروردگارِ عالم نے اِس میں کوئی کمی ایسی
نہ چھوڑ رکھی تھی - کہ جس کے باعث یہ نوجوان دنیا میں عزت اور
قدر کے لائق نہ سمجھا جاوے - مگر اِس نیک نہاد کا دل اور ہی طرف
مائل تھا - اور محبت الٰہی کا اُس پر اِس قدر غلبہ تھا - کہ اُس نے
عین جوانی کی حالت میں ہی اپنے آپ کو اپنے خالق کی نذر کر دیا
اور عنقریب اپنے سب بھائیوں اور بہت سے اور ایسے
نوجوانوں سمیت کہ جن کے دل اُس کی نصیحتوں اور باتوں سے
دنیا سے متنفر ہو گئے تھے - وہ سسٹرشین درویشوں کی نئی جماعت
میں شریک ہو گیا - اِس کی اِس نیک مثال نے اِس قدر لوگوں
پر اثر کیا - کہ وہ جوق جوق کر کے آنے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے

لگ گئے۔ ۱۱۱۵ء میں یہ تعداد اِس قدر بڑھ گئی۔ کہ اُنہیں اپنے
نئے بھائیوں کے لئے اور نئے خلوت خانے بنانے پڑے۔ جن میں سے
ایک تو کلیرووُ نامی شہر شمپیین (واقع ملک فرانس) میں ابتک موجود
ہے۔ اِس نئے راہب خانہ کا سردار درویش مقدس برنرڈ چُنا گیا۔
۔ اور اِس متقی اور پرہیزگار سردار کے ماتحت کلیرووُ کے
راہب بھی اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح برابر باقاعدہ زاہدانہ
اور سرگرم مسیحی زندگی گذارتے تھے۔ اور ہر وقت دل میں یہی دھیان
رکھتے تھے اور اُسی کو اپنا ہمیشہ کا کام خیال کرتے تھے۔ کہ عبادت
الٰہی اور دستکاریوں میں مصروف رہیں۔ اگرچہ یہ جماعت
تعداد میں بہت ہی ترقی کر گئی تھی۔ مگر اُن کے طریق رہائش اور زندگی
کا ایسا عمدہ معقول اور پختہ انتظام تھا۔ کہ دن رات برابر لگاتار
عالم خاموشی چھایا رہتا تھا۔ اِس خاموشی سے اجنبی لوگوں کے
دلوں میں ایسا رعب اور عزت بیٹھ جاتی تھی۔ کہ کوئی بھی چاہے
کتنا ہی دنیادار کیوں نہ ہو۔ کبھی بھی اِس بات کی جرأت نہ کرتا تھا
کہ اِس پاک جگہ میں کسی دنیاوی معاملات کا ذکر اذکار چھیڑے۔
اِس پاک خلوت گاہ کی کشش ایسی تھی۔ کہ وہ ایسے ایسوں
کو بھی اپنے پاس کھینچ لاتی تھی۔ کہ جو دنیا میں نہایت ہی آسودہ سے
آسودہ اور عزت اور وقر کی زندگی گذار رہے ہوتے تھے۔ پروٹ

خلوت گاہ اُن کے دلوں میں مسیح کی محبت ایسی پیدا کر دیتی تھی کہ وہ لوگ اُس کی خاطر ہر طرح کے عیش و آرام ترک کر کے ہر قسم کے دکھ اور مشکلات کو جھیلنے اور ریاضت اور زہد اور مناجات میں عمر کاٹنے اور فروتنی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دیتے تھے +

اگرچہ مقدس بزرگ کی قطعی خواہش تو یہ تھی۔ کہ بے نام و بے نشان اس جھونپڑی کے اندر اپنی فانی زندگی گذار دے۔ مگر اُس کی اخلاقی پاکیزگی اور اُس کی کراماتوں اور اعلٰے لیاقتوں نے اُس کو ایسا شہرۂ آفاق بنا دیا۔ کہ تمام مسیحی دنیا کی آنکھیں اُس پر لگ گئیں۔ اور ملک ملک کے لوگ اُس کی پند و نصائح کے خواستگار ہونے لگے۔ اور اس میں تو ذرا بھی کلام نہیں۔ کہ وہ دکھیاروں کا ہمدرد اور مددگار تھا اور مظلوموں کا حامی۔ بدعتیوں کے ایمان اور عقیدہ کا خطرہ۔ سہل پادریوں اور رسولی تخت کے سرداروں کا مصلح کار تھا۔ الغرض کہ وہ ایک مبارک شفیع کی پاک کلیسیا کا رکن اور اُس کی تسلی اور پناہ تھا +

(س ۸۰) صلیب کی دوسری لڑائی کا کیا باعث تھا؟

(ج) مسیحی ملکوں میں چونکہ پھر نئے سرے سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ملک کنعان پھر دوبارہ ترکوں کے قبضہ میں نہ آ جاوے۔ اس لئے یروشلم کے بادشاہ نے تمام مغربی حکمرانوں سے مدد کی درخواست کی

جس کے جواب میں خداوند مسیح کے اُس زمانہ کے قائم مقام نے برنرڈ کو
جہاد صلیب کی منادی کرنے کے لئے حکم دیا۔ اِس نیک نہاد ولی اللہ نے بہت
ہی پر تاثیر کلام میں اِس کام کو انجام تک پہنچایا۔ اور اثنائے منادی میں
بہت سی کرامتیں اور معجزے بھی دکھلائے۔ جن سے جرمنی اور فرانس کے
لوگوں میں سرگرمی اور جوش بھر آیا۔ چنانچہ یہاں تک کہ لوئیس خورد شاہ فرانس
اور کانرڈ شہنشاہ جرمنی اپنے اپنے بے تعداد لشکر لیکر سنہ ۱۱۴۷ء میں ملک
کنعان کی طرف چل دیئے۔ یہ دونو ٹڈی دل لشکر محمدی سلطنت کو اکھیڑ
پھینکنے کے لئے بالکل کافی تھے۔ مگر ایک تو سپاہیوں کی اپنی کوتہ اندیشی اور
بدچلنی کے باعث دوسرے دغا باز یونانیوں کی شرارت کے باعث جو
اِس دریا دل لشکر سے ڈر گئے تھے بہت سی سپاہ دشمن کے ہاتھ سے
قتل ہوئی +

(س ۸۱)۔ کیا اِس (یعنے صلیب کی دوسری لڑائی) لڑائی میں ناکامیابی
کی وجہ سے مقدس برنرڈ پر الزام نہ لگائے گئے تھے؟ اور اِس کو طرح
طرح کے ناموں سے منسوب نہ کیا گیا تھا۔؟

(ج)۔ اِس ناکامیابی کی خاطر اُس خدا کے بندہ کو ہر قسم کے طعن و
تشنیع کا شکار بنایا گیا۔ مگر اُس متحمل مزاج اور حلیم طبع مسیحی نے نہایت
ہی سوچ سمجھ اور سنجیدگی کے ساتھ یہ جواب دیا۔ (اے میرے بھائیو
یہ مجھ عاجز کا قصور نہیں۔ بلکہ یہ اہل لشکر کی اپنی غلطی اور خطا ہے۔ کیونکہ

اُن لوگوں کی بدکرداریوں اور نافرمانیوں کے باعث خداوند تعالےٰ کو یہ
منظور تھا - کہ اِن شریروں کو بھی بنی اسرائیل کی مانند ملک موعود سے
محروم رکھا جاوے) - یہ زبردست اور معقول جواب کوئی ایسا ویسا
جواب نہ تھا جو اُس نیک مرد کو الزام سے بالکل مبرّا نہ بنا دیتا - اور
اُس کو اُس کے انصاف کی داد نہ دیتا - نہ صرف یہی کہ وہ سارے
الزاموں سے بری سمجھا گیا - بلکہ خداوند جل شانہٗ نے اپنے اِس
سچّے خادم کی بے گناہی اور بے تقصیری کو ثابت کرنے کے لئے اُسکے
ہاتھوں سے ایک کرامات بھی دکھلائی - یعنے اُنہی دنوں میں ایک
شخص اِس مقدس کے پاس آیا - اور اپنے ساتھ ایک لڑکا بھی لایا
جو بیچارہ بالکل اندھا تھا - اور ماں باپ کے لئے بڑی تشویش اور رنج
کا باعث ہو رہا تھا - مغموم (غمزدہ) باپ نے دل سے یوں درخواست
کرنی شروع کی - اَے مسیح کے پیارے خادم اور اُس کی کلیسیا کے خیرخواہ
اُس خالقِ ارض و سما کی جناب میں دعا مانگ ! کہ میرے اِس فرزند
جگر بند کو بینائی عطا ہو جاوے ! یہ سُنکر اُس نرم دل سر دار درویش
نے اپنے ہاتھ اُس بچّہ پر رکھے - اور بارگاہ عالی میں یہ عرض کرنے لگا
اَے خداوند خدا ! اگر صلیبی جہاد کی منادی تیری بے حد پاک مرضی
سے اِس تیرے غلام نے کی ہے - تو تُو اَے میرے خالق ! اپنی بے انتہا
عنایت و کرم و فضل سے اُس منادی کی منظوری اور قبولیت

کے نشان میں اس بچہ کو بصارت بخش !!! - اُس کی یہ دعا جناب الٰہی میں مقبول ہو گئی - اور اُسی دم اُس بچہ کی آنکھیں کھل گئیں جو اُس کے لئے اور اُس کے والدین کے لئے نہایت ہی خوشی اور تسلی کا باعث ہوئیں - اس واقعہ کے تھوڑے ہی روز بعد وہ نیک مرد ولی اپنی ان ساری آزمائشوں اور دکھوں کو (جو خداوند نے اپنے اس پیارے بندہ کو زیادہ تر اپنا منظور نظر بنانے کے لئے بھیجے تھے) صبر اور شکر کے ساتھ برداشت کرنے کے بعد اس ناپائیدار دنیا سے رخصت ہو گیا - اور اپنے آسمانی باپ کی جاویدانی بستی میں جا بسا اس نیک نہاد اور حبیب مسیح پر کلیسیا کے فادروں کا خاتمہ ہے کیونکہ خداوند بزرگ اور شاندار نے اس اپنے حبیب کو اس قدر نیکیاں اور عجیب عجیب لیاقتیں بخشیں تھیں - کہ اُن کی حرف بحرف پوری تعریف کرنا بھی کچھ کام رکھتا ہے +

(س ۸۲) - صلیب کی تیسری اور چوتھی لڑائیوں کا مختصر حال بیان کرو - !

(ج) - ملک کنعان اُس وقت نہایت ہی تباہ حالت میں تھا کیونکہ مسیحی لوگ ایک بڑی بھاری لڑائی میں شکست کھا چکے تھے اور شہر یروشلم محمدی فوج کے قبضہ میں آگیا تھا - اس دل شکن واقعہ کی خبروں نے سلسلے مغربی ملکوں میں خوف اور حیرت چھا دی -

اور لوگوں کے دل میں ایسا جوش پیدا کیا۔ کہ اپنے خانگی جھگڑوں کو بھول گئے۔ اور اپنے دین کی پناہ پر کمربستہ ہو گئے۔ رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپوس گسٹس شاہ فرانس آپس میں لڑ رہے تھے اس خبر کے پہنچتے ہی انہوں نے جھٹ پٹ لڑائی کو بند کر دیا۔ اور دونو کے دونو نے صلیب اٹھا کر مشرق کا رخ کیا۔ تا کہ وہاں پر اس مسیحی لشکر کے ساتھ (جو دو سال برابر شہر ایکڑ کا محاصرہ کئے پڑا ہے) جا ملیں۔ ان دو نو لشکروں کے پہنچنے کے تھوڑے ہی روز بعد ۱۱۹۱ء میں شہر فتح ہو گیا۔ اور شرط یہ ٹھیری۔ کہ ترک لوگ اصلی صلیب کو جو یروشلم کی فتح میں ان کے ہاتھ آئی تھی۔ مسیحوں کے حوالہ کر دیویں +

اس لڑائی میں ایک نہایت ہی عمدہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا یعنے وہ وقت جو شہر یروشلم کی فتح کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ وہ یوں ہی بے فائدہ گذر گیا۔ اس کی اصل حقیقت یوں ہے۔ کہ دونو مغربی اور مشرقی سپاہ کو بہت مدت تک شہر ایکڑ میں پناہ گیر ہونا پڑا اور اسی کی وجہ سے اس قدر دیر ہو گئی تھی۔ کہ یروشلم میں دوبارہ مسیحی سلطنت قائم کرنے کی ساری امیدیں منقطع ہو گئی تھیں اس کے بعد اگرچہ ایک اور بھی لڑائی ہوئی۔ مگر اس میں بھی پہلے سے کچھ زیادہ کامیابی نظر نہ آئی +

(س ۸۳) - کیا صلیب کی پانچویں لڑائی کو پہلی لڑائیوں کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی تھی - ؟

(ج) - اگر دنیاوی پہلو سے اِس لڑائی پر نگاہ کی جاوے - تو وہ نہایت ظفرمندی اور کامیابی کا جنگ تھا - لیکن اگر مذہبی پہلو سے اُس کو دیکھا جاوے - تو دینِ عیسوی کے حق میں اُس کے نہایت ہی خراب نتیجے ظہور میں آئے - جس وقت اور فوجیں ملکِ کنعان میں تو دادِ بہادری دے رہی تھیں - تو فرانس اور وینس کی فوجیں وینس بندر میں پڑی ہوئی اِس بات کا انتظار کر رہی تھیں - کہ جس وقت موقع مناسب ملے - اسیوقت جہازوں میں سوار ہو کر ملک کنعان کی طرف لنگر اُٹھائیں - اثنائے قیام میں شاہزادہ الکسیس جو شہنشاہِ یونان کا بیٹا اور تخت کا حقدار تھا - مگر کسی وجہ سے تاجِ شہنشاہی سے محروم ہو گیا تھا - اُس نے فرانسیسی اور وینیو کی فوج کے سپہ سالاروں سے مدد چاہی - اور یہ کہنے لگا - کہ اگر آپ لوگوں کی طفیل اپنی جدّی وراثت کو پاؤنگا - تو دل و جان سے کوشش کر کے لاطینی اور یونانی کلیسیاؤں میں ہمیشہ کے لئے صلح اور میل جول کرا دونگا - اور علاوہ اِس کے اپنے تخت پر بحال ہو کر ملک کنعان کی فتح میں ہر طرح سے مدد دونگا - اِس پر اُن دونو لشکروں نے اپنی منزلِ مقصود کو جانے کے بجائے قسطنطنیہ کا

رُخ کیا - اور چھ روز کے اندر ہی اندر شہر کو فتح کر لیا - چنانچہ غاصب کسی طرف کو بھاگ گیا - اور نوجوان الکیس کے سر پر تاج رکھا گیا مگر چند ہی روز میں ایک شاہی افسر نے اپنے نئے شہنشاہ کا گلا گھونٹ دیا - اور آپ تخت پر قابض ہو گیا - جس پر فتح مند اور مددگار لشکروں کے غصہ کی آگ بھڑک اُٹھی - اور اس ظلم کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو گئے - قسطنطنیہ پر ایک بار پھر حملہ کیا گیا - اور ایک ہی ہلّہ میں شہر کو فتح کر کے اُس میں لوٹ مچا دی - اس کے بعد انہوں نے اپنے میں سے ایک کو وہاں کا شہنشاہ منتخب کیا - اور اس نئی سلطنت کے انتظام میں اپنے اصلی کام اور مہم کو یعنے کنعان کی فتح کو بالکل ہی بھول گئے - کہ جس کے لئے انہوں نے اپنے وطن مالوف کو چھوڑا تھا - اور دُکھ اور تکلیفیں اپنے ذمہ لیں تھیں - مگر اس سپہ کی بہادری اور فتح سے دونوں کلیسیاؤں میں اتفاق اور رضامندی ہونے کے بجائے اور بھی زیادہ نفاق بڑھ گیا - کیونکہ اُنہوں نے فتح کے گھمنڈ میں یونانیوں پر ایسے ایسے ظلم اور زبردستیاں کیں - کہ جس کے باعث وہ لوگ لاطینیوں سے سخت نفرت کرنے لگ گئے - اور لاطینیوں اور یونانیوں کے درمیان اِس دن سے یعنے سنہ ۱۲۰۴ء سے لیکر دونو کلیسیاؤں میں مذہب کی جُدائی

کی بنیاد بالکل ہی محکم طور سے پڑ گئی +

(س ۴۹)- مقدس ڈامینق کی اصلی رہائش اور اس کی جماعت کی بنیاد اور ترقی کے حالات جو تمہیں معلوم ہوں مختصر لکھو- !

(ج)- یہ مقدس ملک ہسپانیہ کا رہنے والا تھا- اور ابھی نوجوان ہی تھا- کہ خداوند نے اس کے دل میں یہ بے حد شوق پیدا کیا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر روحوں کی نجات اور خلاصی کے لئے خداوند کے باغیچہ میں محنت اور مشقت کے کام کیا کرے- اور البی جینس لوگوں کو کیتھلک دین کی سچائیوں کا قائل کرے- کیونکہ انہوں نے شہر البی اور اس کے گرد نواح میں اپنی غلط کا طوفان امنڈا ہوا تھا- بہت سے اور بھی سرگرم خادم دین اس کے ساتھ آملے- اور ان سب نے ملکر اس مقدس کے زیر ہدایت ایک مذہبی جماعت قائم کی- جس کا خاص اصول انجیل پاک کی منادی کرنا تھا- مگر یہ منادی صرف گنہگاروں کے لئے ہی نہ تھی- بلکہ بدعتیوں اور غیر قوموں کو بھی اس کی پاک روشنی سے بہرور کرنا تھا- یہی وجہ ہے کہ پہلے پہل ان خادم دینوں کو مناد درویشوں کی جماعت کہا کرتے تھے- جب یہ جماعت اچھی طرح سے قائم ہو گئی اور ساری مسیحی دنیا میں اس کی محنتوں اور کوششوں سے بنی آدم

کے نجات دہندہ نے اپنے فضل و انصاف کا جلوہ ظاہر کردیا۔ تو یہ ولی اللہ
بڑی بھاری روحانی خوشی اور تشفی کے ساتھ سنہ ۱۲۲۱ء میں اس جہانِ
فانی سے رحلت کر گیا +

(س ۸۵)۔ روزری یعنے وردِ تسبیح کی رسم کو اس ولی اللہ نے کیونکر
قائم کیا تھا۔؟

(ج)۔ یہ عبادت کا دستور خود مقدسہ مبارک حضرت مریم نے خود سنت
ڈامنیق پر ظاہر کیا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ یہ مردِ خدا سخت فکر اور افسوس
کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور جو جو نقصان الٰہی جنس مدعی کلیسیا
کو پہنچا رہے تھے۔ ان کو یاد کر کے سخت آزردہ دل ہو رہا تھا۔ تو عین
اسوقت مبارک حضرت مریم اُسے نظر آئیں۔ اور تسبیح کو سامنے کر کے
یوں فرمانے لگیں (ڈامنیق جبتک کہ اس زمین میں فضل کی بارش نہ
برسے گی۔ تبتک برابر یہ زمین کلر و شور ہی رہیگی)۔ جس سے مقدس
فوراً یہ سمجھ گیا۔ کہ اس بارش کا مطلب ایک تو عبادت یا وردِ تسبیح
ہے۔ دوسرا اس دستورِ عبادت کو لوگوں میں رواج دینا اور پھیلانا
چنانچہ اس واقعہ کے بعد مقدس نے روح القدس کی مدد سے اس طریق
عبادت کو تمام کاتھولیک ملکوں میں پھیلانے کی کوشش کی۔ اور
قوموں نے بھی اس کو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا۔ یہانتک کہ ہمارے
زمانہ میں بھی کوئی طریق عبادت اور بندگی کا ایسے عام طور پر عمل میں نہیں

لایا جاتا - جیسے کہ عبادت تسبیح +

س ۸۶ - متاد درویشوں کے وقت میں کلیسیا کے دفاع اور ترقی کیلئے اور کون سی جماعت قائم ہوگئی تھی ؟

ج - یہ جماعت چھوٹے درویشوں کی جماعت کے نام سے موسوم تھی - اور اس کا بانی مقدس فرانسیس اسی سی ام تھا - ذکر ہے کہ یہ مرد خدا ابھی بچہ ہی تھا - کہ ایک دفعہ سخت بیمار ہوگیا - اور اس حالت بیماری میں اس نے مصمم ارادہ کیا تھا - کہ اگر اب کے وہ زندہ رہا تو وہ دنیا سے کنارہ کش ہوکر بالکل خداوند کی خدمت میں ہی عمر بسر کریگا - اس کے اس ارادہ سے جب اس کے باپ کو خبر ہوئی - تو وہ نہایت خفا ہوا - اور اس سے بری طرح پیش آیا - بلکہ یہاں تک کہ اس خداترس فرزند کو اس نے مال اور جائیداد سے لاوارث کردیا مگر فرانسیس کو ذرا بھی پروا نہ تھی - چنانچہ وہ کہا کرتا تھا - کہ اگر میرے دنیاوی باپ نے مجھ کو فراموش کردیا ہے - تو میرے لئے تو اور بھی اچھا ہوگیا ہے کیونکہ اب تو میں آسمانی باپ سے ہی محبت رکھوں گا - اور اسی کو (اے ہمارے باپ ... الخ) کہہ کر پکارا کروں گا - اس وقت سے لیکر وہ انجیل پاک کی اس آیت کہ (جبتک تم نہ پھرو اور چھوٹے بچوں کی مانند نہ بنو تم خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے) کا ایسا پابند ہوگیا تھا - کہ وہ اس پر لفظ بلفظ عمل کرتا تھا - اور نہایت ہی

(ج) یہ خدمتیں اور نیک کام کئی ایک طرح سے ظہور میں آئے۔
مگر سب سے بڑھ کر اُس ولی اللہ نے یہ کام کیا۔ کہ اپنی جماعت
میں تین درجے مقرر کیئے۔ اور یہ تیسرا درجہ صرف دنیا دار لوگوں
کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ دنیا دار لوگ بال بچّہ دار ہونے کی وجہ سے
خلوت خانوں اور راہب خانوں میں نہیں رہ سکتے۔ اِسلئے
اُن کے لئے یہ درجہ مقرر کیا گیا۔ تاکہ وہ دنیا میں بھی رہ کر سچّی مسیحی
زندگی اور اخلاقی پاکیزگی کو عمل میں لا سکیں۔ تاکہ اپنی پاک
یعنی پاک کیتھلک کلیسیا کے ہمیشہ سچّے اور فرمانبردار بچّے
بنے رہیں۔ اِس طریقِ زندگی کو ہر ملک اور ہر درجہ کے ہزارہا لوگوں
دنیا داروں نے اختیار کیا۔ اور کرتے جاتے ہیں۔ اور رسولی تخت
کے سردار بھی برابر شروع سے لیکر اِن کو کلیسیا کی نہایت ہی بھاری
مدد خیال کرتے رہے ہیں اور کرتے رہینگے ✤

(س ۸۸)- چھٹی اور ساتویں صلیب کی لڑائیاں کب واقع
ہوئیں۔ اور اُن کا کیا نتیجہ ہوا۔؟

(ج)- اگرچہ باقی ماندہ لڑائیوں کی مانند چھٹی لڑائی ابتدا میں تو اچھی
اور کامیاب رہی مگر آخر میں مسیحی لشکر کو ۱۲۱۹ء میں زک اُٹھانی پڑی
اگرچہ مسیحی لشکر ناکام رہا۔ مگر اتنا تو ضرور کہا جا سکتا ہے۔ ساتواں جہاد
جس میں مقدس لوئیس شاہ فرانس سردار اور رسول تھا۔ کہہ سکتے

ہیں کہ یہ جزو ربیلی پانچ کے لگ بھگ تھا - یہ نیک نہاد بادشاہ بڑی
بھاری فوج لیکر مصر کے سلطان پر حملہ آور ہوا - کیونکہ اُن دنوں
میں ملک کنعان اُس کے قبضہ میں تھا - اِس کے بعد شاہِ فرانس
کی فوج نے پہلے پہل توشہر دمیاط کو آلیا - اور وہاں سے کوچ بکوچ
ملک پر ملک فتح کرتے ہوئے ملک مصر کے عین بیچ میں جا پہنچے
مگر کونٹ اوف آرٹیس فتح کے گھمنڈ میں دشمن کو دبائے ہوئے
آگے چلا گیا - ہر چند شاہی احکام بھی پہنچے تھے کہ دشمن کا پیچھا نہ کرنا
مگر وہ اپنی بے عقلی سے باز نہ آیا - اور نتیجہ یہ ہوا - کہ دشمن کسی اور طرف
سے بڑی بھاری کمک لیکر اِس کونٹ اوف آرٹیس کے بھائی پر
آپڑے - اگرچہ اِس بہادر کی سپاہ چیدہ اور سارے فرانس کا ناک
تھی - مگر دشمن کا لشکر بھی بے شمار تھا - اِس لئے وہ وفادار اور دلیر
مسیحی سردار اپنے بہادر ہمراہیوں سمیت میدانِ جنگ میں ڈھیر
ہو گیا - جس کے بعد فرانسیسی لشکر جلدی ہی دمیاط کو لوٹ آیا -
مگر قحط اور ایک طرح کی بیماری سراعت والی لشکر پر پھوٹ پڑی -
اگرچہ مقدس نے بڑی بہادری اور جاں نثاری کے کام کئے - مگر اتفاقیہ وہ
بھی کسی طرح سے محمدی سپاہ کے ہاتھ میں پڑ گیا - اور اب گو وہ
قید میں تھا - مگر اُس کی پرہیزگاری اور دینداری ویسی ہی تھی -
جیسی کہ جب وہ شاہی محل میں تھا - اور اُس نے اپنے آپ کو

ہو بہو ویسا ہی سچا مسیحی ثابت کر دکھایا - جیسا کہ ہر ایک سچے اور
بہادر مسیحی کو ہر حالت میں ہونا لازم ہے - اُس کا دل اور مزاج بعینہ
ایک ایسے بہادر کی مانند تھا - جو ہر حالت میں دلیر اور مستقل مزاج
رہتا ہے - چنانچہ چند ماہ کی قید کے بعد جب مقدس لوئیس مصر کے
سلطان کی قید سے رہا ہو گیا - تو وہ ملک کنعان کی طرف چلا گیا -
اِس ملک میں جتنے بڑے بڑے قصبے اور شہر ابھی تک مسیحیوں کے قبضہ
میں تھے اُن کی حلقہ بندی کرائی - اور پھر ہزارہا مسیحی لوگوں کو جو محمدیوں
کے ہاتھ میں قید تھے - بہت سا روپیہ دیکر چھوڑا یا - اور اِس خطرہ
میں تھا کہ کہیں وہ مسیحی مذہب سے برگشتہ نہ کئے جاویں - اور پھر واپس
فرانس کو چلا گیا +

(س ۸۹) - آخری جہاد یعنے صلیب کی لڑائی کا باعث اور مقدس
لوئیس کی موت کا باعث اور حال مختصر بیان کرو - !

(ج) - جب مقدس لوئیس نے یہ سنا - کہ محمدیوں نے ملک
کنعان کے ایسے مسیحی باشندوں پر (جنہوں نے اپنے پاک مذہب
کو ترک کر دینے سے اور محمدی دین کو اختیار کر لینے سے انکار کر دیا
ہے) بہت سخت ہی ظلم اور سختیاں شروع کر دی ہیں - اِس لئے
مقدس لوئیس نے اُن مظلوموں کو ظلم سے بچانا مناسب خیال
کیا - اور اِس آخری جہاد کا بیڑا اُٹھایا - روانگی سے پہلے اپنے

ظہور میں آئے کہ جن کی خاطر کلیسیا کو اُسے مقدس کا خطاب دینا پڑا +

(س ۹۰)- اُن جہادوں یا صلیب کی لڑائیوں کی بابت تمہاری کیا رائے ہے - ؟

(ج)- ہمیں ان کو اسی طرح سمجھنا چاہیئے - اور ویسی ہی نظر سے دیکھنا چاہیئے - کہ جیسا تواریخوں سے ہمیں پتہ لگتا ہے اور نہ کہ ایسے لوگوں کی باتوں کو ماننا - اور ایسے خیال اور طرز سے اُن سارے ماجروں کو سمجھنا چاہیئے کہ جیسے کوئی زمانہ متعصب اور زمانہ ساز لوگ سمجھانے کی کوشش کیا کرتے ہیں - چونکہ ان لڑائیوں کا سارا مدعا مشرقی ملکوں کی مسیحی قوموں کی مدد اور حفاظت کرنا - اُن کو محمدی لوگوں کے ظلم سے پناہ دینا - اور خود ساری یورپ کو بھی ان لوگوں کی وحشیانہ تندی سے بچانا تھا - کیونکہ وہ محمدی لوگ اُس وقت اُس کو کرسنٹ یعنے ترکی جھنڈے کے مطیع کرنا چاہتے تھے - اِس لئے یہ سارے صلیبی جہاد جائز اور دیندارانہ کام تھے - اگر اُن میں سے اکثروں میں ناکامیابی رہی - تو اُس کی ناکامیابی کا باعث زیادہ تر اوّل تو یونانیوں کی طرف سے دغابازی کا وقوع میں آنا تھا - دوسرے خود صلیب کے لشکروں کی آپس میں ہی ایک دوسرے سے بد اتفاقی اور ناچاقی پیدا ہو گئی - اور

بھی روکوں کے پیدا ہوجانے کے باعث اگرچہ مشرقی ملک فتح نہ ہوسکے
مگر پھر بھی تو مغربی ملکوں کو اِن لڑائیوں سے بہت سے فائدے
پہنچ گئے۔ اوّل تو کئی ایک دفعہ اِن لڑائیوں کے باعث عیسوی باہمی
کی آپس کی لڑائیاں تو بند ہوگئیں خانگی جھگڑے جو دو سو برس
سے خود بادشاہوں اور اُن کے امیروں کے درمیان چلے آتے تھے ختم
ہوگئے۔ اور وہ فوجیں اور سپاہ جو مسیحی بادشاہوں کی باہمی بربادی
کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہی تھیں۔ وہ ایک دل اور ایک
جان ہوکر ایک غیر اور فتحمند قوم کے مقابلہ پر آن موجود ہوئیں
اگرہم تمام تہمتوں کو بے بنیاد اور تمام الزاموں کو ناجائز ثابت
کرنا۔ اور اُن صلیب کے جہادوں کو بطور درست اور جائز کار
روائیوں کے دکھلانا چاہیں۔ تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اُس
زمانہ کے طاقتور سے طاقتور اور پرہیزگار سے پرہیزگار بندے بھی
اُن میں ظاہرا طور پر شریک ہوئے۔ اور کلیسیا نے حسب
معمول روح القدس کی الٰہی روشنی کی مدد سے نہ صرف اُن
جنگوں کو منظور ہی کیا۔ بلکہ اپنی ساری طاقت سے اُن میں
مدد امداد بھی کی اور کئی ایک معجزوں سے جو اکثر جہادی کرنے
والوں کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئے تھے۔ اُن سے بھی یہ ثابت ہوگیا
کہ خدا عزّوجلّ کی مرضی ہے کہ یہ جہاد ساری دنیا کے لئے مفید ہیں۔

(س ۹۱)- کیا تیرھویں صدی میں بھی کلیسیا کے اندر ایسے فرشتہ
خصلت بندے پیدا ہوئے - کہ جن کی اعلیٰ نیکیوں اور عمدہ
لیاقتوں کے باعث اُن کو مقدس کا خطاب دینا - اور عالم و فاضل
کہنا بے جا نہ ہوگا -؟

(ج)- اس صدی میں یوں تو بہت سے عالم و فاضل و متقی و
پرہیزگار گذرے ہیں - مگر اُن میں نہایت ہی مشہور و معروف خداوند
بوناوینٹورا اور مقدس طامس متوطن اکوئینس ہیں - ان دونو
کا وطن مالوف اطالیہ تھا مقدس طامس مقدس ڈومینک کی
جماعت کا خاص سنگار اور زینت تھی معلوم ہوتا ہے - کہ خداوند
کی یہ پاک مرضی تھی - کہ اس اپنے پیارے خادم کو اپنی کلیسیا کی
روشنی پھیلانے والوں سے بطور ایک کے ٹھیرا دے - اس لئے
اُس نے (یعنے خداوند نے) اُس کے دل کو ہر طرح کے حمیدہ اور نیک
صفات سے پُر کیا - اور اُس نے بھی ہر طرح کے علم و ہنر میں فضل الٰہی
سے بہت جلد ترقی کرلی - مگر شرمیلا اور باحیا ایسا تھا - کہ اُس
نے اپنی لیاقتوں کو بہت ہی خبرداری سے چھپائے رکھا - اس
لئے لوگ اُس کے خاموش رہنے کے باعث یہ خیال کرنے لگ گئے
کہ وہ بالکل کند ذہن اور موٹے دماغ کا آدمی ہے - اور اُس کے
ہم مکتبوں نے تو اُس کا نام ہی ساند بیل رکھ چھوڑا تھا -

فوراً الٰہی محبت اور دینداری کے آثار ظاہر کرنے لگا - ایکدفعہ
وہ ایسا سخت بیمار ہوگیا - کہ اُس کے جینے کی امید نہ رہی -
مگر خداوند نے اپنے پیارے ولی یعنے مقدس فرانسیس کی دعا
اور زاری سے اُس نوجوان کو شفا بخشی - جس کی شکرگذاری میں
وہ اسی جماعت کا شریک ہوگیا - اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی
فرشتہ خصلت سے اسرافیلی سردار کی وفات پر وہ اُس جماعت
کا سردار مقرر کیا گیا - خداوند مسیح کے جانشین عالیجناب گریگوری
صاحب دہم اُس پرہیزگار عالم و فاضل کی خوبیوں اور لیاقتوں کی
بہت قدر کیا کرتے تھے - یہانتک کہ رفتہ رفتہ اُنہوں نے اُسے شیرکار
کلیسیا کے عالیجاہ رتبہ پر پہنچا دیا - خود بوناونیٹور کے خلاف مرضی
اُس قدر والے عہدہ کے ملنے کے تھوڑے عرصہ بعد اُسکو شہر
لینز میں جنرل کونسل یا پنچایت عام کے موقعہ پر جانا پڑا تھا -
مگر وہیں اُس کا انتقال ہوگیا - اور اپنی یادگاری کی کئی ایک
تصنیفات چھوڑ گیا - جنمیں پرہیزگاری اور خداپرستی کے
عجیب عجیب کرشمے پائے جاتے ہیں اور جنکی وجہ سے یہ نیک
بنیاد مرد اپنے زمانہ کے اور عالموں اور فاضلوں میں یکتا زندگی
کے اُستادوں میں سب سے اعلیٰ اور برتر خیال کیا جاتا ہے +
س ۹۲ - کیا یونانی خارجیوں نے کلیسیا کے ساتھ پھر

ملاپ کرنے کا کوئی ارادہ ظاہر کیا تھا۔؟

(ج)۔ سنہ ۱۲۷۴ء میں یونانی شہنشاہ میکائیل پالیولوگس نے دل و جان سے یہ چاہا کہ ساری بدعتوں کا خاتمہ ہو جاوے۔ اس لئے اس نے یہ التجا کی کہ لائینز میں ایک اور جنرل کونسل کی جاوے جو چودھویں جنرل کونسل کے نام سے مشہور ہے۔ اس مجلس میں جو یونانی ایلچی اور قاصد شریک ہوئے تھے۔ وہ یہ بیان کرنے لگے کہ ہم اپنے شہنشاہ اور مشرق کے بشپوں یعنے سردار پادری صاحبان کی طرف سے بطور قاصدوں کے اسلئے آئے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح کے جانشین کو ساری مسیحی کلیسیا کا سردار تسلیم کریں اور اختلاف مذہب کو ترک کر کے ہمیشہ کے لئے پاک کیتھلک کلیسیا کی تعلیم اور مسئلوں کو وفاداری سے قبول کریں۔ اس واقعہ کے بعد اور کچھ عرصہ تک تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا اب تو دو کلیسیاؤں میں یکتا اور پائدار اتفاق پیدا ہو گیا ہے۔ مگر اس نیک بخت شہنشاہ میکائیل پالی لوگس کے جانشینوں کے زمانہ میں یونانی کلیسیا روحانی سلسلہ کے مرکز سے پھر الگ ہو گئی ✤

(س ۹۲)۔ مغربی ملکوں میں اختلاف مذہب بڑھ جانے کی اصلی وجہ کیا تھی۔؟

(ج)- اِس کی وجہ تواریخوں میں جو درج ہے وہ یہ ہے کہ چودھویں
صدی کے شروع شروع میں رسولی تخت کے سردار عالیجناب
کلیمنٹ صاحب پنجم جو فرانسیسی تھے- اُنہوں نے اپنا
صدر مقام شہر آوگنوں واقع ملک فرانس کو بجائے روما کے
بنایا- اور ایسے ہی اُس کے چار یا پنج جانشینوں نے بھی اُسی جگہ
کو جائے رہائیش رکھا- اُن رسولی تخت کے سرداروں کو بہت
مدت تک روما اور ملک اطالیہ میں موجود نہ ہونے کے باعث
کئی ایک نفاق اور خانہ جنگیاں پیدا ہو گئیں- اِسلئے آخرکار
اہل روما نے ایسی سرگرم درخواستیں اور اِس قدر منتیں کیں
کہ عالیجناب **گریگوری** صاحب یازدہم نے ۱۳۷۷ء میں
پُرانے صدر مقام کو پھر نئے سرے سے رونق بخشی اور دوبارہ
امن و امان قایم کیا*

اِس کی وفات کے بعد اہل روما اِس بات سے ڈرے
کہ کہیں ایسا نہ ہو- کہ رسولی تخت کا نیا سردار پھر کوئی فرانسیسی
ہی نہ چُنا جاوے- کہ جو روما کو چھوڑ کر اوگنوں کو اپنا دار الخلافہ
بنا لیوے- اِسلئے وہ کان کلیو کے اردگرد جہاں سارے شیرکار
اور ارکان کلیسیا موجود تھے- آن جمع ہوئے- اور وہ بہت ہی غل
غباڑہ مچا کر کہنے لگے- کہ یہ نیا سردار کلیسیا ضرور بر ضرور رومی

یعنی بانسیرہ روما ہونا چاہئے۔ بلکہ گستاخانہ کلاموں سے اُن کو
دھمکانے بھی لگے۔ اِن دھمکیوں اور جھبکیوں میں آکر مشیروں
نے جلدی جلدی ایک سردارِ کلیسیا چنا۔ جو اربن ششم کے
نام سے رسولی تخت کا فرمانروا ہوا۔ مگر جب اُسے روما سے
تھوڑے عرصہ تک چلے جانے کا اتفاق ہوا۔ تو بعض بعض
مشیروں اور صلاح کاروں نے یہ بہانہ کیا۔ کہ اُس کے منتخب کرنے
میں ہمیں پوری آزادی اور کافی وقت نہ ملا تھا۔ اِس لئے
اُس کا انتخاب جایز اور شرعی طور پر درست نہ ہوا تھا۔ اِسلئے
۱۳۷۹ء میں ایک اور سردارِ کلیسیا چنا جو کلیمنٹ ہفتم
کہلایا۔ اِس اختلاف مذہب نے فوراً کلیسیا میں ایک خطرناک
کھلبلی ڈالدی۔ اور مسیحی مذہب تھوڑے ہی عرصہ کے لئے
دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک حصہ تو اربن ششم کو سردار
کلیسیا تسلیم کرتا تھا۔ اور دوسرا حصہ کلیمنٹ ہفتم کو مسیح
کا قایم مقام مانتا تھا۔ جیانتک کہ اُن کے مرنے کے بعد ان کے
الگ الگ جانشین مقرر ہوئے۔ جس سے اور بھی زیادہ نفاق
بڑھ گیا۔ اور جو جو خرابیاں اُس سے ظہور میں آئیں۔ وہ اِن کے
عہد میں اور بھی دو بالا ہو گئیں

(سن ۹۳)۔ اِس سارے جھگڑے اور اختلاف مذہب

کا انجام کیا ہوا -؟

(ج) - چونکہ یہ پاک کلیسیا خداوند کی اپنی کلیسیا ہے - اور
وہی اِس کا بانی ہے - اِس لئے اس نے اُسیے مشکل اور مصیبت
کے وقت میں بھی اُسے فراموش نہ کیا - چنانچہ وہ اِس طریقہ سے
اُس کا مددگار ہوا - کہ جبکہ سارے عیسوی بادشاہوں اور
فرمانرواؤں کو اِن سارے جھگڑوں اور خرابیوں سے کہ جو اس
وقت ساری مسیحی دنیا میں پھیل گئے تھے - اور جنکو دیکھ کر سخت
تشویش پیدا ہوگئی - اور جنکو دیکھ کر یہ ڈر پیدا ہوتا تھا - کہ وہ شاید
بہت عرصہ تک ایسے ہی رہیں - اِس لئے اُنہوں نے دونو طرف کے
مشیرکاروں اور رکنوں سے یہ کہلا بھیجا - کہ ایک کونسل منعقد
ہو - چنانچہ اُن کی حسب درخواست شہر کانسٹینس میں ایک
کونسل کی گئی - جس میں دونو طرف کے دعویداروں کو الگ کرکے
سب کی صلح رائے سے ایک نیک نہاد مشیر اور خادم کلیسیا
رسولی تخت کا سردار چنا گیا - اور اِس نئے سردار نے مارٹن
پنجم کا نام اختیار کرکے رسولی تاج سر پر رکھ کے مسیح کی کلیسیا
میں صلح اور امن کو بحال کر دیا +

(س ۱۶۹) - ہسّ کی بدعت کی بابت تمہیں کیا کچھ معلوم ہے؟

(ج) - اِس بدعت کا بانی جان ہسّ نامی ایک شخص تھا

جس نے کلیسیا کے قوانین پر اُس کے سرداروں پر اور کئی ایک
ہمارے دینی مسائل پر بھی حملے کئے تھے - جبکہ کانسٹنس کی کونسل
کے پہلے کلیسیا میں باہمی اختلافات کے باعث بے انتظامی
پھیل رہی تھی - تو اُس نے موقع سمجھ کر شہر پریگ اور سارے
صوبہ بوہیمیا میں اپنی غلط تعلیم پھیلانی شروع کردی تھی
مگر بعد میں جب کونسل میں اُس کی طلبی ہوئی - تو اُس نے
بڑی خوشی کے ساتھ آنا اور یہ اقرار لکھ کر دینا منظور کیا - کہ اگر
میں کسی غلطی یا بدعت کا بانی ثابت ہو جاؤں - تو میں بے
شک بعد فیصلہ سزایاب ہونا منظور کرلونگا - شہنشاہ سجمنڈ
نے اُس کی بہت حفاظت کی - اِس خیال سے کہ اُس کا انصاف
خاطر خواہ ہو - اور اُس کو ہر طرح سے اپنے عذرات پیش کرنے
اور اپنے مقصودوں سے چھٹنے کا پورا پورا موقعہ ملے - اِس خیال
سے بادشاہ مذکور نے اُس کی مدد کی - اور کہا - کہ اگر تم اپنے آپکو
بےگناہ اور درست ایماندار ثابت کروگے - تو میں ضرور تمہارا
انصاف کرادونگا - جان ہس جب شہر کانسٹنس میں پہنچا - تو اُس
نے کونسل کے فیصلہ کا انتظار کرنے کے بغیر ہی اپنی غلطیوں کی تعلیم
دینی شروع کردی - اور جب منع کیا گیا - تو بھی باز نہ آیا - جسپر
اِس ضدی بانئے بدعت کو گرفتار کیا گیا - اور خادم دین کے عہدہ سے

برطرف کرکے وہاں کے حاکم کے سپرد کیا گیا۔ جس نے بعد تحقیقات اور غور و فکر کے یہ فیصلہ دیا۔ کہ چونکہ اِس شخص نے شاہی قانون کے موجب پاک قوانین میں دست اندازی کی ہے۔ اِس لئے اُسے بھی اور اس کی تصنیفات کو بھی جلا دیا جاوے۔ پوشیدہ نہ رہے۔ کہ کونسل نے اُس کے لئے یہ سزا نہ تو خود ہی تجویز کی تھی اور نہ کرائی تھی۔ بلکہ ملکی قانون کے مطابق وقت کے حاکموں نے جیسا مناسب سمجھا ویسا ہی کیا۔

اور چونکہ بادشاہ کو اختیار ہے۔ کہ اپنی سلطنت کی بہتری اور انتظام کے لئے ایسے لوگوں کو ضرور بر ضرور سزا دیوے۔ جو بے جا تعلیم پھیلانے اور ناجائز مسائل بیان کرنے سے آپس میں شورش اور جھگڑے پیدا کریں کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ کہ چوری اور قتل کی نسبت سے بھی زیادہ یہ باتیں خلقت کے امن کو بگاڑ دیتی ہیں۔

(س ۹۵)۔ کیا یونانی مذہبیوں نے دوبارہ پاک کیتھلک کلیسیا کے ساتھ ملاپ کرنے کی تجویز نہ کی۔؟

(ج)۔ اگرچہ بہشت سے یونانی لوگوں کو اپنی غلطیوں کو ترک کر دینے کے لئے صلاح دی جاتی تھی۔ پر کچھ کامیابی نظر نہ آتی تھی۔ آخرکار یونانی شہنشاہ پالیولوگس اور رسولی تخت کے سردار عالیجناب یوحنس صاحب چہارم کی اتفاق رائے سے یہ بات قرار پائی۔ کہ جنرل کونسل

منعقد ہو۔ اور اس میں ہردو لاطینی اور یونانی کلیسیاؤں کے
بشپ لوگ آکر شریک ہوں۔ یہ کونسل شہر فلارنس میں کی گئی
اور سترھویں جنرل کونسل کے نام سے مشہور ہوئی۔ اِس جگہ پر
۱۴۳۹ء میں یونانی بشپوں اور ایلچیوں نے اپنی باتوں کا نئے
سرے سے پھر اقرار کیا۔ کہ جو باتیں ایک سو پچاس برس پہلے شہر
لائینز میں قرار پا چکی تھیں۔ یعنے اُنہوں نے یہ قسم کھائی۔ کہ ہم آئندہ
کے لئے اِس بدعت اور اختلاف سے دست بردار ہوتے ہیں۔
اور کیتھلک کلیسیا کی تعلیم کے مطابق ایمان کا اِقرار کر کے سچّے دل
اور ایمان سے یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ روح القدس اَبُ اللہ و ابنُ اللہ
سے صادر ہے۔ اور رسولی تخت کا سردار ساری کلیسیائے جامع
کا سردار اور خداوند مسیح کا قائم مقام ہے۔ مگر یہ ملاپ صرف چند ہی
روز تک رہا۔ کیونکہ جب یہ یونانی پیٹرآرک اور بشپ لوگ قسطنطنیہ
میں واپس آئے۔ تو یہ دیکھ کر اُنہیں بڑا تعجب ہوا۔ کہ شہر کے خادم
دین اور اہل شہر لاطینی کلیسیا کے ساتھ ملاپ کرنے سے ناراض
ہیں۔ اور سخت گستاخی اور دھمکیوں سے پیش آتے ہیں۔ اس سے اُن
کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور سب نے فلارنس کے فیصلہ کو قبول
کرنے سے انکار کر دیا۔ اور بدعت اور اختلاف مذہب کی بنیاد ایسی
پڑ گئی۔ کہ جو لاعلاج تھی یعنے جو کبھی دور نہ ہو سکے +

(س ۹۶) - اِس وعدہ خلافی اور ضد نے یونانیوں پر کیا کیا
آفتیں نازل کیں-؟

ج- پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند اور اُس کی کلیسیا کا سرکش
ہو جانا کوئی ایسا چھوٹا موٹا جرم نہیں ہے- کہ اُس کی سزا سے نا
شکرے اور سنگدل بچ جایا کریں- چنانچہ اِس وعدہ خلافی کے چند
ہی سال بعد یعنے سنہ ۱۴۵۳ء میں محمد ثانی جو ترکوں کا سلطان ہے
تین لاکھ خونخوار ترکوں کا لشکر لیکر چڑھ آیا- اور کئی روز کے سخت
محاصرہ کے بعد بلہ کرکے شہر کو فتح کر لیا- اور جو کچھ سامنے آیا سب
کو خاک میں ملا دیا- اور قتل عام کا حکم دیدیا- چنانچہ تین روز تک
غارتگری اور خونریزی کا بازار گرم رہا- اور گلی کوچوں میں خون کے
دریا بہ نکلے- اور ہر طرف ترکی سپاہ نظر آنے لگی- انجام کار یہ کہ وہ
عالیشان سلطنت یونانیوں کے ہاتھ سے نکل کر ترکوں کے
ہاتھ میں چلی گئی- جو قسطنطین اعظم کے وقت سے لیکر گیارہ سو
سال تک رہی تھی- اب پل کے پل میں یونانی بدعتیوں کے حق میں
اُن کی ضد اور سرکشی کے عوض نہایت ہی عبرت انگیز سزا ٹھہر گئی
اگرچہ اُنہوں نے اپنی ضد اور نادانی سے مقدس پطرس کے قائم مقام کی
روحانی حکومت کو قبول نہ کرنا چاہا تھا- مگر بیچاروں کو یہ خبر نہ
تھی- کہ ایسے ظالموں اور غیرمذہبوں کی تابعداری اختیار کرنی پڑی

کہ جن کے ہاتھوں سے سوائے ظلم کے اور غلامی کے اور کسی بات کی
توقع نہیں ہو سکتی +

(س ۹۷)- اِن کوئی زیشن یعنے مذہبی عدالت گاہ سے اصلی
مراد کیا ہے -؟

(ج)- یہ ایک عدالت گاہ تھی - کہ جو کاتھولیک کلیسیا نے
اِس مطلب سے قائم کی تھی - کہ اُن بدعتیوں اور ملحدوں کا پتہ
لگایا کرے کہ جو اپنی ناجایز حرکتوں باطل مسئلوں اور بداعتقادی
سے کلیسیا کی ترقی میں مزاحم ہوتے تھے - اور لوگوں کو راہِ راست
سے ورغلا کر بے دین بنانا چاہتے تھے - چونکہ کلیسیا بنی آدم کی خیرخواہ
اور مسیح کی تعلیم کی محافظ ہے اِس لئے اُس نے اِن بدعتیوں اور جھوٹے
مُنادوں کو سچائی کے راستہ پر لانے کے لئے دل و جان سے اُن کو
سمجھایا - اور انہیں اُن کے روحانی خطروں سے بھی آگاہ کیا - مگر وہ
لوگ ایسے عقل کے اندھے اور ضد کے پورے تھے - کہ باوجود معقول
اور قائل کر دینے والی دلیلوں کے بھی اُنہوں نے اپنی غلطی کو
تسلیم نہ کیا - اور چونکہ وہ کلیسیا کے حکموں کے بالکل بے پروا
ہو گئے - اور دن بدن ملکی آرام میں مخل ہوتے چلے گئے - اِس لئے
کلیسیا نے اُن کو ملکی حاکموں کے سپرد کیا - اُنہوں نے
اُن کو سزائیں دیں - اِس پر پروٹسٹنٹ اور غیر کاتھولیک

لوگوں نے کلیسیا پر یہ الزام لگایا۔ کہ یہ کلیسیا کا کام جو ملکی حاکموں کے انصاف سے ہوا۔ وہ کلیسیا کا ظلم ہے۔ کیونکہ اِس عدالت کے ذریعہ ہسپانیہ میں تین لاکھ آدمی ملک عدم کو روانہ کئے گئے +

(س ۹۸)۔ متذکرہ بالا الزام کی اصلیت کیا ہے۔؟

ج)۔ جو لوگ کہ کلیسیا کے ذمہ یہ تہمت لگاتے ہیں۔ اوّل تو یہ بڑی غلطی پر ہیں۔ اور دوسرے اُن کو اِس بات کا بالکل ہی کچھ علم نہیں۔ کہ اُن دنوں میں دو الگ الگ عدالت گاہیں تھیں۔ یعنے ایک تو ہسپانیہ کے بادشاہ نے قایم کی تھی۔ جس سے اُن کا مطلب یہودیوں اور مسلمانوں کو سزا دینا اور قتل کے لائق مجرم ٹھیرانا تھا۔ بلکہ سینکڑوں کو تہ تیغ بھی کر دکھلایا۔ اور جب کلیسیا کے سردار نے سخت ناراضگی ظاہر کی۔ اور اِس ظلم اور بے رحمی کو ہرگز ہرگز منظور نہ فرمایا۔ بیانتک کہ عالیجناب لیو صاحب دہم شاہان ہسپانیہ کی اِس کارروائی پر بہت ہی خفا ہوئے۔ اور جو جو لوگ اِس خلاف سیحی اور غیر مہذب کام میں صلاح دینے والے یا مدد کرنے والے یا خود اُن کو کرنے والے تھے۔ اُن پر خارجیت کا فتویٰ لگا کر اُن کو خداوند رحیم و کریم اور منصف و عادل کی کلیسیا سے الگ کر دیا۔ اگرچہ ہسپانیہ کے بادشاہوں نے بدعتیوں کے قتل کرنے میں

(2)

(166)

کے حاکموں اور بادشاہوں کی نظر عنایت حاصل کرنے کے
لئے بہت سی چالاکیاں کیں - چنانچہ اُس نے اُنہیں اِس بات
کی صلاح دی - کہ گرجوں خانقاہوں اور راہب خانوں کے مال و
اسباب پر قبضہ کرلیں - اور یہ صلاح اُس کے حق میں ایسی کارگر
ٹھیری - کہ وہ سارے کے سارے اُس کے طرفدار ہوگئے - اِس نے
صلاح دہندہ نے صرف یہی کام کیا - بلکہ اُس نے اُن کی ایسی ایسی
خوشامدیں اور ریاکاریاں کرنی شروع کیں - کہ جو کچھ وہ چاہتے تھے
اُس سے کرا لیتے تھے - چنانچہ اُن میں سے ایک کو اُس نے ایک ہی
وقت میں دو عورتوں کو گھر میں ڈال لینے کی اجازت دیدی -
اور یہ ایسی غلط اور خلاف تعلیم تھی - کہ جو یسوع مسیح کی پاک
تعلیم کے بالکل ہی خلاف اور برعکس تھی - یہ شخص اپنی نفسانی
لذتوں اور خواہشوں کے ایسا قابو میں آگیا تھا - کہ باوجود
پادری اور باقاعدہ خادم دین ہونے کے بھی اُس نے ایک نن سے
شادی کرلی - جو اُسی کی طرح اپنے پاک وعدوں کو چھوڑ کر شہوت
پرستی کی غلام بنی تھی - چونکہ یہ نیا فرقہ شرارت اور نفس پرستی
کی عمدہ جائے پناہ تھی - اِسلئے جرمنی اور سوئیٹزرلینڈ
کے بعض حصوں میں پھیل جانے کے علاوہ سویڈن ناروے
اور ڈنمارک کے ملکوں میں ایسی تیزی کے ساتھ پھیل گیا

جیسے کہ کوئی سرایت اور چھوت والی بیماری پھیل جاتی ہے
اس کے بعد لوتھر نے اپنے معتقدوں کی ایک بڑی جماعت
بہم پہنچائی - اور کھلم کھلا سردار کلیسیا اور کیتھلک دین
کے مددگاروں اور حامیوں کے حق میں گستاخانہ کلام اور
ناجائز کلمات کہنے شروع کر دیئے - اِس مرتد نے ایسی ایسی
گندی اور واہیات تصنیفات کیں - کہ ان میں سوائے
فحش گوئی ؛ بے حیائی اور اکھڑپن کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا -
جو لوگ اِس بات سے ناواقف ہیں - کہ زرِ دنیا کا لالچ آرام طلبی
نفس پرستی - ایسی چیزیں ہیں کہ جو دلوں کو بہت ہی جلد اندھا
کر لیتی ہیں - وہ لوگ یہ سنکر بالکل حیران بلکہ سرگردان ہو جاتے
ہیں اور کہنے لگتے ہیں - کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا - کہ ایسے
شہوت پرست شخص کی اِس قدر قدر اور پیروی ہونے
لگ جاوے +

(س ۱۰۰) - کیا اور کوئی ایسا مدعی یا بانیٔ بدعت ہوا ہے
کہ جس نے لوتھر کی طرح اپنے تئیں اِصلاح کنندہ مشہور کیا ہو؟
(ج) - اگرچہ لوتھر کی طرح اور بھی بہت سے
ایسے تھے کہ جنہوں نے کلیسیا سے گردن کشی کرلی - اور
یہ دعویٰ کیا - کہ وہ کلیسیا کی اِصلاح کرنا چاہتے تھے - مگر ان

سب میں زیادہ مشہور کالون تھا۔ جس نے کچھ حصہ تعلیم
تو لوتھر مدعی سے لیا۔ اور ذیل کے چند ایک مسائل اپنے
ملائے۔ جو پڑھنے والوں کے دلوں کو سخت خوف زدہ بنا دیتے
ہیں +
(ا)۔ خداوند نے بہت انسان ایسے ہی پیدا کئے ہیں۔ کہ
جنکو اُس نے ہمیشہ کے لئے لائق جہنم ٹھیرا دیا ہے۔ مگر
اِس سبب سے نہیں کہ اُنہوں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ بلکہ
اِس سبب سے کہ اُس کی پاک اور الٰہی مرضی ہی ایسی تھی +
(ب)۔ اُس نے پاک یوخارسٹ میں خداوند مسیح کی اصلی
اور حقیقی موجودگی کا انکار کیا +
(ج)۔ اُس کی تعلیم کے رو سے کلیسیا میں مسیح کے جانشینوں کا
عالیجاہ رتبہ بشپ لوگوں کا تقدیس کیا جانا پادریوں کا
تقرر ہونا۔ کلیسیا میں کسی تہوار کا ماننا۔ یعنے کسی مذہبی
ریت و رسم کو عمل میں لانا۔ بالکل بیفائدہ اور فضول ہے +
کچھ عرصہ تک تو کالون اِدھر اُدھر مارا پھرتا رہا۔ مگر آخرکار
اُس نے شہر جنیوا میں جو اُس کی جائے پیدائش تھی اپنی رہائش
اختیار کی۔ اور اُس کو اپنے فرقہ کا صدر مقام ٹھیرایا۔ اُسکی
طاقت مطلق العنان تھی۔ اور اگرچہ وہ خود تو یہ تعلیم دیتا تھا

کلیسیا کی تعلیم کا پابند ہونا یا اُس کی فرمانبرداری کرنا
الکل خلاف قانون تھا۔ مگر سا تھ ایسا سینہ زور اور سرکشی
بھی تھا۔ کہ آپ جو کچھ چاہتا تھا وہی کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اِس بات
پر بڑا زور دیا کرتا تھا۔ کہ فرانس کے بادشاہوں نے بدعتیوں
اور مفسدوں کو ملک کے امن و انتظام میں خلل ڈالنے کے
باعث کیوں ایسی ایسی سخت سزائیں دی ہیں۔ مگر وہ
آپ تو یہ بھول ہی گیا تھا۔ کہ اُس بیچارے سرویٹس کو صرف
اِس لئے زندہ ہی جلوا دیا تھا۔ کہ اُس نے کالون کے مقابلہ
میں پاک تثلیث کے پاک بھید کی شان میں کچھ غلط بیانی
کی تھی۔ اِس کی ناجائز کارروائیوں اور تلوّن مزاجی سے یہ
صاف صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ خطا کار ہمیشہ چوک
جایا کرتے ہیں +

(س ۱۰۱)۔ انگلستان کی بدعت اور اُس کے کیتھولک
کلیسیا سے الگ ہو جانے کی کیا وجہ تھی؟

(ج)۔ ہنری آٹھواں یعنی شاہِ انگلستان اپنی ملکہ کی
لونڈی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ اور یہ چاہتا تھا
کہ اپنی بے قصور اور جائز بیگم کو طلاق دیکر اُسی لونڈی سے شادی
کرے۔ چنانچہ اُس نے کلیسیا کے سردار سے اِس امر کی اجازت

چاہی۔ مگر اُس نے بعد غور و فکر کے یہ فیصلہ دیا۔ کہ چونکہ خداوند
مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ جن کا ملاپ ہم نے کیا ہے انکو کوئی بھی الگ
نہیں کرسکتا۔ اِس لئے کلیسیا بھی جو اُس کے کلام کی محافظ
ہے۔ کبھی بھی اپنے آقا کے پاک کلام کے برخلاف کوئی
کارروائی نہ کریگی۔ اِس پر وہ شہوت پرست بادشاہ
ایسا طیش میں آیا۔ کہ وہ ہمیشہ کے لئے مسیح کے جانشین
کے روحانی اختیار سے باغی ہوگیا۔ اور ۱۵۳۴ء میں خود
انگلستان کی کلیسیا کا سردار بن بیٹھا +

جب یہ بادشاہ طرح طرح کی شرارتوں اور نفس
پرستیوں کی زندگی گذارنے کے بعد اجل کا شکار ہو گیا۔
تو اُس کی بیٹی شہزادی میری تخت انگلستان پر فرمانروا
ہوئی۔ اِس ملکہ کے زمانہ میں پھر کچھ عرصہ تک انگلستان
نے کیتھلک دین اختیار کرلیا۔ مگر جب اُس کا بھی انتقال
ہوگیا۔ اور اُس کی بہن شہزادی الیزبتھ ملکہ انگلستان
بنی۔ تو وہ رنگ برنگ کی چالیں چلی۔ اور اِس بدقسمت
سرزمین کو بدعت میں ایسا غرق کردیا۔ کہ اُس وقت
سے لیکر یہ ملک ہر قسم کی غلطیوں کی جڑ اور ہر طرح کی غلطیوں
کا منبع بن گیا ہے۔ یہ وہی ملک ہے۔ جو اُس زمانہ کی

بد اعتقادیوں اور بے دینیوں کے بانیوں کا زادبوم ہے۔ اِس ملک میں وہ سارے زمانہ ساز اور دنیا پرست پائے جاتے ہیں۔ کہ جو اپنے آپکو فلسفہ دان مشہور کرتے ہیں پر بیچارے بے بس ہیں۔ اُس مالک وخالق وقادر مطلق کے سامنے رینگینگے +

(س ۱۰۲)۔ لوتھر اور کالون کے پیرووں نے کہاں تک زیادتیاں کیں۔؟

ج۔ لوتھر نے نہ صرف کلیسیا کے ہی برخلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا اور اُس بغاوت کی تعلیم دی۔ نہیں بلکہ اُس نے تخت کے حقیقی وارثوں اور فرمانرواؤں کے برخلاف جھگڑے اور فساد برپا کر دیئے۔ اُس کے معتقد اپنے بانیٔ مذہب کے ایسے سچے پیرو تھے۔ کہ جہاں کہیں اُن کا ہاتھ پہنچ سکا۔ اُنہوں نے سارے کیتھلک ملکوں میں تباہی اور بربادی پھیلا دی۔ وہ لوگ ہتھیار باندھے ہوئے اور ہاتھوں میں ایک جھنڈا لیئے ہوئے اِدھر اُدھر لوٹ مار کرتے پھرتے تھے۔ اور اُس جھنڈے پر لکھا ہوا تھا۔ کہ کاتھولیک ہونے سے محمدی ہونا بہتر ہے۔ یہ لوگ اِسقدر زور پکڑ گئے تھے۔ کہ جرمنی کے شہنشاہ چارلس پنجم نے بڑی مشکل کے ساتھ بہت سی

لڑائیوں اور خونریزیوں کے بعد اُن کو پسپا کیا +
جب لوتھری بدعتوں نے جرمنی میں گھڑم مچایا ہوا تھا
تو ادھر کالوِن کے پیرووں نے باہمی خانہ جنگیوں اور طرح
طرح کی زیادتیوں سے اہل فرانس کا دم ناک میں کر رکھا تھا
ان لڑائیوں میں کم سے کم بیس ہزار گرجے ان باغیوں کے ہاتھ سے
تباہ ہوئے - یہ لوگ بدعت کے جوش میں ایسے جھلے ہوئے
ہوئے تھے - کہ دو سو پچاس (۲۵۰) پادری اور ایک سو بارہ (۱۱۲) تن صرف
ایک ہی صوبہ میں اِن کے ہاتھوں سے ملکِ جاودانی کو رحلت
کر گئے - اور نو سو (۹۰۰) کے قریب قصبے اور گاؤں جل کر خاک
سیاہ ہو گئے +
اور وہ ایسے جوش و خروش میں آئے ہوئے تھے - کہ انہوں
نے بڑی جستجو اور کوشش کے ساتھ ڈھونڈ ڈھونڈ کر بڑی
بے ادبی اور کم قدری سے مقدسوں کی پاک لاشوں اور تبرکوں
کو جلا دیا - اور بعد اِس کے اُن کی راکھ کو ہوا میں اُڑا دیا +
(س ۱۰۳) - کلیسیا نے اِس نئی بدعت کے روکنے کے لئے
کیا علاج کیا - ؟
ج - اِس بدعت کی ترقی اور بڑھاؤ کو روکنے کے لئے
ایک جنرل کونسل کا منعقد ہونا ضروری اور مناسب سمجھا گیا

چنانچہ یہی کونسل اٹھارھویں کونسل کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ
یہ کونسل پراٹسٹنٹ لوگوں کی اپنی ہی حسب درخواست
کی گئی تھی۔ مگر جب فیصلہ میں شریک ہونے کے لئے اُن کو
پیغام بھیجا گیا۔ تو انہوں نے کونسل کے فیصلوں کے ماننے
سے انکار کردیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۵۶۵ء میں اُن پر
خارجیت کا فتویٰ لگا کر اُنہیں کلیسیا سے بالکل ہی الگ
کردیا گیا۔ اور اُسوقت سے لیکر وہ کلیسیا کے ساتھ نہایت
ہی دشمنی اور نفرت رکھتے ہیں۔ اور ہر طرح سے اُس کی خرابی
کے درپے ہیں۔ مگر کچھ بن نہیں آتی۔ سچ تو یہ ہے۔ ع
دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست۔ کہ اگر دوست یعنی
خداوند مہربان ہو تو دشمن کا کیا بس چلیگا +

(س لم ۱۰)۔ مذہب مسیحی نے جو نقصان اور تکلیفیں
یورپ میں برداشت کیں۔ اُن کے عوض میں اور ملکوں میں
کیا کیا فائدے حاصل ہوئے۔؟

(ج)۔ اِن نقصانوں کو مقدس فرانسیس زیویر نے اپنی
سرگرمی اور محنت سے اور خداوند کی عنایتوں سے ایسا
پورا کر دکھایا۔ کہ اُس نے بہتسی قوموں کو راہِ راست
پر لاکر خداوند یسوع مسیح کے جھنڈے تلے آجایا۔ یہ مردِ خدا

ناوارے کے شریف اور بہادر خاندان سے تھا۔ اور زیویر کے
قلعہ میں پیدا ہوا۔ اِس کی دلی منشا یہ تھی۔ کہ اپنے بزرگوں
کیطرح (جو ظفرمندی اور بہادری میں شہرہ آفاق تھے) ایسا
نام پاوے۔ کہ اُنہیں کی طرح وہ اپنے علم ولیاقت سے یادگار
زمانہ بنے۔ چنانچہ جس وقت وہ اپنی لیاقتوں کی وجہ سے
پیرس کی یونیورسٹی میں علم فلسفہ کا پروفیسر مقرر ہو گیا تھا
تو خداوند نے مقدس اگنیشس متوطن لائیولا واقع ملک سپین
کے ذریعہ سے فرانسیس زیویر کو دنیا کی بے ثباتی اور ناپائداری
سے آگاہ کیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ مقدس اگنیشس وہی
ولی ہے۔ جس نے سنہ ۱۵۳۴ء میں جزویٹ جماعت کی بنیاد ڈالی
اور جس کے نہایت ہی پیارے اور پہلے شاگردوں میں مقدس فرانسس
زیویر بھی گنا جاتا ہے۔ چونکہ اُس کو مشرقی ممالک میں پاک انجیل
کی منادی کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ اِس لئے وہ ایسے ملکوں
میں گیا۔ کہ جہاں ابھی تک لوگ ہمارے مبارک مسیح کے نام سے
ناواقف تھے۔ اُن جگہوں میں اُس نے بُت پرستی کا چراغ
گُل کر کے سچے خالق اور حقیقی معبود کی عبادت سکھلائی۔
اور وہی بتخانے گرجوں میں تبدیل ہو گئے۔ جب وہ اور اُس
کے ہمراہی خادمِ دین ہندوستان میں بہت سے لوگوں کو

راہِ راست پر لا چکے۔ تو اُس کے دل میں محبّت اور سرگرمی
نے جوش مارا۔ کہ ملک جاپان کے لوگوں کو بھی کلامُ اللہ کی پاک
تعلیم سے آگاہ کرے۔ اِس لئے اُس نے اُدھر کا رُخ کیا۔ اور وہاں
پہنچکر سچے دین کے نور کے شعلے پھیلانے لگا۔ اُس کی جفاکشی
اُس کی ریاضت اُس کی شیریں اور پرتاثیر کلام اور اُسکے معجزوں
کی شہرت نے لوگوں کے دلوں میں مسیحی دین کی بزرگی پاکیزگی
اور سچائی کو نقش کر دیا۔ اور یسوع مسیح کے اِس نئے رسول کی
تعلیم کی وجہ سے یہ ایسے صاف دل اور سرگرم مسیحی تھے۔ کہ انہوں
نے کلیسیا کے پہلے زمانہ کو نئے سرے سے پھر زندہ کر دکھایا۔
چنانچہ سترھویں صدی کے شروع میں اُن نو مریدوں
[illegible] کہ جنکو مقدس فرانسیس کے شاگرد راہِ راست
پر لائے تھے کوئی تئیس لاکھ سے کم نہ تھی۔ مگر تھوڑے
ہی دنوں کے بعد ایسی سخت ایذا رسانی اُن وفادار مریدوں
کے برخلاف برپا ہوئی۔ کہ جس کی نظیر ابھی تک تواریخ کلیسیا
میں نظر نہ آئی تھی۔ خادمِ دین اور رسولِ انجیل کے [illegible] ایک ایک
کرکے اپنے شفیع اور آقا کے نام پر نثار ہو گئے۔ اور مومنوں کے
خون سے ندی نالے بہ نکلے۔ مگر ایذا رسانوں کا دل تبتک
ٹھنڈا نہ ہوا۔ کہ جبتک اُن کے وہم و خیال کے مطابق ایماندار

کا نام و نشان بھی دنیا سے نہ اُٹھ گیا +

(س ۱۰۵)-اِن دنوں میں فرانس کی مذہبی اور ملکی حالت کیسی تھی-؟

(ج)-ملک فرانس کی حالت اِس وقت نہایت قابل رحم ہو رہی تھی-کیونکہ برابر بیس (۲۶) سال کے عرصہ سے کالوں کے بدعتی اپنے ہی ملک کی بربادی اور خرابی کے درپے ہو رہے تھے کئی بلوے دینی اور بداعتقادی نے سر نکالا-مگر ہنری سوم کے مرنے کے بعد تو کیتھلک لوگ اِس بات سے نہایت ہی ڈرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آخر میں جھوٹ سچ پر غالب ہی آجاوے کیونکہ تخت کا وارث ہنری چہارم بھی اِس مرض بدعت کا سخت مریض تھا-اُس کی تخت نشینی کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بدعت اُس کے ساتھ ہی فرمانروا ہونے والی ہے مگر قدرت الٰہی کا کچھ عجیب ہی تماشا ہو گیا-اگرچہ کیتھلک کلیسیا کے دشمن اِس بات کے خواہاں تھے-اور ہر وقت اِسی تاڑ میں لگے رہتے تھے-کہ اُس کو ہستی کے وجود سے ملک عدم کو پہنچا دیویں-مگر خود ہی اُن کو اور اُن کے مددگاروں اور پشت پناہوں کو نیچا دیکھنا پڑا-یعنے کہ خداوند کی کلیسیا اُن سب پر غالب آئی-سچ ہے سانچ کو آنچ نہیں +

(س ۱۰۶) - کیا یہ سچ ہے؟ اور اگر سچ ہے تو کیا وجہ ہے؟ کہ
ہنری چہارم بجائے ایذا رساں ہونے کے کیتھلک دین کا شریک
ہوگیا +

(ج) - بےشک یہ بالکل سچا واقعہ ہے - اور اُس کی وجہ خود
بدعتی معلم ہیں - کہ جن کے من گھڑت اور بےبنیاد جوابوں نے
بادشاہ کے دل میں اور بھی زیادہ شک ڈالدیا - کہ یہ فرقہ ور
بناوٹی ہے - اور کسی صورت میں سچا مذہب نہیں ہوسکتا -
اگرچہ وہ کیتھلک مذہب کی پاک تعلیم سے بخوبی آگاہ اور اُس کی
سچائی کا قائل ہوچکا تھا - مگر اب بھی اُس کے دل میں یہ شوق
پیدا ہوا - کہ دیکھئے تو سہی کہ ان پروٹسٹنٹ خادم دینوں کی
اس بارہ میں کیا رائے ہے - چنانچہ اُس نے اُنہیں سامنے بلایا
اور ان سے پوچھنے لگا - کیا تم اس بات کو مانتے اور تسلیم کرتے ہو
کہ کیتھلک کلیسیا کے ذریعہ سے کامل نجات مل سکتی ہے؟
وہ بے ساختہ بول اُٹھے - ضرور - اس پر بادشاہ بولا پھر کیا وجہ
ہے؟ کہ تم نے اُس کو ترک کردیا ہے - دوسرے یہ کہ کیتھلک لوگ
یہ دعوے کرتے ہیں کہ تمہارا مذہب نجات کا وسیلہ نہیں ہوسکتا
مگر تم اس بات کو قبول کرتے ہو کہ اُن کے مذہب سے نجات کا
حاصل ہونا یقینی ہے - اس لئے میری عقل اور سمجھ بھی یہ شہادت

دیتی ہے۔ کہ میں اِس دین کو اختیار کروں۔ کہ جہاں اپنی روح کی
نجات حاصل کرنے کا یقین ہو۔ اِس کے بعد اُس نے ظاہرا"
کیتھلک مذہب کے معتقد ہونے کا اقرار کیا۔ اور بدعت کی
غلطیوں میں پڑ جانے کے سبب جو جو اُس نے ناواجب اور
ناجائز کام کیئے تھے۔ اُن کے لیئے جناب باری تعالیٰ میں تائب
ہوا۔ اور کلیسیا کے سردار سے معافی حاصل کر کے پاک کیتھلک
کلیسیا کا وفادار فرزند قرار پایا۔ بادشاہ کے تائب ہونے اور
سچے دین کے سایہ میں آجانے سے کلیسیا کا چراغ جو ملک
فرانس کی بعض بعض جگہوں میں تقریباً گل ہوتا چلا جاتا تھا۔ پھر
روشن ہوگیا۔ اور بادشاہ بھی بعد ازاں ہمیشہ کلیسیا
کی روشنی کو دوبالا کرنے میں ہر طرح کی مدد دیتا رہا۔ اور اپنی
تبدیلی اور توبہ کی سچائی کا کامل ثبوت دیتا رہا +

(س ۱۰۷)۔ کونسل اوف ٹرینٹ سے سولھویں اور
سترھویں صدی میں کیا کیا خاص فائدے پہنچے۔؟

(ج)۔ اِس کونسل کے فائدے بے شمار اور پائیدار ہیں۔ اِس
لئے ہم اُن کو دو بڑے حصّوں میں منقسم کر دیتے ہیں۔

(ا)۔ اِس کونسل میں صاف صاف طور پر واضح کر دیا گیا
ہے۔ کہ مومنوں کو کیا کچھ ماننا اور کلیسیا کے فرمانوں کے لئے

ایمانداروں کو دینی تعلیم میں طاق کر دینے کے لئے کیا گیا تھا۔ میں
ضروری ہیں +

(ب)۔ اِس کونسل میں دینی خادموں کی بے شمار تعداد کے دلوں کو
روح القدس کی روشنی نے ایسا سرگرم بنا دیا۔ کہ اُنہوں نے
[illegible]یا کے سارے زخموں کو دل وجان سے درست کرنے کی
کوشش کی۔ کہ جو جہالت بداخلاقی اختلاف مذہب اور بدعت
نے اُس کو لگائے تھے۔ اور آخرکار خداوند کے کرم و فضل سے
اُن کی محنتیں اپنا پھل لائیں۔ یعنے کہ اُن کی کوشش سے
[illegible]یا کے بانی اور بنی آدم کے نجات دہندہ نے اِس کو پہلے
زمانوں کی سی کامیابی اور فتح بخشی۔ اِن دینی خادموں اور
[illegible]یا کے خیرخواہوں میں نہائت مشہور یہ ہیں +

(۱)۔ مقدسہ تھریسیہ جس نے کہ عین اُس وقت کہ کونسل ابھی
جاری ہی تھی کارمیلائٹ جماعت کے طریق زندگی کی اصلاح کی +

(۲)۔ مقدس چارلس باروجیو جو میلان کا آرچ بشپ یا لاٹ بشپ
ہے۔ اُن بشپوں میں سب سے پہلا بشپ تھا۔ کہ جنہوں نے
کونسل کی تجوزہ اور عقلمندانہ اصلاحوں کو اپنے علاقہ میں جاری کیا

(۳)۔ مقدس فرانسیس سیلز یعنے جنیوا کا۔ اِس مرد خدا نے گنہگاروں
بدعتیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے بڑی سرگرمی ظاہر کی۔ اور

اِس طرح سے اپنے آپ کو خداوند مسیح کا وفادار اور جاں نثار
مُنادِ انجیل ثابت کیا۔ علاوہ صدوس کے اور بھی بہت سے نیکوکار
و پرہیزگار اور متقی و دیندار بندے تھے۔ مگر یہاں پر صرف چند
ایک کا ہی ذکر کیا جاتا ہے +

(۱)۔ ڈاکٹر بیروے جو مشہور کلیسیا اور اوراٹوری جماعت کا
بانی تھا +

(۲)۔ مقدس ونسینٹ متوطن پال ملک ہسپانیہ جو مقدس
لعازر اور سسٹرس اوف چارے ٹی مشنوں کا بانی اور خداوند
کا نہایت وفادار جاں نثار اور سرگرم خادم تھا +

اِن ہی ایام یعنے ۱۶۴۵ء میں ایک اور پاک جماعت
قایم ہوئی۔ جس کا نام مقدس سُپلیس کی جماعت تھا۔ اور
جس کا انتظام اولیر بزرگ کی زیرنگرانی تھا۔ اِس جماعت
کو خداتعالیٰ نے دینی درس گاہوں اور سمینریوں کی خبرگیری
اور ہدایتوں کے لئے ایسا فضل عنایت کیا ہوا تھا۔ کہ
جس سے روح القدس کا جلوہ جھٹ پٹ نظر آجاتا تھا۔
اِس کے تھوڑے روز بعد۔ بی۔ ڈیلاسیل نے شہر ریمز واقع
ملک فرانس میں ایک سوسائٹی قایم کی۔ جس کا نام کرسچین
براورس (مسیحی برادران) تھا۔ اور جس کا مقصد غریب اور

محتاج بچوں میں تعلیم کا پھیلانا تھا- یہ جماعت بالکل سادہ ہے- مگر پھر بھی وہ قابل تعریف معلمانہ جماعت ہے- یہ جماعت سنہ ۱۶۲۵ء میں قایم ہوئی- اور حسب معمول کئی بار زمانہ جدید کی بد اعتقادی اور بے دینی کے حملے اُس پر ہو چکے ہیں- مگر ہمیشہ ناکامیاب رہے ہیں- اور ان کے علاوہ کئی ایک اور ایسی ہی عمدہ عمدہ اعلےٰ جماعتیں اور تعلیم گاہیں قایم ہوئیں- (کہ جنھوں نے روحانی سرگرمی اور زہد و پرہیزگاری کی رونق کو نہ صرف دینی خادموں میں ہی زیادہ کر دیا تھا) بلکہ جن لوگوں کو خدا پرست اور تن دہ خادم دین کئی برسوں سے برابر لگاتار نجات کی خوشخبری سناتے رہے تھے- وہ نہایت ہی وفادار اور سچے مسیحی بن گئے+

(س ۱۰۸)- کیا سترھویں صدی کے مشنری اور دینی خادم صرف اہل یورپ ہی کی روحانی خیر خواہی اور ترقی میں مصروف رہے ؟ یا کہیں اور بھی انجیل پاک کی منادی کے لئے روحانی سلاح بکتر سے مسلح ہو کر گئے- ؟

(ج)- ہاں دینی خادموں خدا کے بندوں کے گروہ کے گروہ رسولی کام اور پاک انجیل کی منادی کے لئے یورپ سے نکلے- اور یونان مصر اور افریقہ و ایشیا کے اندرونی حصوں میں یعنے ملک چین وغیرہ میں پھیل گئے- امریکہ کے تمام وسیع قطعو نمبر

اِن کی سرگرمی اور روحوں کی نجات حاصل کرنے کی سچی محبت اُن کے دلوں میں ایسی کھب گئی تھی۔ کہ اُن کو نہ تو غیر وطن ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور نہ اپنے بیگانوں سے ہزاروں کوسوں پر جا پڑنے کا اور نہ آب و ہوا کی ناموافقت کا فکر ہے۔ نہ غیر مہذب آدم خوار اور وحشی لوگوں سے واسطہ جا پڑنے کا خیال۔ یہی اُن کو اپنے شفیع کے الٰہی حکم یعنے (جاؤ اور تمام ملکوں میں منادی کرو) کے بجالانے سے باز رکھ سکا۔ یہ دور دراز کے ملک جن میں کاشت کا نام و نشان تک بھی پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اَب وہی سرزمین اِن دینی خادم دینوں کے پسینوں سے صرف نہیں بلکہ اکثر بار اُن کے لہو سے بھی سیراب ہونے لگی۔ اور ایسی زرخیز اور زرریز قطعۂ ملک بن گئی۔ کہ جس کی روحانی پیداوار سے اُن سارے نقصانوں کا عوضانہ خداوند نے اپنی کلیسیا کو بہم پہنچا دیا۔ کہ جو یوروپ میں آئے دن کلیسیا نے نئی نئی غلطیوں سے اور نئے نئے نامعقول اور من گھڑت مسئلوں کے پیدا ہو جانے سے اُٹھائے تھے +

(س ۱۰۹)۔ جانسینوس کی بدعت سے کیا مراد ہے۔ اور یہ کب ظہور میں آئی تھی۔؟

ج۔ اِس سے مراد وہ بدعت ہے۔ جو کہ جانسینوس نے

سنہ ۱۶۴۰ء میں رایج کی تھی - جہانتک کہ بدعتیوں کے تواریخی
حالات و تذکرے پڑھنے اور سننے میں آئے ہیں - اُن سب
میں سے یہ بدعت نہایت مکار اور حیلہ ساز نظر آئی ہے
اِس کا بانی شہر اپریس واقع ملک بلجیم کا باشندہ تھا - جو کہ
بشپ ہو گیا تھا - اُس نے ایک کتاب تصنیف کی - اور اِس کا
نام اگسطینس رکھا - اور اِس نام کی وجہ یہ بیان کی - کہ چونکہ میں
وہی دینی مسائل سکھلانا چاہتا ہوں - کہ جو مقدس اگستین
نے سکھلائے تھے - مگر اُس کا یہ دعوی بالکل جھوٹا اور بے بنیاد
تھا کیونکہ سوائے چند ایک باتوں کے وہ ساری کی ساری
کالون کی تعلیم سے موافقت رکھتی تھی - چنانچہ اِس قاتل
روح اور خوفناک تعلیم میں سے چند ایک باتوں کا بیان
بھی بیان کیا جاتا ہے +

(۱) - اِنسان آزمائش اور بُری تعلیم پر ہرگز غالب نہیں آسکتا +
(۲) - یسوع مسیح کل دنیا کے لئے صلیب پر نہیں کھینچا گیا تھا
بلکہ چیدوں کے لئے +
(۳) - خداوند کے بعض احکام ایسے بھی ہیں - کہ جن پر عمل درآمد
کرنا نہ صرف گنہگاروں کے لئے ہی ناممکن ہے - بلکہ نیکوکاروں
کے لئے بھی ناممکن ہے +

(ل) کوئی فوق العادت انسانیت فضل اِن حکموں کے پورا کرنے کے لئے نہیں ہوسکتا +

یہ تعلیم ایسی مضر اور ناخوشگوار ہے - کہ یہ خداوند تعالےٰ کی شان میں بےادبی سکھلاتی ہے - اور دلوں پر نقش کرتی ہے کہ معاذ اللہ - کہ وہ پاک ذات ظالم ہے - اور اپنی مخلوق کو ایسے ایسے حکم کرتا ہے - کہ جنکا پورا کرنا ناممکن ہے - اور کہ انسان صرف اُسی وقت نیک کام کرنے کی خواہش کرتا ہے کہ جب اُس میں فضل الٰہی کا اثر ہو - اور جب اُس کا دل نفسانی اور شہوتانہ خیالات سے پُر ہوتا ہے - تو چاہے کچھ ہی ہو وہ ضرور بر ضرور خرابی کا ہی کام کریگا +

(س ۱۱۰) - جانسینوس کے پیروؤں نے کیا کیا چالاکیاں کرنی شروع کیں - اُن کی غلط تعلیم کے رد ہوجانے کے پہلے اور پیچھے؟

(ج) - پیشتر اِس کے کہ کلیسیا کے سردار اور مسیح کے جانشین نے اِن خلاف مذہب غلطیوں کے بارہ میں کچھ فیصلہ دیا ہو اُن کے روحانی اور ربانی سب نے دل وجان سے اطاعت منظور کرلی - مگر جوں ہی کہ ۱۶۵۵ء میں اُن کے غلط مسئلوں پر خارجیت کا فتویٰ دیا گیا - تو وہ یہ دعویٰ کرنے لگے - کہ اُن کی کتاب اگستینوس اُن غلطیوں سے بالکل مبرا ہے - گویا اُن کا

مطلب یہ تھا۔ کہ کلیسیا جو راستی کا ستون ہے۔ وہ اُن
کتب اور تصنیفات کو بھی جو غلطی سے پاک ہیں۔ خارج کر
دیتی اور غلط قرار دیتی ہے۔ لیکن کلیسیا نے نہ تو کبھی ایسا کیا
ہے۔ اور نہ کبھی کریگی۔ کیونکہ اُس کا بانی اور محافظ ہمیشہ اُس
کے ساتھ ہے۔ اِس کے بعد اُس کونسل نے جو (جولی جے نی نسن)
کے نام سے مشہور ہے سنہ ۱۷۱۳ء میں جانسینوس کی بدعت کو دو
بارہ رد کر دیا۔ کیونکہ وہ کیونسیل میں پھر زور پکڑ گئی تھی۔
اِس کونسل کے فیصلہ کو تمام عیسوی دنیا کے بشپ لوگوں نے
بڑی خوشی اور عزت و شان کے ساتھ قبول کیا +

(س ۱۱۱)۔ اٹھارھویں صدی میں بد اعتقادی اور بد دینی
کے پھیل جانے کا زیادہ تر باعث کیا تھا۔؟

(ج)۔ پہلا باعث تو دل کی ناپاکیزگی اور تکبر تھا۔ چنانچہ
وہی تکبر نخوت اور دلی ناپاکیزگی ہی ہنری ہشتم کے اختلاف
مذہب لوتھری اور کالونی بدعتوں کے بودار تخم تھے۔ زمانہ
جدید میں بھی یہ سارے مذہبی تفرقے اور نامعقول اور خلاف
عقل تعلیمیں جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بد اعتقادی
اور بے دینی کے رائج کرنے والی ہیں۔ اِنہی عیبوں کے باعث سے
ہیں۔ ان کے معاون اور معتقد اپنے آپکو ایسا کامل خیال کرتے ہیں
کہ اُن باتوں کو تو وہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ

جو انسانی عقل سے باہر ہیں - پرشائد وہ بھول جایا کرتے ہیں
کہ اُن کی محدود اور نامکمل سمجھ اُس لاانتہا کامل و دانا اور
خالق زمین و آسمان کے آگے قاصر ہے - اُن کی نفسانی لذتیں
اُن پر ایسی غالب آجاتی ہیں - کہ ذات پاک کے سارے
حکموں کو ناچیز سمجھ کر اُن سے کنارہ کر بیٹھتے ہیں - اوّل ہی
اوّل یہ جوش بد اعتقادی ملکِ انگلستان میں پیدا ہوئی
وہاں سے جلدی ہی فرانس میں آپہنچی - پھر وہاں سے تو وہ
سارے یورپ میں بھی آپہنچی +

(س ۱۱۲) - یہ جوش بے دینی کس طرح سے رفتہ رفتہ
اِس موجودہ حالت پر پہنچ گیا - ؟

(ج) - جب پروٹسٹنٹ لوگوں نے کلیسیا کی متابعت ترک
دی - تو اُنہوں نے محض عقلِ انسانی کو اپنا طریق ایمان
ٹھیرایا - مگر اِس ناجایز اور غلط اصل نے اُن سے ہر قسم کی
زیادتیاں کرائیں - چنانچہ مغرور اور خود پسند لوگوں نے
اپنا نام فلسفہ داں ٹھیرایا - اور جس بات کو اُن کی ناقص
عقل سمجھ نہ سکی اُس کے ماننے سے اُنہوں نے انکار کر دیا
اُن کے بعد سوشینینس آئے - وہ مسیحی مذہب کے سارے الٰہی
بھیدوں سے منکر تھے - ابھی سوشینینس موجود ہی تھے - کہ

ڈیسٹ لوگوں کا دور دورہ ہوا۔ یہ اُن سے بھی بڑھ چڑھ کر
نکلے۔ یعنے خود الہام ہی کے انکاری بن بیٹھے۔ جب اِن کا زور
کم ہوگیا۔ تو اُن لوگوں کا ظہور ہوا۔ جو خدا کی ہستی کے منکر۔ اور
میٹراسٹ یعنے جسمانیت کے معتقد اور روح کی ہستی کے
منکر۔ اور نہایت ہی صاف صاف اور تسلی بخش مسیحایونکو
بھی خلاف عقیدہ بیان کرنے لگے۔ مثلاً اِن مسیحایوں کے خلاف
جیساکہ اِنسان فعل مختار ہے۔ ویسے ہی روح ابدی اور غیر
فانی ہے۔ اخلاق اور انصاف کے قانون ہونے ضروری ہیں۔
قدرتِ الٰہی اور ہستئے خداوند اٹل ہے۔ اور خداوند تعالےٰ سارے
اشیا کا پیدا کرنے والا ہے اور اُسکے بچانے والا ہے +

(س ۱۱۳)۔ اِس بے دینی او بداعتقادی کی ترقی میں
جان سینوس کی بدعت نے کہاں تک مدد کی۔ ؟

(ج)۔ یہ ہو بہو ہوا اور بے کم وکاست وہی وسیلہ اِس دفعہ
بھی کام میں لائی۔ جو کہ وہ اپنی غلطیوں کو سچّا ثابت کرنے کے لئے
کام میں لائی تھی۔ اِس کے پیرؤں نے جاہل لوگوں کو گمراہ کرنے
کے لئے کئی طرح کے جھوٹے معجزے گھڑے۔ مگر اُن کا اثر ایسا بُرا ہوا
کہ اِس ترقی پذیر بداعتقادی کو ایسا بہانہ مِل گیا۔ کہ جس کے زور
سے وہ اُن سچّے معجزوں کو بھی (کہ جن پر مسیحی دین کا دارومدار ہے)

کی ثابت قدمی ظاہر کی - اُن میں سے نہایت مشہور پیرس کا
آرچ بشپ کرستو فے ڈی بوماں تھا - جو ۱۷۵۶ء میں اُن کے
مقابلہ میں دینِ مسیحی کا حامی و مددگار تھا - اگرچہ پارلیمنٹ فرانس
متواتر اُس پر حملے کرتی اور بارہا دفعہ دھمکیاں بھی دیتی رہی
یہانتک کہ کئی دفعہ اُسکو جلاوطن بھی کر دیا - مگر وہ بہادر مسیحی
بدعت اور بے دینی کے خطروں اور اُن کی چالاکیوں سے لوگوں
کو برابر آگاہ کرتا رہا - اور کبھی اپنی مصیبت اور رنج کی پروا
نہ کی - اِن وفاداریوں اور جاں نثاریوں کے باعث اگر اُسے
ملک فرانس کے اتھاناسیوس کا خطاب دیا جاوے تو خوب
زیبا ہوگا +

(س ۱۱۲) - اِن بشپ صاحبان کے علاوہ اور کون لوگ
بداعتقادی اور بے دینی کو پھیلنے نہ دیتے تھے؟ اور آخر میں
بدکردار اور شریر لوگوں نے اُن کو مغلوب کرنے اور اکھیڑ پھینکنے
کے لئے کیا کیا تجویزیں کیں -؟

(ج) - بداعتقادی اور بے دینی کے پھیلاؤ کی بڑی بھاری
روکاوٹ جزوئیٹ جماعت تھی - جس سے ہر دو یعنے جانسینو
بدعتی اور فلاسفر لوگ سخت نفرت رکھتے تھے - جو پاک
کیتھلک کلیسیا کے دشمن تھے - کیونکہ جزوئیٹ جماعت

کلیسیا کی وفادار خیر خواہ فرماں بردار اور جاں نثار جماعت
تھی - اور یہ بدعتی وغیرہ سخت دشمن تھے - اور یہ لوگ اُن
کی جزویٹ جماعت کی سرگرمی اور قابلیتوں سے ڈرتے تھے
اِس لیئے وہ اُس کی تباہی اور خرابی کے درپے ہو گئے - چنانچہ
ڈی المبرٹ فلاسفر نے اِس بات کو خود تسلیم کیا ہے - کہ بالکل
بلاشک وبے شبہ یہ درست بات ہے - کہ جزویٹ جماعت
کے برخلاف جو جو کارروائیاں وقت کے حاکموں کی طرف سے
ظہور میں آئیں اُن سب کا باعث صرف علم فلسفہ ہی تھا -
کیونکہ اِس علم کے ایجاد کرنے والے ایسے چالاک اور زمانہ
ساز تھے - کہ پل کے پل میں جو کچھ اُن حاکموں سے چاہتے تھے
کروالیتے تھے - اور جانسینوس کی بدعت تو محض ایک
وکیل کے طور پر تھی - یہ سارے فسادوں کو برپا کراتی
تھی - عالیجناب **کلیمنٹ** صاحب سوم نے بھی اپنے
ایک حکمنامہ میں جو اُنہوں نے لوئیس چہارم شاہِ فرانس کے
نام پر لکھا تھا - اُس میں یہ رائے ظاہر کی تھی - اور کہا تھا
"عرصہ دراز سے ہمارے پاک دین کے دشمن اِس دینی خادم
"جماعت کو تباہ کردینا چاہتے ہیں - کیونکہ اِس خرابی کے
واقع ہونے سے انکی ساری تجویزیں پوری ہو سکینگی +

باوجود کلیسیا کے سردار عالیجناب **کلیمنٹ** صاحب
سوم اور سارے کیتھلک بشپ صاحبان کے اعتراضوں
اور نامنظوری کے بھی فرانس ہسپانیہ پرتگال اور نیپلز کے
شاہی درباروں نے سنہ ۱۷۶۴ء میں جزوئیٹ جماعت کو خارج
کردیا۔ اور اِس سوسائٹی کے سارے خادم دینوں
نے اپنے ایذا رسانوں اور ظالموں کے ہاتھوں سے ایسی ایسی
سختیاں اور بدسلوکیاں سہیں۔ کہ جو نہایت ہی غائیت درجہ
کے مجرموں اور قصورواروں کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اور
اُن کی اِن ساری خدمتوں۔ مثلاً (نوجوانوں کی تعلیم میں ہی
عمر خرچ کردینی۔ ایسی عمدہ عمدہ قابلیتیں رکھنی جو ملک کا
فخر ہوں۔ تصنیفات ایسی کہ جو علمی اور مذہبی شان و شوکت
کا باعث ہوں۔ روحوں کے بچانے کا شوق ایسا کہ گاؤں گاؤں
پھرنا۔ اور سب کے دلوں میں گذشتہ کے لئے تائب ہونے اور
آئندہ کے لئے خدمتِ الٰہی میں سرگرم اور ثابت قدم رہنے
کے جوش اور مادہ کو نئے سرے سے تروتازہ کرنا) کو فراموش کردیا
الغرض۔ کہ اُن لوگوں میں جاکر رہنا۔ کہ جو ایشیا اور امریکہ کے غیر قوم
اور بت پرست قوموں سے پُر ہوں۔ اور اُن کی روحوں کی نجات
کی خاطر اُن دور دور ملکوں میں اپنی عزیز جانوں تک بھی قربان کردینا۔

انصاف - منصف کے سبب خدا کے بندوں نے طرح طرح کے دُ
اپنے مقتولی آقا کے غم سے اُٹھائے - مگر سیمچی حلیم طبعی اور
بردباشت اور نمک حلالی کو ایسا کام میں لائے - کہ جس کی وجہ
سے اُن کی طرف بھی اِنصاف نے مہر کی نظر کی - اور اُن کے
دُشمنوں کو اِس بات پر مجبور کر دیا - کہ وہ اُن سے ساری
گذشتہ بے اِنصافیوں کی معافی مانگیں +

(س ۱۱۵) - جھوٹ موٹ کا فلسفہ چھاننے والوں کے
خاص خاص سردار کون سے تھے - ؟

(ج) - ایک چین جیکو نے وشیو تھا - اور دوسرا دا لمرتبن
میں سے پہلا ایسا زمانہ ساز چلتا پُرزا تھا - کہ جس خیال اور
رنگ کا زمانہ دیکھتا تھا - ویسا ہی ہو جاتا تھا - اور اُس نے
اپنے زمانہ کے لوگوں کے دلوں کو اپنے طرح طرح کے خیالوں اور ویسے
پیچیدہ معموں سے قابو کر لیا - کہ جو جیسے کہ بد ترغیب تھے ویسے
ہی قابل بھی تھے - تکبّر کا سر ہمیشہ نیچا اور جھوٹ کی ٹانگیں
نہیں ہوتی ہیں - اِسی طرح ہوتے ہوتے یہ شخص اِتنا مغرور اور
خود پرست ہو گیا - کہ خدا قادر مطلق کے مقابلہ میں بھی کہنے
لگا - کیا میرے جیسا کوئی دوسرا آدمی بھی پیدا ہوا ہے - مگر
اُس کا انجام نیک نہ ہوا - یعنے کہ اُس نے مایوسی کی حالت

میں خود کشی کرلی - ابھی روشنی زندہ ہی تھا - کہ دین مسیحی کا
ایک اور دشمن پیدا ہوگیا - جو تعصب اور مخالفت کے جوش میں
جلا ہوا تھا - اور اُس کو پورا یقین تھا - کہ بس اب تو
میں اِس (دین کیتھلک) کو خاک میں ملا دونگا - چنانچہ سنہ ۱۷۵۸
میں اُس نے یہ پیشین گوئی کی - کہ خدا جو زمین و آسمان کا پیدا
کرنے والا مانا جاتا ہے - بڑی تشویش اور پراگندہ حالت میں
ہوگا - مگر وہی شخص جو اُسوقت خدائی دعوے کر رہا تھا ٹھیک
بیس سال بعد یہانتک پیشین گوئی کی میعاد کا آخری
دن تھا - اُس کو اچانک ہی شیر اجل نے آن گھیرا - اور دم
کے دم میں ملک عدم کے اندر چلا گیا - مرتے وقت اِس کمبخت
کی یہ حالت تھی - کہ نا امیدی اور مایوسی بے حد اُس کے چہرہ
پر چھائی ہوئی تھی - اور منہ سے یہ کلمے نکل رہے تھے - (خدا
اور انسان دونو نے مجھے بھلا دیا ہے - میں متروک ہوں میں
مردود ہوں) +

پوشیدہ نہ رہے کہ ان بے دین اور بد اعتقاد بیینے والٹر کے
پیلے شاگردوں مثلاً ڈلمبرٹ اور ڈیڈرو نے مرتے وقت اُسی
اعتقاد اور مذہب میں پناہ چاہی - کہ جس کی وہ نا واجب
ہجو کرتے اور خرابی چاہتے رہتے تھے - مگر اُن کی دلی خواہش پوری

نہ ہوئیں - اور اگر موت کے وقت اُن لوگوں کے دلوں میں توبہ کرنے
اور گناہ کی معافی کی خواستگاری کا کوئی خیال پیدا ہوا تھا - تو
وہ اِس بات کا اثر تھا - کہ بچپن میں اُن کے دلوں میں دین عیسوی
کے بیج بوئے گئے تھے - مگر وہ جو اُن کے پیچھے آئے - وہ مرتے وقت بھی
ایسے ہی گرے تھے جیسے کہ جیتے وقت تھے - کیونکہ اُنہوں نے بچپن
سے ہی بے دینی کا دودھ پیا تھا - اور عمر بھر وہی اثر اُن میں رہا +

(س ۱۱۶) - زمانہ حال کے فلاسفروں کا کوئی مقررہ عقیدہ یا
تعلیم بھی ہے - ؟

(ج) - اِس بات کا پورا پورا جواب دینا تو مشکل ہے - کیونکہ
اُنکا کوئی مقررہ عقیدہ یا دین کبھی نہیں ہوا ہے - مگر یہ تو کہہ سکتے
ہیں - کہ وہ حیرت انگیز مختلف راؤں اور بیہودگیوں کا جمگھٹ
ہے - اُن کی تعلیم کو اِن چند ایک مفصلہ ذیل الفاظ میں ظاہر
کر دینا بہت زیبا ہوگا - ہر ایک سچائی کا منکر ہونا - ہر ایک نیک
وصف کو بدنام کرنا - ہر طرح کی غلط تعلیم دینا - اور ہر قسم کے
جرم کو ترقی اور حوصلہ دینا - روحانی اور دینی تعلیم کی تباہی اور
بربادی کے سوا اور کسی بات کو دانائی اور عقل نہ سمجھتے تھے
کیونکہ یہ دانائی جہنم کی دانائی ہے - اُدھر تو وہ لوگ اپنے تمام
پیروؤں کو روحانی خوشیوں سے محروم کرنے میں کوشش کرتے ہیں

اور ادھر اِن کمبختوں کو دنیا کی چند روزہ خوشی اور عیش و
عشرت کا لطف بھی نہیں اُٹھانے دیتے - اِن میں اَیسے خراب
حال اور شکستہ خاطر لوگ بھی تھے - کہ اگرچہ اُن کو سامان دنیاوی
مال و دولت حاصل تھا - مگر اُن کی اپنی اَوباشیوں اور عیاشیوں
نے اُن کا دم ناک میں کر دیا تھا - اور ہوتے ہوتے یہانتک نوبت
پہنچ گئی - کہ اُن کمبخت فلاسفی نے اُن کی عقل پر اَیسے پتھر ڈالے - کہ وہ
اپنے ہاتھوں سے ملک عدم کو سدھارے +
لیکن جو مسیحی لوگ اپنے دینی فرائض کے پابند ہیں چاہے
خداوند قادر مطلق نے اُن پر کیسی ہی مصیبتیں اور دُکھ کیوں
نہ نازل کئے ہوں - مگر اُنہوں نے اِن اپنی مصیبتوں اور دُکھوں
سے تنگ آکر اور مایوسی اور نا امیدی میں گرفتار ہو کر کبھی
خودکشی نہیں کی - اور اَیسا کبھی کسی زمانہ میں نہیں ہوا +
(س ۱۱۷) - ملک فرانس کے حق میں زمانۂ جدید کی فلاسفی
کی کوششوں کے کیا کیا نتیجے ظہور میں آئے - ؟
ج - ملک فرانس کی فلاسفی نے کھلم کھلا ایذا رسانی
کا جھنڈا کھڑا کر دیا - اور اَیسی اَیسی بے رحمیاں اور
مصیبتیں برپا کیں - کہ جن کے مقابلہ میں پہلے زمانہ کی
ساری تکلیفیں بھی مات ہو گئیں - اِن فلاسفروں نے

یہ افواہیں اُڑائیں۔ کہ کانونٹو اور راہب خانوں میں بیٹھے
ہندو بھی بھرے ہوئے ہیں۔ کہ جو جبراً وہاں رکھے ہوئے ہیں۔
کہ اگر جاکر اُن کے دروازے کھول دیئے جاویں۔ اور یہ اجازت
دی جاوے۔ کہ اگر خلوت نشیں خاتون جانا چاہے۔ تو وہ
جاسکتی ہے۔ تو دیکھوگے کہ بہت سی ایسی بھاگ نکلینگی
جیسے کہ جنگلی طوطا جال سے۔ چنانچہ اِن شریروں اور نابکاروں
کے دھوکہ میں آکر اِن پرہیزگاروں اور نیک کار خاتونوں کو
چلے جانے کے لئے مجبور کیا گیا۔ مگر اِن نیک بندیوں نے ایک
بھی نہ سُنی۔ اور اِس بات کو اپنا فرض ٹھیرایا۔ کہ اِس حالت
رنج و مصیبت میں بھی حسبِ معمول خداوند کی بارگاہ میں سر
بسجود رہیں۔ اور نیکی کے کاموں میں غفلت نہ کریں۔ اِن کی
اِس ثابت قدمی اور استقلال کو دیکھ کر وہ اور بھی غضب
میں بھر آئے۔ مگر یہ حمیت و عصمت والی بی بیاں ویسی کی
ویسی ہی وفادار رہیں۔ اور ساری دنیا کے لئے تعریف اور
کیتھلک دین کے لئے عالیشان اور ظفرمندی کا باعث
ہوئیں +

(س ۱۱۸)۔ اِن کے ہاتھوں سے اور کیا کیا ظلم اور زیادتیاں
ظہور میں آئیں ؟ +

(ج) ۱۷۹۳ء میں جن جن زیادتیوں اور ظلموں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ آیندہ واقع ہونے کے لئے تکلیفوں اور ایذاؤں کی طرف ایک اشارہ ہی تھیں۔ کیونکہ اُن کے تھوڑے ہی روز بعد سارے خلوتخانے لوٹ لئے گئے۔ متبرک چیزوں کی بے حرمتی کی گئی۔ صدیوں سے اُن کو مسمار کرا دیا گیا۔ اور جو جو کارخانے بیماروں اور محتاجوں کی مدد کے لئے قائم تھے وہ سب کے سب ویران اور خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ عبادت الٰہی اور ریاضت و بندگی رد کر دی گئی۔ وہ بے شمار گرجے جو زمانہ سابقہ کے دینداروں کے بنائے ہوئے تھے۔ اُن میں سے تو چند ایک خاک میں ملا دیئے گئے۔ اور جو باقی بچے۔ اُن میں طرح طرح کی نامناسب کارروائیاں عمل میں لائی گئیں۔ چنانچہ صلیب پاک تبرکات پاک برتن یہانتک کہ ہوسٹیاس بھی پاؤں کے نیچے روندے گئے۔ اور علاوہ ان خرابیوں اور لابعنیوں کے۔ کہ جنکے برابر آجتک کوئی نظر نہیں آئی تھی۔ اِن شریروں نے ایسی ایسی نالائق حرکتیں بھی کی تھیں۔ کہ جو نہایت ہی شرمناک وبت پرستی اور از حد کفرانہ تھیں۔ یعنے اُنہوں نے اپنے آپ کو عقل کی دیویاں اور دیوتے قرار دیا۔ اور جہاں کہ پہلے خداوند حقیقی کی عبادت اور پرستش ہوتی تھی۔ وہاں یہ نالائق

گیا ونے - تو جواب یہ ملیگا - کہ وہ لوگ دینِ عیسوی کے وفادار اور جاں نثار معتقد تھے - اِن ایذا رسانیوں سے ہمیں یہ کہنے کا موقعہ ملا ہے - کہ اٹھارہ سو سال کے عرصہ کے بعد پھر سچّے اور وفادار مسیحیوں کو اپنے مہربان اور رحیم آقا کے نام پر اُس کے دشمنوں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھانے پڑے - اور اُن میں سے بہتوں نے اُس کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کردیں +

(س ۱۳۰) - جو جو دینی خادم اِس قتلِ عام سے بچ گئے اُن کا کیا حال ہوا - ؟

ج - اِن دینی خادموں کے لئے یہ حکم ہو گیا - کہ جو کوئی کسی پادری کا سر کاٹ کر لا دیگا - اُسے بہت سا اِنعام و اکرام دیا جاویگا - مگر اِن خادمِ دینوں کے دلوں میں اپنے ہم جنسوں کی بہتری اور اُن کی روحوں کی نجات کا خیال ایسا مضبوط تھا - کہ باوجود اِس کے کہ ہر قدم پر اُن کی جان کا خطرہ تھا - کیونکہ جہاں کہیں وہ جاتے تھے - اُن کے دشمن بھی غضب اور غصّہ میں بھرے ہوئے اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے - جاسوس دغا باز اور ریاکار دوست ہر وقت اُن کی تاڑ میں لگے رہتے تھے - مگر یہ خدا کے نیک بندے جہاں کہیں کہ دیندار وفادار مسیحی بندے پاتے اُن کے پاس جاتے اور اُن کو روحانی تسلّی اور تشفّی دینے سے کبھی دریغ نہ کرتے تھے

چنانچہ جیسا کہ زمانہ قدیم کی ایذا رسانیوں کے وقت رات کو
چُپکے چُپکے عبادتِ الٰہی کے پاک بھید بجا لاتے تھے۔ ویسے ہی
اس بدقسمت مُلک میں بھی جو کہ ایک وقت پر نہایت ہی وفادار
مسیحی مُلک رہ چکا تھا نہایت ہی پوشیدہ جگہوں جھونپڑیوں
اور جنگلوں میں کُل جہان کے مالک اور نجات دینے والے
کی شان میں پاک قربانی بجا لائی جاتی تھی۔ کیونکہ اُس کے
سارے خادم دین اِس مرتد مُلک سے جلا وطن کر دیئے گئے تھے
اور اِس لئے وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چُھپے تھے۔ اُن میں
سے بہت تو اِس کارِ خیر میں تصدق ہوئے۔ بہت سے صلیب
پر کھینچے گئے۔ مگر اُن نیکبخت بندوں کی جگہوں میں نئے نئے خادم
دین محبتِ الٰہی کے جوش سے پُر ہوئے ہوئے آن موجود ہوئے
اور اُن لوگوں کے حوصلوں کو جو بزورِ شمشیر سچائی کو نیست و
نابود کرنا چاہتے تھے اُنہوں نے بے حوصلہ کر دیا۔ ساتھ ہی اُنہوں
نے ایسی ایسی جانفشانی اور سچی سرگرمی کے ساتھ اپنے فرضوں
کو پورا کیا۔ کہ اُن خطرناک اور خونخوار دنوں میں بھی جبکہ اپنے
آپکو مسیحی کہلانا ایک سخت جرم تصور کیا جاتا تھا۔ نہ تو کلیسیا
کو دینی اُستادوں کی کمی آئی۔ اور نہ ہی اُس کے وفادار بچوں
کو روحانی تسلی سے محروم رہنا پڑا +

(س ۱۳۱) - کیا یہ ایذا رسانی بعد میں کم ہو گئی تھی ؟
(ج) - ایذا رسانوں نے صرف اپنی چند تجویزیں ہی تبدیل
کر لی تھیں - مگر اُن کے اصلی ارادوں میں تو کچھ فرق نہ آیا تھا -
اُنہوں نے سختی اور تندی کے بجائے بڑے بڑے فریب دہ طریقے اور
رستے نکالے - چنانچہ اُن کی اپنی ہی زبانی یہ ثابت ہو چکا ہے - کہ
اُن چالاکیوں اور ترکیبوں سے اُن کی مراد دینِ عیسوی کو یکلخت
اور یک بارگی ہی تباہ نہ کر دینا تھا - بلکہ آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے
اُس کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنا اور بے نام و نشان کر دینا تھا - ہمیں
اِس شرارت اور بدنیتی کا پورا پورا درست ثبوت اِس سے مل
سکتا ہے - کہ رسولی تخت کے سرداروں کو متواتر یکے بعد دیگرے
وہ صرف اِسی ارادہ سے روما سے قید کر کے لے گئے تھے - یعنے
عالیجناب پائیس ششم اور عالیجناب پائیس ہفتم - خداوند یسوع
مسیح کے اُن جانشینوں میں سے پہلے تھے - پہلا سنہ ۱۷۹۹ء میں
اپنے اصلی گھر چل بسا - مگر دوسرا سنہ ۱۸۰۹ء تک ایسی سخت
نظربندی میں رہا - کہ اُس کو اپنے اہل کلیسیا کے ساتھ بھی
خط و کتابت کرنے کی اجازت نہ تھی - اُنہوں نے اِس بات میں
کوئی دقیقہ باقی نہ رکھ چھوڑا تھی - کہ جہاں تک ہو سکے سب
لوگوں کو اپنے سرداروں کے برخلاف بغاوت کی ترغیب دیجاوے

مگر بد اعتقادی اور بےدینی کی ساری جد و جُہد (جہد و کوشش) بے فایدہ تھی - کیونکہ یہ کلیسیا اُس نے قایم کی ہے - جو ساری دنیا کا نجات دہندہ اور ہر شے پر غالب ہے - کیونکہ وہ سچّا خدا اور کامل انسان ہے - اور اُس نے اپنی کامل دانائی سے اِس دنیا میں اپنے ظاہری اور دیدنی نشانوں کو ایسی چٹان پر قایم کیا ہے - کہ جس کے سامنے شیطان اور جہنم کے حملے ناچیز اور بےبس ہیں +

(س ۱۲۲) - اِس زمانہ میں کلیسیا کے مشیر کاروں اور دوسرے سرداروں یعنے بشپ صاحبان وغیرہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا

(ج) - یاد رہے کہ اِس ایذا رسانی کا ارادہ جب کہ سر کو دھڑ سے الگ کر دینے کا تھا - تو وہ اعضاؤں کو توڑنے یا الگ کر دینے سے کب باز رہ سکتی تھی - اگرچہ کئی ایک سال سے وہ لوگ اپنی زاد بوم یعنے مُلک فرانس میں ہر طرح کی مصیبتوں میں گرفتار بے گھر و بے سامان ہو رہے تھے - مگر پھر بھی وہ خدا کے بندے اُن ساری تکلیفوں اور سختیوں کے درمیان ثابت قدم اور اپنے آقا کے نام پر وفادار رہے - اور جہاں کہیں اُن کا قدم پڑا وہیں متحمل مزاجی شرمساری پرہیزگاری اور محبّت اِلٰہی کی خوشبوئیں چاروں طرف پھیل گئیں - اور اِس زمانہ سے بڑھ کر اور کسی زمانہ میں بھی اِس کلیسیا کے لوگ جس پر ہر طرح کی جھوٹی اور بےبنیاد تہمتیں

اور الزام لگائے جاتے تھے اُس خداوند کی اپنی کلیسیا ہونے اور
اخلاقی پاکیزگی اور نیکی کی جڑ ہونے کے ثبوت ہرگز ایسے نہ ملے تھے
جیسے کہ اس ایذا رسانی کے زمانہ میں ظہور میں آئے۔ اگرچہ ۱۶۰۹ سنہ
میں اُسے اُس کی ساری بیرونی شان و شوکت سے محروم کر دیا
گیا تھا۔ مگر پھر بھی اُس کا اصلی گوہر آبدار یعنے اُس کی نیک تعلیم اور
عمدہ وصف اُس کی زیبائش تھیں۔ اور اُس کی لازوالی اُس کی
خاص مدد تھی۔ آخر کار ۱۸۰۰ء کے قریب قریب اچانک ہی کچھ ایسے
ایسے ماجرے وقوع میں آگئے۔ کہ جنہوں نے ایذا رسانیوں کو روک
دیا۔ کیونکہ کلیسیا کی ابتدا سے برابر ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ
گاہے بگاہے خداوند تعالےٰ اپنی کلیسیا کو اتنی فرصت دیتا ہے
کہ کچھ عرصہ کے آرام اور آسودگی کے بعد وہ پھر نئے سرے سے آیندہ
آنے والے طوفان کے مقابلہ کے لئے طیار ہو جاوے +

(س ۱۲۳)۔ وہ ایسا کیا واقعہ ہو گیا تھا۔ کہ جس کی بدولت
یورپ میں کلیسیا کو پھر امن و امان حاصل ہوا۔؟

(ج) نپولین کی حکومت میں زوال آ جانے سے کلیسیا میں
پھر امن و آرام بحال ہو گیا۔ اُس کو اہل فرانس نے فرانس کی فتوحات
اور بہادریوں کی وجہ سے اپنا شہنشاہ قرار دیا تھا۔ اور یہ شخص
زمانہ قدیم کے بڑے بڑے ظفرمندوں اور فتحیابیوں میں گنا جاتا تھا

کیونکہ اُس کے نام کا تہلکہ تقریباً سارے یورپ پر چھا گیا تھا۔
مگر جب زمانہ نے گردش کھائی۔ تو اُس کے دل میں سمایا۔ کہ خداوند
مسیح کے جانشین کو بجائے کلیسیا کے اپنا تابعدار قرار دے۔ مگر مراد
بر نہ آئی۔ سچ ہے۔ غرور کا سر نیچا۔ ابھی وہ اِس جوڑ توڑ میں لگا
ہوا تھا۔ کہ ہر طرح کے فتنے اور فساد برپا ہو گئے۔ آخر ۱۸۱۴ء
میں یورپ کی تمام سلطنتیں اُس کے برخلاف ہو گئیں۔ اور
برطانیہ اور جرمنی کی فوج نے باہم ملکر ۱۸۱۵ء میں واٹرلو کے میدان
پر اُس کو شکست فاش دیکر جلاوطن کر دیا۔ اِس آندھی کے
بعد کلیسیا میں امن و آرام قائم ہو گیا +

(س ۱۲۴)۔ کلیسیا کی انیسویں صدی کی تواریخ مختصر
بیان کرو۔!

(ج)۔ نپولین شہنشاہِ فرانس نے ۱۸۰۱ء میں کیتھلک
مذہب فرانس میں بحال کیا۔ اور پوپ صاحب کے ساتھ
عہد و پیمان کیا۔ مگر کلیسیا کو تھوڑی مدت تک آرام ملا۔
کیونکہ نپولین نے اپنی کامیابیوں سے مغرور ہو کے پوپ صاحب
سے چند رعائتیں چاہیں۔ جو وہ دے نہ سکتا تھا۔ تب فرانس
کی فوجوں نے شہر روما پر قبضہ کر لیا۔ اور پوپ صاحب پائس ہفتم
کو قید کر کے لے گئے۔ مگر جس طرح کہ دس سال پیشتر خدا نے ظاہر

اپنی کلیسیا کی حفاظت کی - جب کہ پوپ صاحب پائیس ششم
فرانس کے ویلنز شیر کے قید خانہ میں فوت ہوا - اُسی طرح اس
وقت بھی اُس نے اسکو دشمنوں کی مرضی پر نہ چھوڑا - یورپ کی
متحدہ طاقتوں نے نپولین کو مغلوب کرکے تخت سے اُتارا - تو
پوپ صاحب ۱۸۱۴ء میں روما کو واپس آیا - فرانس کے اس
خوفناک انقلاب سلطنت سے الٰہی پروردگاری نے صاف
طور پر ظاہر کر دیا - کہ جو اشخاص یا قوم خدا کو ترک کر دیتے ہیں - اور
خداوند یسوع مسیح کے مذہب سے انحراف کرتے ہیں - کیسی پریشانی
وشکستہ حالی اُن کے درپیش آتی ہے - مگر اس تنبیہ پر عموماً بے
توجہی ہوئی - اور فرانس کی آزاد خیالی کی بیہودہ روشنی اٹلی
وسپین ودیگر ملکوں میں پھیلی - بہت سے پرانے قابل قدر
مجالس و مدارس تباہ ہو گئے - راہب خانے اور خانقاہیں بند
کی گئیں - کلیسیا کی تاثیر وطاقت میں فرق آیا - اُس کے حقوق
پر جھگڑے اُٹھے - اُس کے فوائد وبرکتوں کا انکار ہوا - اور یونیورسٹیوں
میں بے دینی کے فاسد اصولوں کی تعلیم مروج ہوئی - پوشیدہ
سوسائیٹیوں نے انقلابی رائیں پھیلائیں - اور ظالمانہ حملوں کی
دلیری دی - مگر قادر مطلق خدائے تعالےٰ نے اپنی کلیسیا کی
حفاظت ترک کی - بلکہ عجیب و لاکلام معجزات سے اُس کو

قایم رکھا۔ پوپ صاحب پائیس نہم کے زمانہ میں سنہ ۱۸۴۶ء سے سنہ ۱۸۷۸ء تک
مقدسہ مبارک کنواری مریم کی بے گناہ پیدائش کے مسئلہ کی تعریف
قایم ہوئی۔ عام کونسل بلائی گئی۔ جس کا اجلاس ۸ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء
کو شروع ہوا۔ اور مختلف موقعوں پر کلیسیا کا اتحاد نہایت
صاف روشنی میں چمکا۔ جس وقت کہ پوپ صاحب اپنے دشمنوں
سے چاروں اطراف سے خطرہ میں تھا۔ تو خدا نے اس کو نئی عزت
بخشی۔ کیونکہ ویٹکن کونسل نے الٰہی ہدایت سے ۱۸ جولائی سنہ ۱۸۷۰ء
کو پوپ صاحب کی ناممکن الخطائیت کے مسئلہ کی تعریف
کی۔ مگر مذہب کے دشمنوں نے اس مسئلہ کے باعث کلیسیا
پر نئے اور سخت حملے کئے۔ خصوصاً جرمنی میں یہ حال ہوا۔ کہ
حاکموں نے مومنین کو کلیسیا کے سر سے علیحدہ کرنا چاہا۔ بہت
فقرائے مذہب مکانوں سے نکالے گئے۔ قسیسوں اور اسقفوں پر
اشد ظلم ہوا۔ بعض پر جرمانہ ہوا۔ بعض قید خانوں میں پڑے
بعض جلاوطن کئے گئے۔ مگر اس فساد میں بھی خدا نے آخرکار
اپنی کلیسیا کو فتح مندی بخشی۔ اور پوپ صاحب لیو سیزدہم
سنہ ۱۸۷۸ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک صلح کی حالت قایم کرنے میں کسی
قدر کامیاب ہوا +

س ۱۲۵) - اس زمانہ کا سب سے بڑا معجزہ کیا ہے؟

ج)- اِس زمانہ کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے- خصوصاً شمالی
امریکہ میں اُس کا نمایاں ظہور ہوا- کہ صرف ممالک متحدہ میں گذشتہ
صدی میں اسّی ڈایوسیس (قلمرو) بمعہ مدرسوں و خانقاہوں
وکالجوں و دیگر مجلسوں کے قائم کی گئیں- ایشیا اور افریقہ کی
مشنوں میں شہیدوں کا خون مسیحیوں کی ترقی کا بیج ہوا-
پچھلی مردم شماری سے ظاہر ہوا- کہ کیتھلک کلیسیا کا شمار
انگلنڈ میں خصوصاً جرمنی میں بہت بڑھ گیا- سب ملکوں میں
نئی سرگرمی پیدا ہو گئی ہے- اور زیادہ زیادہ یہ امر تسلیم کیا جاتا
ہے- کہ امن و اتحاد و ابدی نجات صرف کیتھلک کلیسیا میں
پائی جاتی ہے +

س ۱۲۶)- کلیسیا کی متواتر مصیبتوں سے ہم کیا خیال کریں؟
ج)- اگرچہ آج کل بہت مسیحی دنیا کی چیزوں کی محبت میں
پھنس کر خدا کی طرف سے بے پروا ہیں- اگرچہ کلیسیا پر متواتر
ظلم ہوتا ہے- اور اُس کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں- اگرچہ
پوپ صاحب کے ممالک ۲۰ ستمبر ۱۸۷۰ء سے چھینے گئے
ہیں- اور وہ وٹیکن (پوپ صاحب کا محل) میں بطور قیدی کے
ہے- اگرچہ بے اندازہ غلط تعلیمیں مروج ہوتی ہیں- اور بے
روک و ٹوک پھیلتی ہیں- مگر ان سب باتوں سے ہمارے

ایمان کو جنبش نہ ہونی چاہئے - کیونکہ انجیل شریف کی پیشگوئی
پوری ہوتی معلوم ہوتی ہیں - (کہ ایک زمانہ میں خدا اور اُس کے
مسیح کے برخلاف بڑی بغاوت واقع ہوگی - ۲ تسلونیقیوں ۲ ب
۳ و ۴ ت ولوقا ۱۸ ب ۸ ت) - ہر ایک کو اِس وقت ہوشیار رہنا
مناسب ہے کہ گمراہ نہ کیا جاوے - بلکہ موت تک ایماندار رہے
تاکہ زندگی کا تاج حاصل کرے - (مکاشفات ۲ ب ۱۰ ت) +

(س ۱۲۷) - کیا اِس سے یہ مطلب ہے - کہ انیسویں صدی
کے آغاز میں سارے فرنگستانی ملکوں نے پھر مسیحی کلیسیا کی
پناہ اور اطاعت اختیار کر لی - ؟

(ج) - نہیں - اِس سے ہرگز یہ مراد نہیں - کہ فرنگستانی ملکوں
میں مسیحی کلیسیا کی اطاعت اختیار کر لی ہے - کیونکہ اُن ایام میں
بہت سے ملک اپنی قدیم اور سچی اور پاک کیتھلک کلیسیا سے باغی
ہو کر پروٹسٹنٹ فرقوں میں بٹ گئے تھے - چنانچہ اب تک ویسے ہی
چلے آتے ہیں - مگر پوشیدہ نہ رہے - کہ کیتھلک ملکوں میں کلیسیا
کے دوبارہ سرسبز ہونے سے ہر دو یعنے دنیا کے پروٹسٹنٹ ملکوں
اور غیر قوم ملکوں میں کئی ایک مشنیں کھولی گئی ہیں - چونکہ
یہ مختلف مشنیں اور رسولی کام کیتھلک کلیسیا کے بے شمار
جلال اور ترقی کا باعث ہوئے ہیں - اِس لئے یہ بہت ہی

بہتر ہوگا۔ کہ اِن ہمارے رسولی کاموں کا بھی کچھ مختصر
حال بیان کیا جاوے۔ اور مقابلہ کرکے یہ دکھلایا جاوے۔ کہ
گزشتہ صدی کے ابتدا سے لیکر (یعنے انیسویں صدی کے ابتدا سے)
انجام تک اِس کلیسیا نے اپنے بانی اور مالک کی بزرگی اور جلال
کو کہاں کہاں تک پھیلا دیا۔ اور کس قدر قوموں کو اُس
کی پاک روشنی سے بہرہ ور کیا ہے +

یورپین مشنوں کا مختصر حال

(۱) – (انگلینڈ و سکاٹ لینڈ) – انگلینڈ جو اولیاؤں
اور مقدسوں کی سرزمین کے نام سے مشہور تھا – اپنے بادشاہوں
کے ظلم سے اِس قدر تباہ ہوگیا۔ کہ سوائے چالیس ہزار وفادار
بچوں کے اور سب اپنی ماں کو چھوڑ کر بے وفا اور ناخلف فرزند
بن گئے۔ اور سکاٹ لینڈ کا حال تو اِس سے بدتر تھا۔ اگرچہ
انیسویں صدی کے شروع میں ملکی قوانین کیتھلک لوگوں
کے حق میں ایسے مزاحم اور سخت نہ تھے۔ مگر پھر بھی وہ انہیں معاو
اعلےٰ عہدوں سے محروم رکھتے تھے۔ اور اُن کی تعداد صرف ایک لاکھ
بیس ہزار تھی۔ مگر چونکہ اب وہ سارے تعصب جاتے رہے ہیں
اور پارلیمنٹ کے قوانین ساری رعایا کے لئے تقریباً ایک ہی
جیسے ہوگئے ہیں۔ اور سرکاری عہدوں یا مُلکی حقوق میں بھی

کیتھلک اور پروٹسٹنٹ برابر سمجھے جاتے ہیں۔ اِس لئے بہت
سے نہایت ہی عالموں اور فاضلوں نے بدعت سے دست
بردار ہوکر سچی اور رسولی کلیسیا میں یعنی روحانی نجات کے لئے
پناہ لی ہے۔ اور اب کیتھلک لوگوں کی تعداد کوئی بیس
لاکھ سے بھی زیادہ ہوگئی ہے +

(۲) - (ڈنمارک - سویڈن - اور ناروے) - ایذا رسانیوں
کے زمانہ میں اِن ملکوں کے پروٹسٹنٹ بادشاہوں نے اپنی
رعایا پر ایسے جور و جفا کئے۔ کہ سارے کے سارے ملک اپنے دین
سے مرتد ہوگئے۔ اور ایسے مرتد ہوئے۔ کہ اٹھارھویں صدی کے
انجام پر اور انیسویں صدی کی ابتدا میں صرف دو سو کیتھلک
لوگ پائے جاتے تھے۔ اور کیتھلک پادریوں کا نام و نشان
بھی نہ تھا۔ مگر آجکل باوجود اِن سب رکاوٹوں کے بھی اُن
کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ اور علاوہ اِس کے ستر کے
قریب پادری اور دینی خادم بھی وہاں موجود ہیں +

(۳) - (جرمنی) - سنہ ۱۸۰۰ء میں ملک جرمنی کے پروٹسٹنٹ
صوبجات میں کوئی ساٹھ لاکھ کے قریب کیتھلک تھے
ایسے دینی خادموں کے زیر ہدایت اور زیر نگرانی تھے۔ کہ جن کو
اپنی اِس پاک خدمت گذاری کے لئے ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی

روک پیش ہوا کرتی تھی۔ وہ ایک بے دین اور بد اعتقاد سرکار
کی رعیت تھے۔ جس کا حکم بھی انہیں گوارا کرنا پڑتا تھا۔
جس کے باعث ملک بڑی بڑی خرابیوں اور بدیوں کا شکار
ہوگیا۔ اور ایسے الٹے قوانین ناجائز کا زیر بار رہا ہے۔ کہ جن
کے رو سے مال کلیسیا جو مال وقف اور محتاجوں کی مدد
کے لئے چاہئے تھا۔ سرکار نے لوٹ گھسوٹ اپنے قبضہ تصرف
میں کرلیا۔ ہزار ہا دینی خادموں اور بشپوں کو جلا وطن کیا۔
سینکڑوں اور ہزاروں کو قید خانوں میں کر دیا۔ مگر پھر بھی خداوند
کی سچی اور پاک رسولی کلیسیا باوجود ان سارے دکھوں
اور ایذاؤں کے بھی انیسویں صدی کے انجام بیسویں صدی
کے آغاز میں پہلے سے بھی کئی درجے سرسبز اور خوشحال نظر آرہی
ہے۔ اس ملک جرمنی میں ان وفادار [illegible] کی تعداد یا تو صرف
ساٹھ لاکھ تھی۔ یا وہ آج ہمیں ایک کروڑ تیس لاکھ سے
زیادہ نظر آتی ہے۔ نہ صرف یہ تعداد ہی پہلے سے بڑھ گئی ہے
بلکہ مالی اور ملکی طاقت بھی زیادہ ہوگئی ہے +

(۴) ۔ (ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ)۔ یہ اگرچہ دو نہایت ہی چھوٹے
چھوٹے ملک ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں کیتھلک کلیسیا کی قدرتوں
سے خداوند تعالیٰ کے جلال اور فضیلت کے اظہار کی کچھ کم ترقی

ہیں ہوئی ہے۔ ملک ہالینڈ کی سنہ ١٦[illegible]ء کی مردم شماری سے ظاہر
دین کیتھلک کے پیروؤں کی تعداد صرف تین لاکھ پچاس ہزار کی
نظر آتی تھی۔ مگر گذشتہ سو سال کے عرصہ میں وہ پندرہ لاکھ سے
بھی کچھ کم اُوپر ہو گئی ہے۔ باقی رہا سویٹزرلینڈ۔ اِس میں
بھی وہ بمشکل تمام صرف پانچ لاکھ چالیس ہزار تھے۔ مگر اب وہ
دس لاکھ اَسّی ہزار سے کچھ اُوپر ہی ہے +

برّاعظم امریکہ کی شتیں

(١)۔(اضلاع متحدہ)۔ اگر ساری دنیا میں کلیسیا کی
ترقی اور اقتدار پر غور کیا جاوے۔ تو اِس ملک سے بڑھ کر
اور کوئی نظر نہ آئیگا۔ اٹھارھویں صدی کے آفتاب کے غروب
اور اُنیسویں صدی کے آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت تک
اِس ترقی پذیر مُلک میں صرف ایک بشپ اور بیس کے قریب
دینی خادم اور صرف چالیس ہزار کیتھلک تھے۔ مگر اَب فضلِ
الٰہی سے اُس کی شاندار کلیسیا کا جھنڈا ہر جگہ لہرا رہا ہے
چنانچہ تراسی بشپ اور سردار بشپ سات ہزار خادم دین اور
ایک کروڑ کے قریب کیتھلک اُس کے سایۂ عاطفت میں
موجود ہیں

(٢)(کینیڈا)۔ اگرچہ اِس ملک میں سنہ [illegible]ء میں کیتھلک

مسیحیوں کی تعداد صرف ایک لاکھ چھبیس ہزار تھی۔ مگر اس وقت
وہ بارہ لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے۔ مگر یہ ترقی نئی تبدیلیوں کی
وجہ سے ہی نہیں۔ بلکہ زیادہ تر کیتھولک خاندانوں کے اپنے
ہی پھلنے پھولنے کے باعث سے ہے +

(۴)۔ (جنوبی امریکہ) ۔ جب اہلِ ہسپانیہ اور اہلِ پرتگال
نے اِسی نئی دنیا یعنے امریکہ کو دریافت کیا۔ تو کئی ایک
خادمِ دین بھی اُن کے ساتھ اِس غرض سے گئے۔ کہ وہاں کے باشندوں
کو انجیل پاک کی خوشخبری سُناویں۔ اور سچے دین کے نور سے
اُن کے دلوں کو روشن کریں۔ چنانچہ اُن کے یہ نیک ارادے
بر آئے۔ اور خداوند کے کرم وفضل سے اور اُن کی محنتوں اور
جانفشانیوں سے تھوڑے ہی دنوں میں کئی ایک جگہوں
میں مشنیں کھولی گئیں۔ اور وہ ایسی جلدی رونق پکڑ گئیں
کہ مسیح کے اِن خادموں اور اپنے ہمجنسوں کی روحوں کی نیکی
چاہنے والوں نے دل وجان و نیک نیتی سے خداوند کی بادشاہت
کے پھیلانے میں ایسی کوشش کی۔ کہ اُنہوں نے برِّ اعظم امریکہ کے
اسّی لاکھ سے زیادہ باشندوں کو یسوع مسیح کے مصلوبی جھنڈے
تلے لا جمایا۔ یہ کیسی خوشی کی بات ہے۔ کہ ہسپانیہ اور پرتگال
کے بادشاہوں نے امریکہ کے بہت سے اصلی باشندوں کو

یسوع مسیح کے جھنڈے تلے لا جما یا - پر کیسے افسوس کی بات ہے - کہ ہسپانیہ اور پرتگال کے بادشاہوں نے بہت سے پادریوں کو واپس بلا لیا - جس کے باعث جلدی ہی لوگ اپنے اصلی فرائض سے غافل ہو گئے - اور اُن میں سے بہت سے برائے نام ہی کیتھلک رہ گئے - مگر گذشتہ صدی سے پھر رسولی کام جاری کیا گیا ہے - مگر فی الحال خادمِ دینوں کی خدمتگزاری کا کام صرف پرانے ہی کیتھلک لوگوں میں ہو رہا ہے - کیونکہ پہلے اُنہیں اپنے مذہبی فرائض سے واقف کار کرنا اور اپنے نجات دہندہ کے حکموں پر چلانا لازمی امر ہے - اوّل خویش بعد درویش

برِ اعظم افریقہ کی مشنوں کے مختصر حالات

(۱) - (شمالی افریقہ میں) سنہ ۱۸۰۰ء میں صرف پندرہ ہزار کیتھلک مسیحی پائے جاتے تھے - مگر جب سنہ ۱۹۰۰ء میں اُن کا شمار کیا گیا ہے - تو اُن کی تعداد چھ لاکھ سے کچھ اوپر پائی گئی +

(۲) - (مغربی افریقہ) - اِس حصّہ میں مسیحی لوگ تقریباً بے نام و نشان تھے - مگر اُنیسویں صدی کے اختتام پر کیتھلک عقیدہ کے پیرو پچاس ہزار شمار میں تھے +

(۳) - (جنوبی افریقہ) - سنہ ۱۸۰۰ء میں ایک کیتھلک بھی نہ تھا مگر سنہ ۱۹۰۰ء میں اِن کی تعداد اکیس ہزار تک پہنچ گئی +

(لم) (مشرقی افریقہ) سنہ ۱۸۰۰ء میں کیتھلک کا شمار صفر تھا - مگر سنہ ۱۹۰۰ء میں چالیس ہزار روحیں کیتھلک کلیسیا کی پیروی کا دم بھرتی تھیں +

برّاعظم آسٹریلیا اور کیتھلک کلیسیا

کیتھلک دین کی ترقی کے لحاظ سے یہ برّاعظم اضلاع متحدہ واقع ملک امریکہ سے دوسرے درجہ پر ہے - اِس نے سو سال کے عرصہ میں بہت عروج اور اقتدار حاصل کیا ہے - چنانچہ سنہ ۱۸۰۰ء میں اُن کی تعداد صرف چند ایک سو کے قریب تھی - جن کی دینی کارروائی کے لئے کوئی دینی خادم بھی نہ تھا - مگر سنہ ۱۹۰۰ء میں بفضلِ خدا پچیس بشپ اور سات آرچ بشپ نوسو پچاس خادم دین اور آٹھ لاکھ کے قریب علم کیتھلک پائے جاتے ہیں +

برّاعظم ایشیا اور کیتھلک مشنوں کا حال

(۱) - چین - سوال - کیا تمہاری رائے میں یہ ملک کبھی مسیحی اور کیتھلک دین کے سایۂ عاطفت میں پناہ لیگا - ؟

اجی صاحب اِس سوال کا جواب تو خود خدا وند عالم الغیب اور ہمہ داں کو ہی معلوم ہے - لیکن مطالعہ اور غور سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے - کہ اِس کی وسیع سلطنت

میں کلیسیا کی سرگذشت نہایت ہی دلسوز اور دردناک ہے مسیحی کلیسیا کا جھنڈا اِس ملک میں ایسا مضبوط اور مستحکم گڑ گیا تھا۔ کہ کسی کو خواب و خیال بھی نہ تھا۔ کہ وہ ایک دن اکھیڑ کر پھینک دیا جاویگا۔ اور اُس کی وفادار بہادر اور جاں نثار سپاہ طرح طرح کی اذیتوں اور عذابوں میں گرفتار ہوگی +

چنانچہ سترھویں صدی میں اِس وفادار اور جاں نثار مومنین کی سپاہ کی تعداد آٹھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ مگر ۱۹۰۰ء میں زمانہ کی گردشوں اور غیر قوم حاکموں کی زیادتیوں اور قتل عاموں سے اُنکی تعداد صرف دو لاکھ ہی رہ گئی تھی۔ پر اب پھر فضلِ الٰہی سے وہ بہت سے دکھوں مگر استقلال اور ثابت قدمی کے بعد چھ لاکھ تک پہنچ گئے ہیں +

(۲) - جاپان۔ اِس کے تواریخی حال پڑھنے سے ہمیں یہ پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ بیس لاکھ کیتھلک کہ جن میں ایک ہزار سے زیادہ خادم تھے۔ اِن لوگوں نے اپنے نجات دہندہ کے نام پر اپنی جانیں قربان کیں۔ اور اِن شہیدوں کی اِس پاک جماعت کی خوں فشانی کے بعد کیتھلک کلیسیا کا چراغ اِس ملک میں کوئی تین صدیوں تک تقریباً برابر بجھا رہا تھا

...یا ہے - آخر کار سنہ [illegible]ء میں پھر رسولی تخت کے سردار کے قاصد
انجیل پاک کی منادی کے لئے پہنچے - اور صرف آدھی صدی
کے اندر ہی اندر خداوند بزرگ اور شاندار نے اُن کی محنتوں
میں ایسی برکت ڈالی - کہ وہ پھر پچاس ہزار سے زیادہ روحوں
کو اُس کے گلہ میں لائے ہیں +

۱۳) - جزیرہ نما ہند چینی - اِن ممالک میں بھی گذشتہ صدی
کے اندر مسیحی دین کو بہت سی مخالفتوں اور آزمائشوں
کا مقابلہ پیش آئے - چنانچہ سنہ [illegible]ء میں کیتھلک لوگ
...اوپر چار لاکھ تھے - مگر سنہ ۱۸۹۱ء میں ملک سیام و انام میں
پچاس ہزار سے زیادہ اپنے پاک اور سچے دین کے نام پر غیر قوموں
اور بُت پرستوں کے ہاتھ سے تہ تیغ ہوئے - اُن کے تمام گرجے
زمین کے ساتھ ہموار کر دیئے گئے - اور جو لوگ بیچارے مصیبت کے
مارے اپنے قاتلوں کے ہاتھ سے بچ گئے وہ جلاوطن کئے گئے - مگر
اب سے دوبارہ آزادی اور صلح کا بیج بویا گیا ہے - تب سے پھر
پرانی مشنوں کو کھولا گیا - اور اب کیتھلک کلیسیا کے معتقدوں
کی تعداد ۲ لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے +

علیحدہ لکھے جائینگے

۱۴) - ہندوستان - اِس ملک کی کلیسیا کے حالات ایک مختصر تواریخ میں
ناظرین کو بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ باوجود اِس قدر مخالفتوں و دشمنیوں

خطروں مصیبتوں اذیتوں اور ایذارسانیوں کے بھی خداوند مسیح کی واحد [illegible]
پاک جامع رسولی کلیسیا نے ساری دنیا میں کیسی ترقی کی ہے سو سال کا
عرصہ گذرا۔ کہ صرف تین سو کے قریب ہی انجیل کے منادا ور مشنری پائے
جاتے تھے۔ مگر اب ایک سو سال کے بعد یعنی سنہ ۱۹۰۰ء میں بارہ ہزار سے کچھ
کم نہیں ہیں۔ ان مشنری صاحبوں کی مدد کے لئے پانچ ہزار سے زیادہ لوگ بھی ہیں
مگر اس سے بھی بڑھکر جو تعجب انگیز اور حیرت آمیز بات ہے سو یہ ہے۔
کہ چھتیس ہزار سسٹر لوگ بھی خداوند کے باغیچہ میں کام پر لگی ہوئی ہیں۔
یہ وہ روحانی بہنیں ہیں۔ کہ جنہوں نے اپنی زندگی کو عصمت [illegible]
اور [illegible] مفلسی کے پاک وعدوں سے روحوں کو مسیح کی بادشاہت
میں لانے کے لئے خداوند کی نذر کر دیا ہے۔ اہل بدعت چاہے کچھ ہی کیوں
نہیں۔ وہ اس پاک اور قدیم کلیسیا کو عمر رسیدہ اور زوال پذیر کا نام کیوں
نہ دیویں۔ مگر کہاں کلیسیا کی پاک تعلیم اور کہاں بدعتیوں کے مہلک منصوبے
کیا خداوند مسیح کے یہ اپنے کلمات نہیں ہیں؟ (کہ درخت اپنے پھل سے
پہچانا جاتا ہے)۔ اور جب درخت یعنی اُسکی اپنی قائم کی ہوئی
کلیسیا ایسے لذیذ اور میٹھے پھل پیدا کر رہی ہے۔ تو وہ کملائی ہوئی
اور پژمردہ کیسے ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ ہری بھری اور تر و تازہ ہے اور

تا قیامت ایسی ہی رہیگی +
[illegible] کلیسیا یوں ہی ہمیشہ سرسبز + کیونکہ اسکا بانی اور محافظ ہے مسیح [illegible]
آمین